1051

الزبدة العمدة

٦ . ١٤ هـ

في

شرح البردة

مكتبة الشيخ جميل احمد نقشبندي ذخيره

مصنف:

نور الدين علي بن سلطان محمد القاري الهروي المكي

Marfat.com

1051

الزبدة العمدة

في

شرح البردة

تصنيف

نور الدين علي بن سلطان محمد القاري الهروي المكي

قال صاحب كشف الظنون مصطفى بن عبد الله حاجي خليفه

ومن احسن شروحها (القصيدة البردة)

شرح نور الدين علي القاري المتوفى ١٠١٤ھ

ناشر

جمعيت علماء سكندريه

درگاه شريف پيرجوگوت (پيرجوگوٹ) من مضافات خيرفور (خيرپور) سندھ باكستان

Marfat.com

الزبدة العمدہ فی شرح البردہ

ملاعلی بن سلطان محمد القاری الھروی المکی (م ۱۰۱۴ھ)

نسخہ خطی _____ میاں خالد راجڑ ۱۲۲۴ھ

تقدیم _____ مفتی محمد رحیم سکندری، پیرجوگوت

تحقیق وتحشیہ _____

کتابت _____ فیض محمد سکندری فیض رقم

تعاون _____ قومی ہجرہ کائونسل اسلام آباد، پاکستان

سن اشاعت _____ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

ہدیہ _____

مطبع _____ نوید پرنٹنگ پریس، ناظم آباد ۲ کراچی

58807

ناشر

جمعیت علماء سکندریہ

درگاہ شریف پیرجوگوٹ (پیرجوگوٹ) من مضافات خیرپور (خیرپور) سندھ پاکستان

Marfat.com

حرفِ آغاز

راقم الحروف کو طالب علمی کے زمانے سے قصیدہ بردہ (مدیح البردۃ المعروف قصیدۂ بردہ) سے بحمدہ تعالیٰ قلبی ذوق رہا ہے استادی مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے روزانہ کا سبق بغیر کسی محنت کے یاد ہو جاتا تھا۔ اب تیسواں سال گزر رہا ہے مگر قصیدہ شریف مجھے یاد ہے۔ فلہ الحمد والمنۃ،

۱۹۶۸ء میں جب حرمین شریفین (سفر حج اور گنبد خضریٰ) کی زیارت کے لئے بخت خفتہ بیدار ہوا تو استاد معظم مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا مدینہ طیبہ اور مکہ شریف میں اگر "زبدۃ" شرح قصیدہ بردہ مصنفہ ملا علی قاریؒ مل جائے تو خرید کر لے آنا۔ میں نے ہر قسم کے کتب خانے دیکھے مگر کہیں بھی "زبدۃ شریف" کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس وقت سے لے کر زبدۃ شریف کی تلاش برابر جاری رہی اور من جدّ وجد کے مطابق آخر کار اس کا ایک قلمی نسخہ اخوی مولانا میر محمد اجرؔ صاحب کی لائبریری میں ملا جو آپ کی ساتویں پشت میں آپ کے جد اعلیٰ بزرگوار اور نابغہ روزگارؒ صاحب علم و فضل میاں محمد خالد راجڑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ میاں محمد خالد صاحب وہی ہیں جن کے پیر سائیں محمد راشد روضہ والے سے خط و کتابت کا رابطہ رہتا۔ اور غالباً پیر سائیں روضہ دھنی ہی سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ فقیر، مولانا میر محمد راجڑ کا تہہ دل سے مشکور ہے۔ جنھوں نے نسخہ فراہم کیا۔

میرے سامنے یہی واحد نسخہ تھا جسے فقیر نے اپنے مخدوم استاد العلماء حضرت مولانا تقدّس علی بریلوی قبلہ کی شفقت و تعاون سے تحقیق کے بعد کتابت کی سعادت حاصل کی۔

فقیر نیشنل ہجرہ کونسل کا مشکور ہے۔ جس نے میری پرانی امید اور ذوق کی تعبیر و تکمیل میں مدد دی۔

بالخصوص جناب ڈاکٹر این۔ اے بلوچ صاحب شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے ہر موقعہ پر تعاون اور رہنمائی فرمائی۔

فقیر مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ راشدیہ

خطیب مسجد درگاہ شریف پیر جو گوٹھ

(خیرپور)

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حمد و ثنا ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ کے لئے، جس کی ثنا کا حق ادا ہونا، خارج از امکان ہے۔ پھر بھی واجب و لازم ہے:

لا احصی ثناء علیک کما اثنیت انت علیٰ نفسک

درود لا محدود، حسن مطلق، جوہر فرد سید المرسلین، شفیع المذنبین حبیب ربّ العالمین پر جو نہ صرف اپنے صوری و معنوی محاسن و کمالات میں بے مثل و بے نظیر ہیں بلکہ عشق و عرفان، ذوق و شوق، قلب و روح کی وابستگیوں کا قبلہ و کعبہ بھی ہیں:

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

اما بعد — اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ حرف و حکایت، فن و سخن، ادب و انشا اور علوم و معارف کی دنیا میں سب سے زیادہ جس شخصیت کو واجب الاحترام اور مرکز عقیدت جان کر موضوع بنایا گیا وہ شخصیت بلا نزاع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے تحقیق و تنقیح کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار کی جتنی روایتیں دریافت ہوئیں، ہر ایک معیار کے مطابق آپ کی عظمت و تقدیس، رفعت اور نکھار میں اضافہ ہی ہوا وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ؛

قلب مسلم، نظر مؤمن - ذوق الٰہی - ایمان و عرفان کے حوالے سے اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ فقط رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات وہ مرکزی نقطہ ہے - جو فدائیت و محبوبیت، عقیدت و عظمت، رفعت و تقدیس کے تمام ابواب کا مرجع اور مآب ہے -

آپ کی ذاتِ اقدس سے ادنیٰ تعلق نے ذرّات کو خورشید و ماہتاب بنا دیا، رہزنوں کو رہبر عالم اور مریضوں کو مسیحا کر دیا۔

آپ کی ذاتِ اقدس سے تعلق کی کرامت و برکت نے، صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے وجد آور اور کیف آگیں خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اسی تعلق کی برکت سے رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں نے نہ فقط قیصر و کسریٰ کی دیواریں ہلا دیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پچیس لاکھ ۱۱ ہزار مربع میل کی عظیم سلطنت پر کامیاب فرمانروائی کی؛

قلبی وارفتگی اور ذوق و شوق کے اس ساز کو اگر چھیڑ دیا جائے تو نہ صرف قلب و روح اضطراب و وجد میں آجائیں بلکہ در و دیوار بھی جھوم اٹھیں بلکہ شدتِ تاثیر کی چند ایسی روایتیں بھی محفوظ ہیں کہ خود سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم مسرت و انبساط سے جھوم اٹھے۔

باز گو از نجد و از یاراں نجد تا در و دیوار را آری بوجد

Marfat.com

حسن و احسان

ذوق و شوق کی بات جب شروع ہو تو اس کی تان حسن و احسان پر ہی جا کر ختم ہوتی ہے۔ حسن کسی بھی رنگ میں ہو وہ حسن ہے، نقاش ہے اور لازوال نقاش، وہ ایک ہی جھلک سے قلب و نظر، ذہن و زبان کو غلام بے دام بنا سکتا ہے بلاشبہ حسن کی وسعتیں لامحدود، اس کے اثرات دیرپا اور اس کے نقوش لازوال ہوتے ہیں۔

یہ حسن ہی کی جلوہ نمائی تھی کہ حسینان مصر وارفتگی کے عالم میں پھل کی بجائے ہاتھ کاٹ بیٹھتی ہیں اور بے اختیار پکار اٹھتی ہیں:۔ ماھذا بشرا۔ ان ھذا الا ملک کریم، یہ تو تھا مظاہرہ جمال یوسف علیہ السلام کا۔

حسن و جمال رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے۔ اس کا پرتو، تو جس پر پڑا۔ اس کے قلب و نظر، فکر و عمل، صورت و سیرت میں انقلاب آگیا۔ اور عظیم انقلاب۔ بلاشبہ اللہ کا یہ محبوب، حسن کی اس معراج پر نظر آتا ہے جہاں انسانی فکر و فہم، احساس و ادراک کی رسائی نہیں۔ جہاں انسانی عقل اپنی وسعت کے باوجود، کمال عجز و انکساری کا معترف نظر آتی ہے۔ اسی مقام پر دنیا کے فصیح ترین لوگ اپنی تہی دامنی کے قائل نظر آتے ہیں۔

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ ۔۔۔ قوم نیام تسلوعنہ بالحلم

سمجھا نہیں ہنوز میرا عشق بے ثبات ۔۔۔ تو کائناتِ حسن ہے یا حُسنِ کائنات

حسنِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ مطلق ہے۔ تو حسن کامل بھی، جوہرِ فرد ہے تو جوہرِ غیر منقسم بھی ؎

خود حسن و جمال بے نہایت داری ۔۔۔ ہم جود و کرم بحد غایت داری

شد حسن ترا مسلم و ہم احسان ۔۔۔ محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

جس ذات کو خلّاقِ عظیم نے پوری فیاضی سے حسن بخشی فرمائی ہو۔ اس حسن کامل کی تصویر کشی کسی سے ممکن ہو تو کیونکر:۔

واحسن منک لم ترقط عینی ۔۔۔ واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرّأ من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاء (حسن بن ثابت)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں کبھی مہ کامل پر نظر ڈالتے ہیں اور کبھی جمال مصطفوی پر۔ مگر انھیں آپ کا رُخ انور ہی حسین تر نظر آتا ہے:۔

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبرو میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ "بیٹا! تم اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو تمھیں ایسا لگتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق رُخِ روشن پر پسینے کی بوندیں گوہر آبدار کی طرح ضو فشاں رہتیں[1]۔

---

[1] رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کے رُخ انور کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہ بیانات نہ تو مبالغہ ہیں نہ داستان سرائی بلکہ اپنے ایمان و ایقان اور ذوق بصیرت کا مشاہدہ اور بیان ہیں تاہم انھیں اس مہ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی حقیقی تعبیر سمجھنا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ) بھی حقیقت کے منافی ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ کامل کا پورا ظہور ہی نہیں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام کی دید آپ کی زیارت پر بشارت کی متحمل نہیں ہوسکتی چنانچہ قرطبی رقمطراز ہے:۔

لم یظھر تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم والا لما طاقت اعین الصحابۃ النظر الیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی ایک طویل بحث کے ضمن میں فرماتے ہیں، حسن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادراک آخرت ہی میں ممکن ہوگا۔ جہاں باری تعالیٰ کی رویت کی سعادت حاصل ہوگی۔ وہیں جمال احمدی کا ادراک بھی ہوگا۔

"چوں خدا را عزوجل بہ بینند ــ جمال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) را دریابند"

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدح سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمن میں فرماتے ہیں: "وحد و ضابطہ در وصف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت است از فضل و کمال ہمہ او را ثابت است و ہیچ کس کامل تر از وے و مساوی با و نیست"؛ (یعنی، مرتبہ الوہیت کو چھوڑ کر، ہر فضل و کمال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ اور کوئی فرد بھی آپ کا ہمسر اور مساوی نہیں؛

علامہ بوصیری نے اسی مقصد کو دوسرے پیرائے میں بیان فرمایا ہے:۔

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم ۔۔۔ واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

وانسب الیٰ ذاتہ ما شئت من شرف ۔۔۔ وانسب الیٰ قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد ۔۔۔ فیعرب عنہ ناطق بفم

یعنی: نصاریٰ کی طرح الوہیت اور تثلیث کی دعویٰ کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں تم ہر طرح کا حکم لگا سکتے ہو۔ اور آپ کی ذات والا صفات کی طرف ہر شرافت و عظمت کی نسبت کر سکتے ہو۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کی کوئی غایت کوئی حد ہے ہی نہیں۔ محقق دہلوی، شیخ ابن حجر مکی کے حوالے سے اشعۃ اللمعات ص ۵۳۵ ج ۴ میں رقم طراز ہیں کہ:۔

"کمال ایمان موقوف ہے اس عقیدہ و ایقان پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی۔ صوری اور معنوی کمالات و فضائل منزہ عن شریک یقین کیا جائے"

از تمام ایمان باں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ اعتقاد کند کہ جمع نہ شد کہ در ظاہر صورت ہیچ آدمی از حسن لطافت، آنچہ جمع شدہ در وے چنانکہ جمع نہ شد در باطن سیرت ہیچ یکے از فضل و کمال آنچہ جمع شدہ در وے؛

ملا علی قاری شرح شمائل میں بعض صوفیاء کے حوالے سے رقم طراز ہیں:۔ اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل و ما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم مد؛ (یعنی، جب خدائے تعالیٰ کو مستجمع جمیع صفات کمالیہ اور واجب الوجود جان کر ایک طرح عرفان حاصل کرلیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے قاصر رہے۔ کیونکہ آپ کے بشری حجاب نے صحابہ کرام کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

فضل العلم فیہا انہ لبشر　　وانہ خیر خلق اللہ کلھم

امام ربانی مجدد الف ثانی، حسن رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"ہر چند دریں نشأۃ دو ثلث حسن بحضرت یوسف مسلّم و ثلث ثانی بہم تقسیم۔ اما دراں نشأۃ حسن، حسن محمدی و جمال، جمال محمدی علیہم التحیات والتسلیمات کہ محبوب خداوند است، چگونہ حسن دیگرے را مشارکت کہ حسن او بواسطہ اتحاد است بمطلوب۔ حسن عین مطلوب است، دیگرے را چوں اتحاد نیست۔ آں حسن نیست، پس خلقتِ محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام باوجود حدوث مستند بقدم ذات گشت تعالےٰ ..... وحسن او حسن ذات آمد تعالیٰ کہ شائبہ غیر حسن بروے کائن نیست"!

اسی مکتوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاحت اور حضرت یوسف کی صباحت میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضرت یوسف ہر چند صباحتے کہ دارد محبوب حضرت یعقوب بودہ حضرت پیغمبر ما کہ خاتم الرسل است بملاحتے کہ دارد محبوب خالق زمین و آسماں است"!

حسن سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جھلک ملاحظہ فرمانا ہو تو امام ربانی کا یہ نسبتاً طویل اقتباس (جو کہ تخلیق نور محمدی سے متعلق ہے) ملاحظہ ہو:۔

"باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نور حق جلّ وعلا مخلوق گشتہ است ..... ہر چند بدقتِ نظر صحیفہ ممکنات عالم را مطالعہ نمودہ مے آید۔ وجود آنسرور در آنجا مشہود نمے گردد بلکہ منشا خلقت و امکان او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشد، ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف تر ے، ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد" (مکتوب صدم ص ۱۸۹-۸/۳)

مجدد الف ثانی کے ان اقتباسات کو بار بار پڑھیں۔ تو آپ یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ عالم امکان کی کوئی بھی چیز کسی بھی جہت و نوع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے نہ مساوی۔ بلکہ بارگاہ رسالت میں مشابہت و مماثلت اور مساوات کا تصور ہی عظیم گستاخی اور جرأت ہے۔ اس لئے کہ آپ کا حسن مطلق۔ جمال کامل اپنی خلقت سے لے کر اپنی ملاحت، عبدیت امکان و مجبوبیت ہر ہر وصف میں باقی ممکنات سے وراء اور قطعی ورا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر　　من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ کے مصنف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی "فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم" کے تحت تحریر کرتے ہیں:۔ "اور لفظ "جوہر" میں لطیف اشارہ ہے اس طرف کہ ..... حقیقتِ حسن جو آپ کی ذاتِ اقدس میں ہے اس کے حصص اور اجزا نہیں کئے گئے بلکہ وہ تمام و کمال اولاً و بالذات آپ ہی کی ذات شریف میں منحصر ہے۔ اور اور دل پر اس کا سایہ محض پرتو ہے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مختصر یہ کہ حسنِ فطرت کی جھلک اس مہ کامل میں پوری طرح جلوہ گر تھی؛ رنگ، خوشبو صبا، چاند تارے کرن پھول شبنم، شفق، آبِ جو، چاندنی۔ تیرے معصوم پیکر کی تخلیق میں حسنِ فطرت کی ہر چیز کام آگئی

محبت کا مفہوم

حسن و جمال کی طرف میلان، ایک فطری امر ہے۔ اسے آپ چاہت اور محبت بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ محبت بھی ایک عجیب جذبہ اور سیلان ہے۔ جب یہ محبت کسی روح و قلب میں نفوذ کرتی ہے تو زندگی میں ایک انقلاب پیدا کردیتی ہے پھر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں۔ فکر کے زاویئے تبدیل ہوجاتے ہیں۔ زندگی ایک نئے روپ میں ڈھل جاتی ہے۔ وہ روپ پھولوں کا سنگھار، کلیوں کی پاکیزگی، گلاب کی خوشبو اور جذبوں کی تڑپ لئے ہوئے حسن و جمال کا ایک نیا مرقع پیش کرتا ہے۔

محبت کیا ہے؟ محبت، انسانیت کی ابتدا ہے۔ وہی انسانیت کی معراج ہے۔ محبت، یوسف کا حسن، یعقوب کا گریہ، ایوب کا صبر، حسین کی قربانی۔ فرشتوں کا تقدس۔ زندگی کی بقاء اور انسانیت کی انتہا ہے۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے اور جب وہ انسان کے فکر و شعور پر چھا جائے تو پھر اسے محبوب کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ محبت کی نظر ہمیشہ محبوب پر مرتکز رہتی ہے۔ وہ محبوب کے کسی فعل کی علت تلاش نہیں کرتی بلکہ وہ تو صرف یہ دیکھتی ہے کہ محبوب کیا کر رہا ہے۔ اور کس طرح کر رہا ہے۔

حبِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اسی بنا پر حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مطلب ہے "آپ کے احکام و فرمان کی اطاعت اور آپ کے قول و عمل میں اتباع"۔

بعض دیگر محققین نے فرمایا ہے کہ احکام کی اطاعت کے علاوہ یہ بھی لازم ہے کہ ذاتِ اقدس کی تعظیم، آپ کے دین و سنن کی سربلندی اور حفاظت کی رعایت کی جائے۔

بعض صوفیاء نے "محبوب کے دائمی ذکر و فکر کو" محبت سے تعبیر کیا ہے، بعض کے نزدیک اشتیاق الی المحبوب کا نام ہے محبت، بعض نے فرمایا ہے کہ محبوب کو، محبوب کے ماسوا پر ترجیح دینا محبت ہے۔ یہ مختلف اقوال مفہوم محبت کا پورا احاطہ تو نہیں کرسکتے۔ البتہ محبت کے بعض احوال و کوائف کی تعبیر و ترجمانی ضرور کرتے ہیں۔

حقیقتاً محبت، مذکورہ اقوال کے مجموعہ کو کہنا ہی درست ہوگا۔ محبوب کی اتباع۔ اس کی رضا کو ماسوا پر ہر صورت مقدم جاننا، پس آپ کی ذاتِ اقدس کی تعظیم، بلکہ آپ سے منسوب ہر چیز کی تعظیم و توقیر اور محبت۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ) ؎ آنچہ اسباب جمال است رخِ خوب ترا — ہمہ بروجہ کمال است مالا یخفی!
لب لعل و خط سبز و رخ زیبا دازی — حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری
شیوہ و شمائل و حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

کے دین و سنت کی حفاظت، کثرت سے آپ کے ذکر میں مصروف رہنا۔ اور آپ کے قرب و زیارت کے لئے بے اختیار مشتاق رہنا یہ سب اجزاء بہم ہو کر حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ کامل بنتے ہیں!

عارف کامل قشیری اور علامہ خفاجی کے ان ارشادات پر غور کیجئے۔ حقیقت سے کس قدر قریب ہیں:۔

ھو حالۃ بالقلب تلطف عن العبارۃ تحمل علی التعظیم وایثار رضاہ

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:۔

حقیقۃ المحبۃ میل النفس میلا کلیا لما یدعوہ لمحبوبہ من رائق جمال او فائق کمال او فائض احسان وافضال[1]

رسول اکرمؐ سے محبّت کے چند دلکش اور دلنشین نمونے

رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات سے محبّت کی پاکیزہ روایات آپ ملاحظہ فرمانا چاہیں تو آپ کو ان نفوس قدسیہ کی آئینہ وار شفاف اور پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرنا ہوگا جن کو بلا واسطہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں قربت و صحبت کے کیف آفریں اور ایمان افروز لمحات و آنات میسر آئے۔ ایسے لمحات و آنات بساطِ روز و شب پر گردشِ دوراں نے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے، یہ لمحات، ان نفوسِ قدسیہ کو تاریخ میں لازوال بنا گئے۔ ان کے فکر و نظر۔ قول و عمل، روشنی کا منار بن گئے اِن ہی فیض بخش اور کرامت آفریں لمحات کی برکت سے یہ نفوس قدسیہ استقامت کا پہاڑ بن گئے اور ان کی محبت، معیارِ عشق بن گئی۔ ان کے شب و روز ان کے اعمال و افعال اور ان کا ایمان و ایقان دنیائے محبت کے نوریں اصول بن گئے۔

یقین جانئے۔ ان نفوس قدسیہ کے نزدیک رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کونین کی سب سے گراں مایہ متاع اور عزیز ترین سرمایہ تھی، رنج و آلام کی شدّت، بھوک اور پیاس کی فراوانی، قید و بند کی صعوبتیں اور تختۂ دار کی اذیت، ان کے یقین اور عقیدہ کی حلاوت کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ مستحکم اور لذّت بخش بنا گئی۔

زید بن وثنہ کی محبّت

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حبِّ رسول کی وجہ سے مکہ کے رئیس تختۂ دار پر چڑھانے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ ابوسفیان راستہ میں ان سے پوچھتے ہیں۔ زید! بتاؤ کیا اپنی جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پسند کرو گے؟ حضرت زید نے جواب دیا، خدا کی قسم! میں اپنی رہائی کے بدلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاءِ مبارک میں کانٹا چبھنا بھی پسند نہ کروں گا۔

ابوسفیان بے اختیار پکار اٹھا۔ واللہ، اصحاب محمدؐ جس طرح محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شدید درجے کی محبت رکھتے ہیں ایسی محبت میں نے کبھی کہیں نہیں دیکھی۔

---

[1] نسیم الریاض ص ۱، ۲، ۳ / ۳۲

Marfat.com

سعید بن ربیع کی محبت

میدانِ احد میں حضرت سعد بن ربیع زخموں سے چور آخری سانس لے رہے ہیں اسی حال میں صحابہ کرام کو دیکھا تو آخری وصیت کی اور فرمایا:۔

اللہ کے رسول کی خدمت میں میرا سلام عرض کردیں اور اصحاب کو میری یہ وصیت پہنچادیں کہ محبوب محترم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اپنی جانیں نچھاور کرتے رہیں اور آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے اگر محبوب فداہ ابی و امی کو کوئی تکلیف پہنچی تو خدا تعالیٰ آپ کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا

عمارہ بن زیاد کی محبت کا منظر

عمار بن زیاد میدان جنگ میں جان، جان آفرین کے سپرد کرنے والے ہیں کہ حضور پرنور ان کے سرہانے تشریف لے آئے فرمایا کوئی آرزو ہو تو بتادو! عاشقِ رسول نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر قدموں میں ڈال دیا اور زبانِ حال سے عرض کیا اگر کوئی آرزو ہوسکتی ہے تو بس یہی ہے:۔

منم و ہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردن ۔۔۔ برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

بلال بن ابی رباح کے شوق کا منظر

حضرت بلال کی وفات کا وقت قریب ہے سکرات کے لمحات اور ابدی فراق کی شدت کے جذبات کے باعث آپ کی رفیقۂ حیات رنج و حزن کا اظہار کررہی ہے، مگر آپ انھیں فرماتے ہیں۔ نہیں نہیں، میرے لئے تو بڑی خوشی اور مسرت کا موقعہ ہے۔ میں تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور احباب کی زیارت سے شرفیاب ہونیوالا ہوں؛

ابن مسعود کی منفرد آرزو

غزوہ تبوک میں عبداللہ مزنی نامی صحابی وصال فرماگئے۔ اس سعادت آثار صحابی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس قبر میں کھڑے ہوکر اتارا اور دعا فرمائی کہ خدایا میں اس سے راضی رہا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ حضرت ابن مسعود پوری زندگی اس منظر کو نہ بھول سکے۔ جب کبھی اس واقعہ کو یاد کرتے تو پھوٹ پھوٹ کر روتے، لگتا تھا ان کی زندگی کی واحد آرزو یہی رہی کہ کاش عبداللہ مزنی کی جگہ قبر میں انھیں اتارا جاتا اور یوں خصوصی رضا و شفقت کا سزاوار وہی بنتے[1]

غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، قلبی وابستگی، اشتیاق و اضطرار کے یہ کیسے حسین مناظر ہیں اور یہ کیسے حیران کن اور اثر انگیز نقوش ہیں جن کی لازوال قوت اور فیصلہ کن اثر کے سامنے مخالفین کی تنی ہوئی گردنیں جھک ہی جاتی ہیں اور وہ برملا اعتراف کرتے ہیں کہ محبت کے اس سیل رواں کے سامنے جھک جانا ہی عزت و عافیت اور نجات و سلامتی ہے۔

عروہ بن مسعود، جو ایک اعلیٰ درجہ کے سفارت کار اور سیاست میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ دنیا کے عظیم حکمرانوں کے دربار میں سفارتی فرائض بڑے سلیقہ سے انجام دے چکے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر بارگاہ رسالت میں قریش کی طرف سے یہی صاحب سفیر منتخب ہوکر آتے ہیں، مگر زندگی میں پہلی مرتبہ نہ فقط وہ اپنی لاشعور میں شکست و ریخت سے دوچار

[1] رجال حول الرسول!

Marfat.com

ہوگئے۔ نہ فقط اس کی سفارتی مہارت اور اعلیٰ درجہ کی صلاحیتیں، حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازوال منظر اور اثر انگیز نقوش کے سامنے دب کر رہ گئیں۔ بلکہ اپنی قوم کے سامنے اپنی بے بسی اور غلامانِ مصطفےٰ کی ناقابل تسخیر محبت، صداقت و عظمت کا واشگاف الفاظ میں اعتراف کرنا ضروری سمجھا۔ ان کے تاثرات کی جھلک خود ان کی اپنی زبانی بخاری شریف میں کچھ اس طرح ہے :-

"میری قوم! اللہ کی قسم میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پُرشکوہ درباروں میں بارہا گیا ہوں، مگر مجھے تعظیم و محبت کا ایسا کوئی منظر نظر نہیں آیا۔ جس طرح میں نے اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کبھی کھنکار پھینکا تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑا پھر وہ اسے (بابرکت جان کر) اپنے منہ اور جسم کو مَل لیتے تھے۔ جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ان کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اس (بابرکت) پانی کے حصول کے لئے آپس میں لڑنے مرنے کے لئے آمادہ لگتے ہیں۔ جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو اصحاب کی آواز پست بلکہ بالکل بند ہو جاتی ہے، اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے ان کی نظریں آپ کی طرف جمتی نہیں تھیں"

معلوم ہے یہ مشاہدات و تاثرات کس کے ہو سکتے ہیں؟

یقین کیجئے یہ تاثرات اعلیٰ درجہ کی صلاحیت کے حامل ایسے سفارت کار کے ہیں جو اعداءِ اسلام کی صف میں سرِ بر آوردہ لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

زید بن حارثہ کی محبت کی ایک جھلک

زیدؓ بن حارثہ کی اپنے آقا و مولےٰ سے محبت اور پرخلوص وابستگی کی کہانی دنیا میں غالباً اپنی نوعیت کی انوکھی کہانی ہے مگر ہے وہ ایک حقیقت

زید رہزنوں کی رہزنی کے نتیجہ میں اپنی ماں کی شفقت بھری گود سے محروم ہو کر اپنے عظیم والد خاندان اور سرزمین سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے تھے۔ ان کے غم زدہ باپ نے اپنے نورِ نظر کی تلاش میں جزیرۃ العرب کا چپہ چپہ چھان ڈالا، مگر جب یہ ستم زدہ قسمت پھوٹا اور رنج و الم کا پیکر والد ہزاروں حسرتوں اور امیدوں کو لیکر کعبۃ اللہ شریف کی سرزمین میں اپنے سلیم فطرت بیٹے سے ملا اور وطن کی طرف، خاندان، عزیز و اقارب کی طرف شفقت بھری مامتا کی طرف لوٹ کر چلنے کو کہا تو اسے جواب ملتا ہے :-

"میں اللہ کے رسول کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ بس وہی میرے لئے بمنزلہ باپ کے ہے۔ چچا کے ہے۔ وہی ماں کی شفقتوں کا نعم البدل ہیں"

حضرت حارثہ نے جو کچھ سنا۔ اس پر انھیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر بہر حال انھوں نے جو کچھ سنا وہ حقیقت تھی۔ صداقت تھی۔ محبت کی لازوال تاریخی مثال!!

Marfat.com

کیا تاریخ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود محبت کی کوئی ایسی روایت کسی دوسری جگہ پیش کر سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں!

متابعت رسول میں احساسِ لذّت

سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا و مولےٰ اور اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کی متابعت میں اس قدر لذت ملتی ہے کہ ان کی آرزو یہی ہے کہ وصال بھی اسی دن ہو جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلےٰ سے ملے تھے؛

سیّدنا عمر بن الخطاب رضؓ

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب حجر اسود کو شوق و محبت سے اس لئے چوم رہے ہیں کہ اس پتھر کو حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لب ہائے مقدّس کے لمس کا شرف حاصل ہے۔

ترے بوسے پہ ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود کو ۔۔۔ وگرنہ مسلمان کو کام کیا تھا ایک پتھر سے

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب کا پرنالہ راستے پر گرتا تھا۔ عمر فاروق نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا۔ عمر! اللہ کی قسم اس پرنالے کو اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا عمر فاروق اتنا سنتے ہی پگھل گئے اور سیّدنا عباس سے گذارش کی کہ اب یہ پرنالہ اسی جگہ پر آپ میری گردن پر سوار ہو کر لگائیے

اللہ اللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی کس قدر تعظیم ضروری سمجھی جاتی ہے۔ تعظیم رسول کے فرض کے مقابلے میں ہر قسم کے فرض نظر انداز کئے جا سکتے ہیں؛

سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم

حضرت علی سے زندگی میں کوئی فرض نہیں چھوٹا۔ اس قدر سخت پابندی کے باوجود۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آرام اور سکون کی اہمیت کے پیش نظر وہ عصر کے فرض کو چھوڑ رہے ہیں؛

سیّدنا ابوبکر صدیق کے پاؤں کو سانپ کاٹ رہا ہے۔ ابوبکر صدّیقؓ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی نہ تو پاؤں ہٹا کر اپنی جان کی حفاظت کا فرض ادا کرتے ہیں۔ نہ ہلتے ہیں، محض اس لئے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آرام کی اہمیت، ذات اقدس کی رضا اور تعظیم پیش نظر ہے؛

سیّدنا علی اور سیّدنا ابوبکر صدیق کے اس موقع پر اگر آنسو ٹپکتے ہیں تو واللہ اعلم اصل الاصول فرض ادا ہونے کی خوشی میں یا انسانی فطرت کے تقاضے کے تحت؛

اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر فقط رضائے رسول کے شدید جزبے کے تحت ابوبکر صدیق گھر کا پورا اثاثہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پیش کرتے ہیں پوچھنے پر عرض کرتے ہیں کہ بس گھر میں اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں؛

کیا گھر میں بچّوں کی کفالت کے لئے بقدر حق ہی سہی کچھ چھوڑ دینا فرض نہیں تھا؟ ضرور، مگر یہاں حبِّ رسول اور رضائے رسول کا فرض پیش نظر ہے جس کے مقابلے میں ہر فرض کو قربان کر دینا تقاضائے شوق و یقین ہے:

اک روز سیّدنا حسن بن علی، عبداللہ بن جعفر اور ابن عباس، رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خادمہ بی بی سلمٰی

Marfat.com

کے پاس جاکر گزارش کرتے ہیں کہ آج از راہ کرم ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جسے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس شوق و ذوق کو حُبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

سیّدنا سالم بن عبداللہ بن عمر کو اپنے عظیم والد کی طرح ان آثار مقدّسہ کی تلاش ہے جہاں کسی بھی ساعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہو۔ نماز ادا کی ہو۔ استراحت فرمائی ہو یا شب میں نزول فرمایا ہو! کیوں؟ محض اِس لئے کہ یہ مقامات نسبت رسول سے اَب مبارک و مقدس بن گئے۔ شرف روحا اور دیگر مقامات پر اگر برکت و تقدّس کے حامل کچھ نشانات اِس وقت بھی باقی ہیں تو وہ اس شوق والفت کی اسی تلاش کی برکت ہیں[1]۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ مکہ شریف سے واپسی کے موقع پر تین چار میل باہر بظاہر ایک ویران سی جگہ میں قیام فرما کر اپنے ذوق و یقین۔ شوق و وجدان کی تسلّی کا سامان فراہم کرتے تھے۔ جس کا پس منظر بس یہی تھا کہ ایک موقعہ پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرزمین پر قیام فرما کر اسے بقعۂ نور اور بقعۂ مبارک بنانے کا شرف بخشا تھا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی بتا سکتے ہیں کہ اس بظاہر ویران سی آبادی میں قیام سے دل کی دنیا ذوق و عرفان عشق و آگہی سے کس قدر مملو اور پُر کیف ہو جاتی ہے۔

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدہ گہ اہل نظر خواہد بود

عارف بھٹائی نے خوب فرمایا ہے:۔

رھن راتڑی۔ سي سونھار اھند

شیخ الاسلام حافظ تقی الدین ابن دقیق العید نے اس شوق و ذوق کو الفاظ کا رنگ کچھ اس طرح دیا ہے:۔

یا سائرا نحو الحجاز شمرا۔ اجھد فدیتک فی المسیر وفی السّراء
فالقصد حیث النور لیشرق ساطعا ۔۔۔ والطرف حیث تری الثری متعطر
قف بالمنازل والمناھل من لدن ۔۔۔ وادی قبا الی حِمیٰ ام القریٰ
وتوخ اثار النبی فضع بھا ۔۔۔ متشرفا خدباک فی عفر الثریٰ
واذا رئیت مھابط الوحی التی ۔۔۔ نشرت علی الافاق نورا نورا
فاعلم بانک ما رائیت شبیھھا ۔۔۔ مذکنت فی ماضی الزمان لاتری

یعنی:۔ مسافرِ حجاز! میں تیرے دن رات کی سیر پر قربان جاؤں۔ اس سفر میں ہمت اور جد و جہد کر۔ اس مبارک مقام کا

[1] انہ کان یستحب التتبع لاثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک بھا ولم یزل الناس یتبرکون بمواضع الصالحین اقتضاء آثار علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔۔۔ عمدۃ القاری ص ۲۷۵
تبرک بہ وتعظیم لہ قسطلانی

قصد کر جہاں نور جگمگا رہا ہے۔ جہاں کی مٹی عطر بیزی کر رہی ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی درمیانی منزلوں اور چشموں پر قیام کر کے خوب لطف اندوز ہو اور وہاں آثار نبی تلاش کر، ان کی زیارت کر اور روئے خاک پر اپنے رخسار رکھ کر برکت و ذوق حاصل کر۔

جب وحی نازل ہونے کے مقامات کی تجھے زیارت نصیب ہو جائے تو یقین کر لے کہ اس کی مثل تو نے کہیں نہیں دیکھی اور نہ دیکھ پائے گا۔ انہی مقامات سے وہ انوار پھوٹے جس نے پوری کائنات کو جگمگا دیا۔

(فوات الوفیات ترجمہ ابن دقیق بسیرت رسول عربی ص ۷۹۵)

محبت اپنے اندر ایک کائنات کو سموئے ہوئے ہے۔ وسیع کائنات، فداکاری، محبت کی ہمیشہ آرزو ہوتی ہے۔ اگر محب کے پاس کروڑوں جانیں ہوں۔ تب بھی اس کی معراج و منتہا محبوب کے قدموں میں فدا کر دینا ہے۔ حضرت زبیرؓ بن عوّام کے جسم کا کوئی حصہ تلوار اور نیزوں کے زخموں سے خالی نہ تھا۔ آپ کے رفیق حضرت طلحہ نے ایک مرتبہ جب اس کثرت سے زخموں کے نشان دیکھے تو حیران رہ گئے! زبیر نے آپ کی حیرت دور کرتے ہوئے فرمایا:

"طلحہ! اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ خدا کی قسم! یہ ایک ایک زخم اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبت میں ملا ہے۔"

قاضی ابو یوسف کے سامنے ایک حدیث شریف بیان کی گئی۔ جس کے مطابق آپ کدّو کے سالن کو پسند فرمایا کرتے ایک شخص نے اٹھ کر کہا مگر مجھے کدّو پسند نہیں۔ اس جملے میں امام ابو یوسف نے اس شخص کی طرف سے حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی استخفاف محسوس کی، اور اس پر تلوار کھینچ لی۔ فرمایا "اپنے ایمان کی تجدید کر، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔"

حضرت شبلی حالتِ نزع میں ہیں۔ سخت تکلیف سے لوگوں نے انھیں وضو کرایا مگر ان سے خلال کی سنت چھوٹ گئی۔ یاد آیا تو بڑا دکھ ہوا۔ فرمایا پھر سے وضو کراؤ تاکہ مسنون طریقے سے خلال کر لوں۔ لوگوں نے آپ کی تکلیف کے پیش نظر ٹالنا چاہا تو نہایت عاجزی سے فرمایا "قریب ہے کہ میں بارگاہ رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں پہنچ جاؤں۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنے محبوب سے اس حال میں ملوں کہ آپ کی سنّت مجھ سے ترک ہو گئی ہو۔"

دوبارہ وضو کرایا گیا۔ وضو سے فارغ ہوتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور جب آپ اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ادب و تعظیم کی حدود کی کامل رعایت کے ساتھ۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تبرکات و آثار شریف سے حصولِ برکت اور شفا، اندوزی

جن اشیاء اور ذرّات کو رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے نسبت ہو اسے بابرکت یقین کرنا، شفا کا وسیلہ جاننا یہی تقاضائے محبت و ایمان ہے۔

Marfat.com

سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عمرہ میں سر مبارک کے بال کٹوائے تو تمام موہائے مبارک صحابہ میں تقسیم ہوئے۔ جن سے صحابہ نے ہمیشہ برکت حاصل کی۔ خالد بن ولید نے کچھ موہائے مبارک اپنی ٹوپی میں بطور تبرک رکھ لئے تھے۔ اور حصولِ نصرت کے لئے ٹوپی میں سی لئے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خالد بن ولید کی بہادری، شجاعت اور ان کی فتوحات ان ہی موہائے مبارک کی برکت سے تھیں؛ ایک لڑائی میں حضرت خالد کی یہ ٹوپی گر گئی تو اس کے حصول کے لئے ایسا جنگی خطرہ آپ نے مول لے لیا کہ جس کا کوئی دوسرا سپہ سالار تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سب محض تبرّک کی حفاظت کیلئے تھا۔

حضرت عبیدہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موئے مبارک مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے (بخاری)

ام المومنین ام سلمہ کے پاس آپ کا موئے شریف ایک درُج عاج میں رہتا تھا، جس سے آپ مریضوں کا علاج اس طرح فرمایا کرتیں کہ اس ڈبیہ کو پانی میں ڈال کر نکال لیتیں اور وہ پانی مریض کو پلا دیتیں اور مریض شفایاب ہو جاتا۔

ثابت بنانی، سیّدنا عمر بن عبدالعزیز، حضرت امیر معاویہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ اور تابعین کرام نے آپ کے موہائے مبارک اور ناخن ہائے اطہر مقدس کے ریزوں کو بعد از وفات اپنی آنکھوں، کفن اور زبان کے نیچے رکھنے کی وصیت فرمائی اس امید پر کہ ان کی برکت سے ہماری مغفرت یقینی بن جائے۔ (سیرت رسولِ عربی)۔

حضرت انس، بی بی اسماء بنت عمیس، حضرت سہل بن سعد، ابوحازم، حضرت عمر بن عبدالعزیز، نضر بن انس، ابن مامون، حذاش بن ابی حذاش کے پاس ایسے چوبی پیالے محفوظ تھے۔ جن میں کسی وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا۔ اور صحابہ کرام نے تبرک جان کر اپنے پاس نہ فقط محفوظ کیا۔ بلکہ دوسروں کو بھی عطا فرمائے۔ سیّدنا عمر فاروق۔ حضرت حذاش کے پاس جب جاتے، تو آبِ زمزم پینے کے لئے حضرت حذاش سے وہی مبارک پیالہ لیتے اور اس میں پانی پیتے۔

نضر بن انس کے ہاں جو مبارک پیالہ تھا۔ اس کو حاکم وقت نے آٹھ لاکھ درہم کے عوض حاصل کیا تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں اس پیالہ کی نہ فقط زیارت کی بلکہ اس مبارک پیالہ میں پانی پینے کا شرف بھی حاصل کیا

شرح شمائل للملا علی قاری ص ۲۳۹/۱

بی بی اسماء بنت عمیس دودھ کے پیالے کو بار بار ہونٹوں پر پھیر رہی ہیں۔ محض اس جگہ سے حصول برکت کے لئے جہاں حضور سرور کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دودھ تناول فرماتے وقت ہونٹ مس ہوئے تھے؛ (معجم صغیر طبرانی ص ۸۲، سیرت رسول)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں ایک کمرے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند تبرکات محفوظ تھے جن کی عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار زیارت ضرور کرتے نیز سادات اور شرفا کو گاہے گاہے یہ سعادت حاصل کرنے کا موقع بھی فراہم فرماتے تھے؛ (مدارج ۶۰۸/۲)؛

Marfat.com

محبوب ومحسن کا کثرت سے ذکر ایک طبعی اور فطری امر ہے۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے کائنات پر احسانات وانعامات کا اگر خفیف سا بھی تصور ذہن میں ہو تو ایسے عظیم ومحسن کے ذکر کے لئے طبیعت میں ایک اضطراری کیفیت پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

آپ کے ذکر مبارک میں عشّاق کو جو لطف وذوق حاصل ہوتا ہے۔ اس کا بیان الفاظ میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ معنوی اور روحانی فقیہ زید بن اسلم کی ایک روایت جسے حدیث وسیرت کی تقریباً تمام کتب میں بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ:

"سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں رات کو معمول کے مطابق مدینۃ الرّسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں ایک درد بھری آواز سنائی دی، اس آواز کو سنکر حضرت عمر فاروق کے پاؤں وہیں رک گئے۔ وہ سراپا ہمہ تن گوش ہو گئے۔ یہ آواز ایک عمر رسیدہ عورت کی تھی، وہ حُبِّ رسول اور فراقِ نبی میں ڈوب کر ایک مخمّس کو بار بار دہرا رہی تھی:۔

علیٰ محمّد صلوٰۃ الابرار　　صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کنت قواماً بکاء بالاسحار　　یالیت شعری والمنایا اطوار
ھَل تجمعنی وحبیبی الدار

تصوّرات کی ایک حقیقت مآب دنیا میں وہ پیر زال دلِ مضطر کے ساتھ کبھی محبوب سیّد المرسلین سے مخاطب ہو کر لذت ذکر حاصل کرتی، کبھی صلوٰۃ وسلام عرض کرتی اور کبھی آخرت میں زیارت سید المرسلین کے لئے بے چین اور مشتاق ہوتی۔"

سیّدنا عمر فاروق اس ذکر اور شوق سے اس طرح لطف اندوز ہوئے کہ اشکبار ہو گئے اور روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ ذوق وشوق اور لذّت انبساط سے سیری کہاں ہوتی ہے۔ جب وہ پیر زن خاموش ہو گئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نام بتا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ پیر زن نے کہا۔ عمر سے میرا کیا کام؟ عمر فاروق نے منّتیں کیں اور عرض کی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدارا دروازہ کھولو اللہ تمھیں رحمت سے نوازے۔ دروازہ کھولا گیا۔ عمر فاروق گھر میں داخل ہوئے اور درخواست کی وہ کلمات پھر سے سنائیے جو کچھ دیر سے میں باہر کھڑا آپ سے سن رہا تھا جب اس عجوزہ نے وہ اشعار دہرائے تو عمر فاروق نے درخواست کی کہ اپنے حبیب ومحبوب محمّد رسول اللہ اور اپنے ساتھ مجھ حقیر کو بھی اپنی اِن پرخلوص دعاوں میں شامل کرلو۔ یعنی اس طرح کہو" وعمر فاغفرلہ یاغفّار"

اشتیاق اور فراق ووصال کی امید کے لمحاتِ محبت سے ناآشنا لوگ کیا جانیں۔ یہ کوئی تڑپنے اور تڑپا دینے والوں سے معلوم کرے:۔

ع　لذّتِ سوزِ دروں کیا ہے کوئی کیا جانے

Marfat.com

خالد بن معدان رات کو آرام کے لئے اپنے بستر پر دراز ہوتے ہیں تو بے قرار دل کو قرار دینے کے لئے اپنے محبوب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور اس شوق سے مجبور اپنے اس اشتیاق اور اضطراب کا اس وقت تک اظہار کرتے رہتے ہیں جب تک نیند غالب نہ ہو جائے۔ پھر یقیناً خواب کی دنیا میں اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال وجمال سے لطف اندوز ہو کر دائمی مسرتوں اور لازوال نعمتوں میں کھو جاتے ہیں ؎

ھما اصلی وفضلی والیھم یحنّ قلبی
طال شوقی الیھم فعجل رب اقبضی الدء

بیت المقدس فتح ہونے پر عمر فاروق اور غلامان اسلام کو کس قدر خوشی ہو سکتی تھی اس کا اندازہ الفاظ میں ممکن نہیں، اس مسرت آگیں موقع پر حضرت عمر فاروق نے ذکر رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساز کو اس طرح چھیڑ دیا کہ سیّدی بلال سے اذان کی درخواست کی (آپ نے جمالِ محمّدی کو سامنے رکھکر اذان دینے کی عادت بنا رکھی تھی۔ وصال نبوی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے بعد آپ اذان نہیں دیتے تھے۔) امیر المؤمنین کے حکم سے سرتابی مشکل سمجھ کر فراقِ حبیب سے شکستہ حال حضرت بلال نے اذان دی۔ اس اذان نے حبّ رسول سے آباد دلوں کو پھر سے بارگاہ رسالت کی پر جمال محفل میں پہنچا دیا۔ اور حضرت عمر فاروق روتے روتے سراپا سوز و گداز بن گئے؛

ایک سبزی فروش کا ذکر رسول ؐ

محقق علی الاطلاق شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ایک انوکھا واقعہ نقل فرمایا ہے:

فرماتے ہیں "اس فقیر نے ایک مرتبہ صفا مروہ کے قریبی بازار میں ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ وہ اپنی سبزی کو تازہ رکھنے کے لئے پانی چھڑکتے ہوئے کہتا جاتا ہے ؎

یا برکۃ النبی تعالی وانزلی ولا ترتحلی"

"اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت میرے ہاں تشریف لے آ، اور اپنی منزل بنا لے پھر کوچ کرنا چھوڑ دے"

ان الفاظ نے شیخ صاحب کے دل کو بیقرار کر دیا کہ حُبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے معمور دل اپنے محبوب کو یاد کرنے کے کیا کیا طریقے تلاش کر لیتے ہیں ان الفاظ نے ان کے قلب پر حُبِّ رسول کے ایسے ابدی نقوش چھوڑے جن کی کان آفرینی آج بھی دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے؛

برصغیر کے مشہور عارف باللہ پاکارہ خاندان کے مؤسس اعلیٰ پیر سید محمد راشد روضے والا منڈی بندر (جہاں سے لوگ حرمین شریف کے سفر کا آغاز کرتے تھے) سے گزرے تو بے اختیار رو پڑے اور فرمانے لگے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے حرم شریف اور دیار حبیب کو مشتاقانِ دیدِ جمال جاتے ہیں؛

Marfat.com

وصّافانِ حضرت سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدالمرسلین صلّی اللہ تعالےٰ علیٰ حسنہٖ وجمالہٖ کے صوری اور معنوی حسن وجمال۔ صباحت و ملاحت کے بھی عجیب انداز ہیں کچھ مشتاقانِ حسن وجمال۔ ذوق دید میں استغراق کے باوجود محض اس لئے بیتاب و بیقرار اور غم زدہ ہیں کہ آخرت میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور موافقت کس طرح ممکن ہوسکے گی۔ بعض مشتاق اپنے گھر میں بظاہر سکون سے بیٹھے ہوئے ہیں مگر اچانک یادِ حبیب سے بیقرار ہوکر حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے دوڑ کر آتے ہیں، اور ربیعہ بن کعب کی قسمت پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے کہ حسن لم یزل صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے حال پر مہربان ہوکر طلبِ عرضِ مدّعا کی اجازت عطا فرماتے ہیں کہ آج جو کچھ مانگنا ہے، مانگ لو؛

جواب میں ربیعہ کی فقط ایک خواہش ہے اور بس۔ اور وہ یہ کہ جنت میں بھی حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی سعادت میسر ہو[1]؛

یہ کس نوع کا شوق ہے کہ جنت کی تمام تر رعنائیوں کے باوجود جنّت پر نظر نہیں، نظر ہے تو فقط سرکار ابد قرار کے حسن وجمال کی زیارت پر؛

مشتاقانِ حسن وجمال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ایک اور قدسی جماعت بھی ہے جو اول الذکر جماعت سے مختلف ہے اور بہت مختلف۔ یہ نفوس قدسیہ اپنے سر اور دل کی آنکھوں سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسنِ بےمثال کا بلاواسطہ اور بالمشافہ مشاہدہ کررہے ہیں۔ اور اس مشاہدہ کو آنکھ کیمرہ کی آنکھ کی طرح اپنے اندر محفوظ کرلیتی ہے۔ اگرچہ حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحیح عکاسی سے آنکھیں قاصر ہیں۔ پھر بھی ارباب مشاہدہ اپنے اپنے ذوق۔ استعداد کے مطابق اس جنت نگاہ منظر کو بے کم وکاست دوسرے سعادت مندوں تک پہنچاتے ہیں؛

حسن وجمال کے ایک ایک نقش کی اس محافظ اور امین جماعت کو احادیث اور سیرت طیبہ میں وصّاف[2] کے نام سے

---

[1] ابن کثیر کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو غمزدہ پاکر، غم کی وجہ دریافت کی تو وہ شدّت جذبات سے بے قابو ہوگئے۔ اور عرض کیا یا نبی اللہ! آج تو ہم اپنی بے تابیوں اور بیقراریوں کو آپ کے حسن وجمال کی زیارت سے تسکین دے لیتے ہیں۔ مگر آخرت میں ہماری اس بیقراری اور ذوق دید کی تسکین کس طرح ہوگی؛

(ابن کثیر صہ ۵۲۲ جلد ۱)

[2] وصّاف "واصف" کا اسم مبالغہ ہے۔ جس سے مراد ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صوری اور معنوی اوصاف حمیدہ کا عارف وحافظ۔ اور کثرت سے بیان کرنے والا؛

نسیم الریاض۔ علامہ خفاجی ص ۳۹۱/۳ شرح الشمائل۔ ملا علی قاری ص ۳۳/۱

Marfat.com

یاد کیا گیا ہے۔ عرب اپنے موارد غضب کی یادداشتوں میں منفرد اور یکتا ہیں مگر محبوب الٰہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی منظر نگاری میں وہ سخت محتاط ہیں۔ اس لئے کہ امکان بشری کی کوتاہی کہیں ضبطِ اعمال و ایمان کا باعث نہ بن جائے۔ اور اس لئے بھی کہ مقربین بارگاہِ رسالت پر ذاتِ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حشمت و جلال کا ہیبت اور جلالت اس قدر طاری رہتی تھی کہ وہ بارگاہِ رسالت سے بے پناہ محبت و عقیدت کے باوصف اپنے قلب نظر کے ذوق کی کماحقہٗ تسلی نہیں کر پاتے تھے۔ دنیا کے مشہور مسلّم دانش مند اور سیاستدان عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے؛

"اسلام قبول کرنے کے بعد میرے قلب و نظر میں سب سے زیادہ محبوب اور جلیل القدر، فقط محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ باینہمہ آپ کا مقدس و منور سراپا، خدوخال اور اوصاف حمیدہ بیان کرنا میرے لئے مشکل ترین کام ہے اس لئے کہ میں نے اپنے اندر کبھی ایسی ہمت نہیں پائی کہ آنکھیں سیر ہو کر آپ کے دیدار سے مستنیر و مستفید ہو سکیں؛

پھر بھی صحابہ کرام کے نفوس قدسیہ میں ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے صاحبِ خلق عظیم، ہبط جبریل اور صوری و معنوی حسن و جمال کے موصوفِ حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک نقش کو محفوظ کر کے دوسروں تک اس احتیاط سے پہنچا دیا کہ اگر آپ تحقیق و تنقیح کے اعلیٰ ترین معیار پر ان روایات کو پرکھنا چاہیے۔ اور اگر عقیدت و محبت، ایمان اور ایقان کی کسوٹی پر ان مرویات کو جانچیں۔ تو آپ کچھ ایسا محسوس کریں گے کہ واقعی وہ بے مثال سراپا اور اس کے محترم و مقدس خدوخال آپ کے قلب و ذہن میں مرتسم و مستحضر ہو گئے ہیں؛

ان قائلکم ان تروہ بالعیون فما — یفوتکم وصفہ ھٰذہ شمائلہ
مکمل لذات فی خلق و فی خلق — و فی صفات فلا تحصٰے فضائلہ

اخلای ان شط الحبیب ودارہ — وعز تلافیہ ونائت منازلہ
وفائکم ان تبصروہ بعینکم — فما فاتکم منہ فھذہ شمائلہ

جن نفوس قدسیہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصاف ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے ان میں سے کچھ اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ سیدنا ابوبکر صدیق۔ امہات المؤمنین بالخصوص بی بی عائشہ صدیقہ۔ سیدنا علی۔ سیدنا عمر فاروق۔ ہند بن ابی ہالہ حضرت حسن بن علی، حضرت جابر بن سمرۃ۔ سیدنا انس، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس۔ سیدنا ام سلیم۔ سائب بن یزید حضرت

Marfat.com

ابو الدرداء۔ براء بن عازب۔ ام خالد بنت خالد بن سعید۔ حسّان بن ثابت۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ کعب بن مالک، ربیع بنت مسعود اور ابو الطفیل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ان نفوس قدسیہ کی افضل ترین مصروفیت بلکہ اعلیٰ عبادت، ذکر حبیب اور یاد حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تھی ؎

خدا سودا اگر دے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا

ابو الطفیل بصرہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ عاشقان جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اس وقت جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاواسطہ مشاہدہ کرنے والا صرف میں ہی ایک فرد بقید حیات ہوں۔ لہٰذا مجھ سے اوصاف حمیدہ کے درہائے شاہوار کو جسقدر حاصل کر سکتے ہو حاصل کر لو اور سینوں میں محفوظ کر لو۔

بصرہ کے تابعی محدث سعید جریری اور عامر بن واثلہ لیثی حسن و جمال کی صفت سننے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے[1] اور عرض کی کہ ہمیں کمالِ حسن و لطافتِ جمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کیجئے۔

مصلحت دید من آں است کہ یاراں ہمہ کار بگزارند و خمِ طرہ یارے گیرند

سیّدنا حسن بن علی اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ کے پاس اپنے ذوق و شوق اور عشق جمال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ لیکر حاضر ہوتے ہیں تاکہ آپ کے صوری اور معنوی حسن و جمال کے استحضار سے دلِ مشتاق اور نظر بیتاب کے سکون و انبساط کا سامان فراہم کریں۔

سیّدنا جابر بن سمرہ مشتاقانِ حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ آپ کے ریش مبارک میں تقریباً بیس سفید موئے مبارک تھے اور وہ بھی تیل لگانے کے بعد نظر نہیں آتے تھے۔ ایک محفل میں کسی نے آپ کے رُخ زیبا کو شمشیر کی طرح عریض و لامع کہا۔ تو جابر نے فرمایا نہیں نہیں۔ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور گولائی کی طرف مائل[2]۔ ایک بار جابر بن سمرہ کے بچپن میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے از راہ شفقت و تلطف رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ تو وہ پوری زندگی دستِ مبارک کے مَس کی ٹھنڈک اور اس کی عطر بیزی محسوس کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرا وہ گال میرے دوسرے گال سے زیادہ حسین و جمیل نظر آتا تھا[3]۔

سیّدنا انس فرماتے ہیں، آپ کی رنگت روشن، اور پسینے کے قطرے موتی کی طرح چمکدار اور مشک و عنبر سے زیادہ معطر تھے ؎

گلاب کہتے ہو کیا، عطرِ صد بہار کہو حضور سرورِ کونین کے پسینے کو! (رشید بریلوی)

آپ کی مقدس کفِ دست کے سامنے حریر و دیباج کی نرمی کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔

---

[1] شرح الشمائل للملا علی قاری ۵۳/۱ [2] دلائل النبوۃ [3] اشعۃ اللمعات ۴۸۹/۴

Marfat.com

سیّدنا علی کرم اللہ وجہٗ الکریم تفصیلی طور پر اوصاف جمال نبوی بیان کرنے کے بعد خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"جو بھی آپ کی صفت اور منعت بیان کرنا چاہے گا۔ وہ یہی کہیگا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم جیسا
نہ میں نے پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھ سکوں گا۔"[1]

رُبیع بنت معوذ ایک مشتاقِ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہی ہیں کہ :۔ "بیٹا! اگر تم اس حسن و جمال جہاں آرا کو دیکھتے تو تمھیں ایسا محسوس ہوتا گویا سورج طلوع ہو رہا ہے۔" یعنی آپ کے رُخ انور پر جمال و جلال اور تجلیات کا اس قدر غلبہ تھا۔[2]

سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے صاحب خلق عظیم کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ فرماتی ہیں تمھیں پتہ نہیں آپ تو "کتاب مرقوم" کے ظل مجسم ہیں۔ اور قرآن ہی تو آپ کے اسوۂ حسنہ کی "لوح محفوظ" ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کو اکثر و بیشتر ایک نعتیہ بیت گنگناتے دیکھا جاتا تھا :۔

؎ امین مصطفٰے بالخیر یدعو کضوء البدر زایدہ الظلام

سیّدنا عمر فاروقؓ۔ زہیر بن ابی سلمٰی کا ایک شعر عموماً پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اس شعر کا مصداق بجز سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا :۔

؎ لو کنت من شئ سوئے لبشر کنت المضیٔ لیلۃ البدر

سیّدنا ابن عمر آپ کے حسن و جمال کے استحضار کے لئے سیدنا ابوطالب کا ایک شعر مسجد نبوی میں عموماً پڑھتے نظر آتے ہیں :۔

؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتمٰی عصمۃ للارامل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد آپ کی پھوپھی روتی جاتی ہیں اور حسن و جمال کے استحضار کے لئے اشعار بھی پڑھ رہی ہیں :۔ ؎ عینی جودا بالدموع السواجم علی المرتضی کالبدر من آل ھاشم

سماک بن حرب سراپا شوق بنے، جابر بن سمرہ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہیں کہ انھیں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محفل مقدسہ کا نقشہ ملاحظہ کرنا ہے۔

حضرت انس کی والدہ ماجدہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ آپ کے قیلولہ کے وقت پسینے کے قطرات جمع کر کے خوشبو میں ملا لیتی ہیں۔ ایک بار حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے استفسار پر عرض کرتی ہیں، میں آپ کے قربان! یہی تو ہماری نفیس ترین خوشبو اور عطر ہے۔ جس میں آپ کے پسینے کے چند قطرات ملائے گئے ہیں اور اس سے بہ برکت

---

[1] اشعۃ اللمعات ص ۴۹۰ج۴ [2] اشعۃ اللمعات ص ۴۹۱ج۴

Marfat.com

کی امیدیں رکھتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں جب کبھی شادیاں ہوتیں تو متبرک عطر کے لئے لوگ بی بی ام سلیم کے درِ دولت پر حاضر ہوتے!

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو آپ کے دندان ہائے مبارک کے درمیان سے نور خارج ہوتا دکھائی دیتا تھا۔ کعب بن مالک فرماتے ہیں۔ انبساط و مسرت کے وقت آپ کا رخ زیبا چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اور ہم اس کیفیت کو بخوبی محسوس کرتے تھے۔

عطاء بن یسار، عبداللہ بن عمرو بن عاص سے توریت کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اور ابن عمرو بن عاص فرماتے ہیں:۔

"خدا کی قسم، آپ تورات میں بھی بعض ایسی صفات سے موصوف ہیں۔ جیسی قرآن حکیم میں آپ کی صفت بیان کی گئی ہے، (۱۲ھ)

بیہقی کی ایک روایت کے مطابق آپ ایک یہودی بچے کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں لڑکے کا والد توریت پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے قسم دے کر فرمایا بتاؤ توریت میں میری صفت تمہیں نظر آئی اس نے تو انکار کر دیا مگر اس کا لڑکا پکار اٹھا، ہاں! ہاں!! بیشک ہم آپ کی نعت و صفات اور ہجرت وغیرہ کا ذکر توریت میں پڑھا کرتے ہیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کی برکت سے یہ لڑکا حلقہ بگوش اسلام ہو گیا:

وصاف، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم علیہم کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو آپ بغور مطالعہ فرمائیں اور ذوق و عرفان آپ کی یاوری کرے تو آپ اپنی عقیدت کو عظمتِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحر ناپیدا کنار میں مستغرق پائیں گے:

یوں محسوس ہوتا ہے کہ گرامی قدر وصافانِ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ کا ذخیرہ اپنی وسعت و کثرت کے باوجود اپنی تنگ دامانی کی شکایت کر رہا ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار — گلچیں نظر از تنگیٔ داماں گلہ دارد

اور وجہ یہ ہے کہ جس حسن و جمال کو خلاق عالم نے بے مثل و بے عدیل تخلیق فرمایا ہو اس کے صوری و معنوی رفعتوں کا احاطہ الفاظ سے ممکن ہو تو کیونکر ہو!

نہ حسن یار را غایت — نہ سعدی را سخن پایاں

اس لئے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام ربانی، ابن حجر ہیتمی، علامہ حقی، سید عبدالغنی نابلسی، سیوطی اور ملا علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے بجا طور پر ارشاد فرمایا ہے:۔

Marfat.com

مکلّف عاقل پر فرض ہے کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ "بلاشبہ اللہ سبحانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو بے مثال پیدا فرمایا اور یہ کہ آپ کے جسم انور کی خوبیاں نہ تو آپ سے پہلے کسی میں ظاہر ہوئیں نہ بعد میں ظاہر ہوں گی"[1]

ذوقِ ایمان و ایقان کے لئے ابوالکلام آزاد کا یہ قول ملاحظہ ہو "خدا کی الوہیت و ربوبیت جس طرح وحدہٗ لاشریک ہے، کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔ اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہٗ لاشریک ہے کیونکہ اس کی انسانیت و عبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور اس کے حسن و جمال کی فردیت کا کوئی شریک نہیں"[2]

منزہ عن شریک فی محاسنہ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
شرکت سے شمس پاک ہیں اوصافِ مصطفیٰ — وہ جوہر جمال ہے تقسیم سے ورا (شمس بریلوی)

شعر یا سحر

شعر کو تاثیر کے تناظر سے دیکھیں تو وہ لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے "سحر" سے ملتا جلتا ہے۔ شعر نہ صرف ذہن اور قلب کو متاثر کرتا ہے بلکہ اپنی منفرد خصوصیات کے باعث شدید رقت بھی پیدا کر سکتا ہے۔ شعر میں طلب، تخیل اور خلوص کا حسن شامل ہو تو مخاطب یا سامع اپنے اندر بجلی کی رو جیسی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اس وقت رنج و الم اور انبساط و نشاط کی کیفیات سامعین کی آنکھوں سے پڑھی جا سکتی ہیں

عرب کلام اللہ کو شعر یا سحر کہہ کر اصل میں کلام اللہ کی تاثیر کا اعتراف کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکمت الٰہی کے تحت اگرچہ شاعر نہیں تھے۔ پھر بھی باہمہ تقدّس و عصمت اور عظمت شعر سے محظوظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ شرید ثقفی کو آپ نے امیۃ بن ابی الصلت کے اشعار سنانے کا حکم دیا۔ آپ ایک شعر سننے کے بعد دوسرے شعر سننے کا شوق ظاہر فرماتے تا آنکہ سو شعر سنائے گئے[3]

اس اعتبار سے شعر کو ہر وہ نام دیا جا سکتا ہے جس سے روح میں اہتزاز اور قلب و وجدان میں کیف و سرور پیدا ہوتا ہے[4]

شعر رسول اکرم کی نظر میں شعر اگر حمد و نعت، دانش و حکمت اور موعظمت کے موضوع پر ہو تو وہ "اِنَّ من الشعر لحکمۃ" کی حدیث کے مصداق مستحسن قرار پا جائے گا۔ شیخ عبدالحق محدّث نے شرید ثقفی

---

[1] شرح الشمائل للملا علی قاری ص ۲۳ ج ۱ [2] رسول رحمت ص ۵۵

Marfat.com

کی مذکورہ روایت کی روشنی میں فرمایاہے، اچھے اشعار سننا مستحسن ہے!

ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اچھے اشعار کو مستحسن اور برے اشعار کو مذموم سمجھنا چاہئے۔ شعر کے بارے میں کعب بن مالک کے دریافت کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے خالق کی قسم آپ کے اصحاب کے ہجویہ اشعار، کفار کو تیروں سے زیادہ اذیت دیتے ہیں؛

ایک بار حسّان بن ثابت کے متعلق فرمایا۔ حضرت حسّان نے کفار کی ہجو کرکے نہ فقط مسلمانوں کو کفّار کی اذیت سے نجات اور شفا دلائی ہے بلکہ اپنے لئے بھی دنیا و آخرت میں شفا کا سامان فراہم کیا ہے؛ ایک بار حضرت حسّان سے مخاطب ہوکر فرمایا "جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی مدافعت کرتے رہوگے۔ جبریل امین تمھاری تائید کرتے رہیں گے"، ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی محفل میں عبداللہ بن رواحہ کو فرمایا شعر سناؤگے؟ ابن رواحہ متامل ہوئے تو آپؐ نے ان کے سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا" مشرکین کی مذمت کا موضوع مناسب رہے گا؛ حضرت ابن رواحہ ذہنی طور پر شاید تیار نہیں تھے۔ بہرحال سوچ کر ابن رواحہ نے کچھ اشعار پیش خدمت کئے۔ حضرت ابن رواحہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

فَبَتَّتَ اللہ ما اٰتاک من حسن　　تثبت موسیٰ ونصرا کالذی نصروا

(اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال۔ ثبات و نصرت کا بیان ہے)

یہ شعر سن کر آپ کا رخ انور چمک اٹھا، اپنا رخ انور ابن رواحہ کی طرف کرکے بڑی شفقت اور توجہ سے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمھیں بھی ثبات و استقامت عطا فرما دے؛

مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے لئے سید المرسلین کے حکم سے منبر رکھا جاتا تھا جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان بن ثابت مَدح سیّد المرسلینؐ میں اشعار پڑھتے اور روح القدس کی تائید کی دعائیں حاصل کرتے؛

نضر بن حارث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ایذا رسانی کے نتیجہ میں قتل ہوچکا تھا۔ اس کی لڑکی اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے ہوئے مل گئی اور شدّت جذبات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اس قدر زور سے کھینچی کہ آپ کا دوشِ مبارک کھل گیا۔ اس نے غم کے ملے جلے جذبات کے ضمن میں یہ چند نعتیہ اشعار پیش کئے؛

؎ اَمحمد ولانت ضنءٌ نجیبۃ　　فی قومھا والفحل فحل مُعرق

والنضر اقرب من اخذت بذلہ　　واحقھم ان کان عتق یعتق

سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معصوم ذات نضر کی بیٹی کے ان المیہ اشعار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی؛

58807

Marfat.com

آپ نے فرمایا "میں نے جو کچھ ابھی سنا۔ اگر نضر کے قتل سے قبل سُنتا تو یقیناً اس کے قتل کا فیصلہ منسوخ فرما دیتا"[1]

میرے خیال میں شدت جذبات کے مؤثر اظہار کا اگر کوئی پیرایہ، کوئی ذریعہ یا طریقہ ہے، تو وہ شعر ہی ہے۔

اگر اشعار دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوں تو ان کی اثر آفرینی کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے!

مندرجہ معروضات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ایک مُسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدحیہ اشعار سے نہ صرف مسرور اور لطف اندوز ہوتے بلکہ آپ سراپا مسرت بن جاتے۔ آپ کی یہی مسرت تائید ایزدی اور روح القدس سے غیبی مضامین کے نزول کا وسیلہ بن گئی؛ اور آپ کی یہی مسرت، شاعر رسالت مآب کو برکات وعنایات کا سزاوار بنا گئی؛

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اذیت کے لئے کفار نے تمام امکانی حربے استعمال کئے مگر حق کے مقابلے میں انھیں بُری طرح شکست کھانا پڑی۔ آخر الامر کفار نے ہجویہ اشعار اور بیہودہ کلمات سے ایذا رسانی کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمان اور سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے آقا و مولےٰ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ صحابۂ کرام اس ناقابل برداشت اذیت کے تدارک پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے؛ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجویہ زبان کا جواب ہجویہ زبان سے دینے کا اشارہ دیا۔ ارشاد فرمایا "اس قوم کو کیا ہوا جس نے رسولِ خدا کی دست و بازو سے تو مدد کی، مگر زبان سے نہیں"۔ اس ارشاد کے جواب میں حسّان بن ثابت مؤدبانہ کھڑے ہو گئے۔

مگر یہ بہت ہی نازک معاملہ تھا۔ کفار کی، ہجو کے معنی قریش کی ہجو تھی۔ جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قریش سے متعلق تھے۔ حسّان نے عرض کی، یا رسول اللہ! کفار کی، ہجو کرتے وقت میں آپ کو اس طرح الگ کر دوں گا جس طرح بال آٹے سے بآسانی نکالا جا سکتا ہے۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسّان بن ثابت کو علم الانساب کے ماہر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ جب حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب میں توحید، عظمت رسول اور کفار کی ہجو میں اشعار پیش کئے تو نہ فقط کفار کی زبان درازی کا سلسلہ منقطع ہونے لگا۔ بلکہ رسول اکرم کی مدح و نعت کی برکت سے تائید ایزدی کا غیبی سامان بھی بہم پہنچا۔ صحابہ کے قلب و ذہن انبساط و مسرت سے معمور ہو گئے؛

اس طرح حسّان بن ثابت کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ بارگاہ نبوی کے پہلے شاعر مقرر ہوئے۔

آگے چل کر حضرت کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما حمد باری تعالیٰ، نعت رسول اللہ

---

[1] مقدمہ دیوان حسان بن ثابتؓ صفحہ ۴

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اور حقّانیت اسلام کی اشاعت کی اس موثر اور عظیم ترین خدمت میں شریک ہو گئے ؛

کعبؓ بن زہیر بارگاہ نبوی میں ایسے موقع پر حاضر ہوئے، جب کہ ان کے قتل کے احکام اِن کی زبان دِ زی کے باعث، صادر ہو چکے تھے۔ بظاہر تو ان کی توبہ اور ان کی نجات کے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ آخری امید کے طور پر کعب بن زہیر نے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا۔ مدح و نعت کی یہی پرخلوص سعی کعب بن زہیر کے گناہوں سے درگذر اور دین و دنیا میں ان کی سرفرازی کا وسیلہ بن گئی۔ اسی موقعہ پر کعب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ مشہور عالم قصیدہ پیش کیا جس میں ایک مقام پر رسولِ رحمت نے اصلاح فرمائی اور خوش بھی ہوئے !

ے انّ الرّسول لنور یستضاء بہٖ مھند من سیوف الھند مسلول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیوف الھند کی جگہ "سیوف اللہ" کی درستی فرمائی اور اس مدحیہ قصیدہ پر سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے اُنھیں اپنی ردائے مبارک عنایت فرما دی ؛

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرائے کرام نے پہلی مرتبہ شعر و سخن کی صنف میں منفرد موضوعات پیش کئے اور توحید و رسالت کے پیغام کی مؤثر اور دلکش و دلنشین انداز میں تبلیغ کی ؛

نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ جوشِ ایمانی، رقت قلبی اور لطف و مسرت، محبتِ رسول، جاں نثاری اور فداکاری ان نعتوں کا موضوع ہوتے تھے۔ ان حضرات نے اپنی شاعری میں ان مضامین کو دنیا کے سامنے پیش کیا، توسل اور استغاثہ کا مبنی بر حقیقت اور ایک نیا باب قائم ہوا۔ نعت نبوی کی اس ابتدا سے رفتہ رفتہ ہر زبان میں مدح مولود کا ایک پاکیزہ اور گرانمایہ ذخیرہ جمع ہو گیا جس کی بدولت یقیناً حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمایہ میں گرانقدر اضافہ ہوا ؛

ملاحظہ فرمائیے یہ چند اشعار جن کو عالم اسلام نے وردِ زباں بنا لیا ہے۔ یہ نعت پاک کا وہی ابتدائیہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے :-

وضم الالٰہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد

وان وماض شھابٌ یستضاء بہ بدرا نار علی کل لامع جید
مبارک کضیاء البدر صورتہ ما قال کان قضاء غیر مردود

ویتلو کتاب اللہ فی کل مسجد

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رنج وحزن کا پہاڑ ٹوٹا۔ بارگاہ رسالت کے شاعر تڑپ اٹھے۔ اور اس جانگسل رنج وغم کا اظہار کچھ اس طرح کیا ؎

ظللت بھا ابکی الرسول فاسعدت — عیون ومثلاھا من الجفن تسعد
تذکر آلاء الرسول وما اری — لھا محصیًا نفسی فنفسی تبلد
فبورکت یا قبر الرسول و بورکت — بلاد ثوے فیھا الرشید المسدد
ولیس ھوائی نازعًا عن ثنائہ — لعلی بہ فی جنۃ الخلد اخلد
مع المصطفی ارجو بذاک جوارہ — وفی نیل ذاک الیوم اسعی واجھد
واحسن منک لم ترقط عینی — واجمل منک لم تلد النساءُ
خلقت مبرءً من کل عیب — کانک قد خلقت کما تشاء
فان ابی ووالدہ وعرضی — لعرض محمد منکم وقاء

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے مدحیہ اور نعتیہ اشعار کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ شدت مرض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہات عالیہ کے مستحق ٹھہرے اور نگاہِ لطف وکرم ان کے لئے تخفیف مرض کا باعث بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہ ہی کے لئے خصوصی طور پر دُعا فرمائی :-

اللّٰھم ان کان اجلہ قد حضر فیسّرہٗ علیہ وان لم یکن حضر اجلہ فاشفہ

"خدایا، اگر اس کی موت کا وقت پہنچ چکا ہے تو موت اس پر آسان فرمادے اور اگر موت کا وقت ابھی نہیں ہے تو اسے شفا عطا[1] فرما"

اِس واقعہ کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شفقت وبرکت اور نظر عنایت ان مدحت نگار شعرا کے شامل حال رہتی تھی۔

ابن رواحہ کا بہترین مدحیہ قصیدہ وہ ہے۔ جس کا ایک شعر ہے :؎

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت — بانہ خیر مولود من البشر
عمت فضائلہ کل العباد کما — عم البریۃ ضوء الشمس والقمر
لولم تکن فیہ آیات مبینۃ — کانت براھتہ بنیک بالخبر
انت البحور من یحرم شفاعتہ — یوم الحساب فقد ازری بہ القدر
فثبت اللہ ما آتاک من حسن — تثبیت موسیٰ ونصرا کالذی نصرا

---

[1] صفحہ ۲۹۸ اصابہ ج ۲

Marfat.com

ابن اسلام میں داخل ہوا تو اس نے ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا ؎

فاغفر فدیٰ لک والدی کلاھما — زللی فانک راحم مرحوم
وعلیک مزسمۃ الملیک علاقہ — نورٌ اغر وخاتم مختوم

اعشے بکر بن وائل ؎

نبی یری مالا ترون وذکرہ — اغار لعمری فی البلاد وانجدا

مالک بن عوف نضری فرماتے ہیں :-

ما ان رئیت ولا سمعت بمثلہ — فی النا سر کلھم بمثل محمّد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدے — ومتی تشا یخبرک عما فی غد

مازن بن غضوبہ طائی اسلام قبول کرتے وقت عرض پیرا ہیں ؎

الیک رسول اللہ خبت مطیتی — تجوب الفیافی من کان الی العرج
لتشفع لی یاخیر من وطء الحطی — فیغفر لی زلی فارجع بالعلج

طلع البدر علینا — من اثنیّات الوداع
وجب الشّکر علینا — مادعیٰ للہِ داعی

اسلامی ادب میں مدح ولغت کا ذخیرہ

اس میں شک نہیں کہ نعت اور مدح رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبع و مصدر کلام اللہ ہے اس لئے گرامر اور منطق کے چند فنون کو چھوڑ کر باقی تمام فنون میں قصداً خواہ ضمناً مدح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم ذخیرہ آپ موجود پائیں گے۔ فقہ، تفسیر، حدیث عقائد، تاریخ اسلام اور سیرت طیبہ کے فنون میں تو مرکزی حیثیت ہی رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور وہ گویا نعت منثور ہے۔

ادب اور شاعری میں بھی نعت و مدح رسول عربی کا حصہ بلاشبہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر مدح و لغت کے ذخیرہ کو "کتاب مجموعہ فنون وعلوم" کے طور پر جمع کرنے کی کوئی اکیڈمی قائم کی جائے تو یقیناً اس بحر ذخار کی فہرست ہی متعدد جلدوں میں سمائے گی۔ عربی، فارسی، سندھی بلوچی، پنجابی، ریاستی، اردو، ترکی تقریباً ہر زبان میں نعتیہ کلام کثرت سے موجود ہے۔

اسے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ اور فقط آپ ہی کی ذات کو قلبی محبت

لہ یہ اشعار بنی نجار کی بچیوں نے فرط مسرت میں اس وقت پڑھے، جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم مقدسہ نے سرزمین مدینہ کو شرف اندوز سعادت کیا تھا

Marfat.com

اور تقدیس جذبات کے تحت حقائق کے مطابق موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ افسانوی انداز اور خواب و خیال کی دنیا کا تو یہ گزر ہی نہیں ہے۔

علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس محکمۃ الحقوق بیروت نے اس باب میں عالم اسلام پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ انھوں نے ڈھائی ہزار سے زائد صفحات پر عربی مدحیہ و نعتیہ کلام کے انتخاب کو جمع فرمایا۔ علامہ بنھانی واقعی اپنے اس دعوے میں سچے ہیں کہ اس طرح کا کوئی بھی مجموعہ اب تک پیش نہیں ہوا۔ اس مجموعہ میں پچیس ہزار سے زائد ابیات، ساڑھے چار سو سے زائد قصیدے ۹۹ مقطوعات کے علاوہ تخمیس، تشطیر اور موشحات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

اردو زبان میں اس قسم کا کوئی مجموعہ فقیر کی نظر سے نہیں گزرا[1]۔ البتہ سندھی ادب کو یہ اعزاز (ڈاکٹر این اے بلوچ ڈائریکٹر امور ثقافت و ہجرہ کونسل کی مساعی جمیلہ سے) حاصل ہے۔ کہ اس میں مدح و مولود پر پرانے شعراء کا کلام مشتے نمونہ خروار پیش کیا گیا ہے۔

قصیدہ بردہ

ہم "قصیدہ بردہ" کے فنی پہلوؤں پر گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ یہاں فقط اس کی اہمیت عظمت اور قبولیت کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔

اس قصیدہ کی اہمیت میری ناقص رائے یہ ہے کہ اس قصیدہ شریف نے شعر و ادب کی دنیا میں نہ فقط ایک انقلاب برپا کر دیا۔ بلکہ مدح و نعت کے باب میں ایک طرح کی کرامت کا اظہار کیا ہے۔ یہ قصیدہ بردہ ہی ہے جس نے دوسرے شعراء کو مدح رسول کی سچی رغبت دلائی اور خود مصنف کو صرف اسلامی دنیا ہی میں نہیں۔ بلکہ علم و ادب کی بین الاقوامی دنیا میں عظمت کے آسمان تک پہنچا دیا۔

پروفیسر علی محسن صدیقی نے بجا اور درست کہا ہے کہ "عربی نعت گو شعرا میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد جس شاعر کے کلام کو سب سے زیادہ شہرت اور بقائے دوام کا اعزاز ملا وہ بوصیری کا قصیدہ "بردہ شریف" ہی ہے"۔

قصیدہ بردہ کی قبولیت

میری حقیر رائے میں قصیدہ بردہ کی اہمیت، شہرت کے حوالے سے نہیں، بلکہ اس کی قبولیت اور لازوال قبولیت کے حوالے سے متعین کی جا سکتی ہے اور اسے یہ

---

[1] اس سلسلہ میں کلیات محسن کاکوروی۔ دیوان شہیدی۔ دیوان امیر مینائی۔ حدائق بخشش، ہر سہ حصہ۔ ذوق نعت، دیوان حمید صدیقی کھوئی۔ تین نعتیہ دیوان بہزاد لکھنوی۔ حنیف اسدی کا مجموعہ کلام نعت۔ اقبال عظیم کا منتخب نعتیہ کلام دیکھئے۔ ان تمام مجموعوں کے نعتیہ اشعار کی تعداد کئی ہزار سے متجاوز ہے۔ ہاں ایک جگہ یہ تمام کلام نہیں ہے۔ حسان الہند غلام علی آزاد بلگرامی نے "سبعہ سیارہ" کے نام سے، دیوان قصاید نعت

Marfat.com

قبولیت اس معجزہ مبارکہ کے نتیجہ میں حاصل ہوئی جس کا ظہور قصیدہ شریف پیش کرنے پر ہوا۔ اور جس کے باعث صاحب قصیدہ بردہ لاعلاج مرض سے شفایاب ہوئے۔ قصیدہ شریف کی لازوال قبولیت نے اسے ادب و احترام کے کئی نام دیئے۔ قصیدہ۔ غراء۔ میمونہ۔ مبارکہ۔ زہراء۔ فریدہ وغیرہ!

اِسلامی لٹریچر میں کتب احادیث کے بعد سب سے زیادہ قبولیت کا اعزاز قصیدہ بردہ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ بلاشبہ پریس کی ایجاد سے پیشتر فقط اس کے قلمی نسخے لاکھوں میں تحریر و تقسیم ہوئے۔ قصیدہ کی کتابت اور نقاشی میں اسی عقیدت کا اہتمام ضروری سمجھا گیا جو کلام اللہ اور احادیث مبارکہ میں سمجھا جاتا تھا؛

راقم الحروف کی نظر سے مختلف قلمی نوادرات اور کتبخانوں میں قصیدہ میمونہ کے جس قدر بھی نسخے گزرے ان میں اکثر نسخوں کے جدول مطلّا ہیں۔ اور نفیس ترین کتابت کے حامل ہیں۔ جامعہ راشدیہ میں ایک ایسا ہی نفیس شہ پارہ فارسی ترجمہ کے ساتھ موجود ہے۔ چار سو سال سے زیادہ پرانا ہونے کے باوجود اس کے نقوش اپنی چمک و دمک سے بتا رہے ہیں کہ یہ تو گویا آج کی کتابت اور نقاشی ہے۔ اسی طرح الکبیر اکیڈمی میں سیّد علی ہمدانی کی فارسی شرح کا نسخہ بھی اپنی نفاست کے باعث قابل دید ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۱۱ رجب کا لکھا ہوا ہے؛

نیشنل میوزم کراچی میں بھی قصیدہ بردہ شریف کا ایک نسخہ نظر نواز موجود ہے جس پر پیر سید صبغت اللہ شاہ اوّل پاگارہ کی مہر ثبت ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب پاگارہ قبلہ کے ہاں قصیدہ بردہ کے متعدد نسخے نہ فقط لائبریری کی زینت کا باعث تھے۔ بلکہ وہ مشائخ و مخادیم کو برکت کے طور پر تقسیم بھی ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ نیشنل میوزیم نے پیر صاحب جھنڈو کا جو کتب خانہ خریدا ہے اس میں قصیدہ بُردہ کا مذکورہ نسخہ بھی ہے؛

قصیدہ المدیح مشائخ اور علمأ کی نظر میں

فرودۃ علمائے راسخین، زبدۃ الساکین مفسر قرآن علّامہ شیخ زادہ رقمطراز ہیں:

"قصیدہ بردہ شریف کی برکات کا مشاہدہ کثرت سے ہوا ہے۔ جمہور خواص و عوام نے اس کے عجائب کو اس تواتر سے پایا کہ مجھے تفصیل سے لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی"

علامہ خرپوتی کی نظر میں قصیدہ شریف بابرکت اور دینی و دنیوی حوائج میں یقینی حد تک مؤثر اور مجرّب ہے۔ بشرطیکہ شرائط اور حضور قلب کی رعایت کی جائے؛

حضرت عارف کامل سید علی ہمدانی شرح قصیدہ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قصیدہ شریف کی برکات تقریر و تحریر سے زیادہ ہیں۔ یہ قصیدہ بادشاہوں کے خزائن اور لائبریریوں میں دفع اعدا اور دفع بلیات کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے"

Marfat.com

آج کل (علماء اور مشائخ) حوادث و آفات کی شدت اور دفع بلیات میں اس قصیدہ کو وسیلہ یقین کرتے ہیں اسے پڑھ کر اجابت کا انتظار کرتے ہیں۔ کرۃً مرۃً (بے حساب) اسے مجرّب پایا گیا۔ اسی لئے علماءؒ اور اکابر نے اس کی شرحیں لکھیں:

قصیدہ شریف کی معنی اور حقائق پر توجہ رکھی جائے۔ تو ظاہری حظ کے علاوہ باطنی ذوق میسّر آتا ہے۔ اور یقین ہے کہ مقصد، سرعت، اجابت سے سرفراز ہوگا۔ اور پڑھنے والا انشاء اللہ مقصود سے محروم نہیں رہے گا۔ (شرح علی ہمدانی الکبیر اکیڈمی کے ایک اور نسخہ کے مطابق جس کی تاریخ کتابت معلوم نہیں تحریر ہے!

"مخدوم عمر موثرہ سے منقول ہے کہ اس قصیدہ کی مخصوص ترتیب کے ساتھ تلاوت دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے تیر بہدف ہے"

اسی کتاب میں قصیدہ کی زکوٰۃ اور نصاب کی بابت مختلف تحریریں موجود ہیں؛

مولانا عبدالمالک خان مشیر مال ریاست بھاولپور اپنی تصنیف میں رقم طراز ہیں:

"اخلاص و محبت کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی نعت میں آج تک اس شان کا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ اس کے ایک ایک شعر بلکہ ایک ایک لفظ میں تاثیر ہے۔ بعض شعروں کی تاثیر کے متعلق بڑے بڑے صالحین اور عام لوگوں نے اس تواتر سے شہادت دی ہے جس کی نسبت شک کرنا خلاف اخلاص ہے"

میرے خاندان میں ہمیشہ سے یہ قصیدہ پڑھا جاتا ہے۔ اور میں نے بارہا آزمایا کہ یہ حصولِ حاجات اور دفع مصائب کے لئے تیر بہدف ثابت ہوا ہے[1]

فارسی شرح قصیدہ بردہ تصنیف حسن علیخاں بن ابوالمعالی مولوی مفتی علیخاں میں ہے:

"اس قصیدہ فریدہ کے برکات و خصائص سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جس گھر یا تھیلے میں یہ قصیدہ مبارکہ ہو وہ آگ اور چور سے محفوظ رہیگا۔ نیز جس حاجت کے لئے قصیدہ شریف کی تلاوت کی جائے وہ حاجت پوری ہوجائے گی"

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں:

"اس قصیدہ سے خواص و عوام برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جنائز کے آگے اور مساجد (نیز مکاتب و مدارس میں اسے (اجتماعی طور) پڑھا جاتا ہے۔ امراض و اسقام میں اس کی برکت سے شفا بخشی ہوتی ہے"

سہرانی نے کہا اس کی پینتیس ۳۵ تخمیسات تو میں نے خود دیکھی ہیں۔ ایک عجیب تسبیعہ بھی میں نے دیکھا جس کا ہر مصرعہ لفظ اللہ سے شروع ہوتا ہے؛

---

[1] مقدمہ حسن الجردہ فی شرح القصیدہ البردہ ص۲

Marfat.com

اس کی تخمیسات، تشطیرات، تسبیعات اور شروح بکثرت ہیں شیخ ابن المرزوق مغربی نے نہایت ضخیم اور مفصل شرح لکھی ہے جس میں تصوف کے لطیف مسائل بھی بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

مصر کے مشہور مؤرخ احمد اسکندری اور مصطفےٰ غنائی الوسیط میں رقم طراز ہیں :۔

"اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے مدحیہ کلام کے بعد بہترین قصیدہ اور مدحیہ یہی قصیدہ بردہ ہے، مرض فالج میں اس قصیدہ کو مصنف نے نظم کرکے بارگاہِ رسالت میں اسی کے توسل سے شفا طلبی کی اور اپنے لاعلاج مرض سے شفایاب ہو گئے[۲]"

نیز مورخ اسکندری لکھتے ہیں :۔

"اس قصیدہ مدحیہ نے اکثر معاصر شعراء کو مدائح نبویہ لکھنے کی طرف راغب کیا اور پھر لاتعداد قصائد لکھے گئے مگر وہ بردۃ المدیح کے غبار کو بھی نہیں پہنچ سکے[۳]"

مشہور محدث، فقیہ، متکلم اور مصنف ملّا علی قاری رقم طراز ہیں :۔

"طلب حاجات، نزول مہمات کے موقعہ پر اس قصیدہ کی تلاوت (حاجت براری کے لئے) مجرّب ہے"

میرے دل میں اس قصیدہ مبارکہ میمونہ مرضیہ کی خدمت کا جذبہ اس نیت اور امید سے وارد ہوا کہ ظاہری اور باطنی امراض سے شفا کا حصول کرسکوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی برکات سے استفاضہ کرسکوں[۴]۔

عطر الوردہ کے مصنف مولوی ذوالفقار علی رقم طراز ہیں :۔

"مجھے جب اپنی لاعلمی مصروفیات کا احساس ہوا تو میں نے اس کے کفّارہ اور اپنی آخرت میں (استشفاع کو) ذخیرہ کرنے کے لئے قصیدہ بردہ کے شرح لکھنے کا فیصلہ کیا"

میں یہ امید کیونکر نہ رکھوں۔ جب کہ یہ سیّد الانبیاء کی مدح ہے۔ جس کو آپ نے نہایت ہی توجہ اور شوق سے استماع فرمایا پس اس کے ناظم اور قاری کے لئے بڑی بشارت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک قوم اس کی تلاوت کی مواظبت سے ولایت کے درجات پر فائز ہوئی ہے

قصیدہ بردہ کے مصنف !

محمد بن سعید ابو عبداللہ شرف الدین دلاصی بوصیری یکم شوال ۶۰۸ میں دلاص میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں حفظ قرآن، خطاطی اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کی؛

ابو عبداللہ شرف الدین بوصیری۔ امام بوصیری کی حیثیت میں اس وقت مشہور و متعارف ہوئے جب اپنے لاعلاج مرض

---

[۱] حاشیہ کشف الظنون ج ۲ ص کالم ۱۳۳۱؛ [۲] الوسیط ص ۳۱۱ [۳] الوسیط ص ۳۱۲
[۴] قلمی زبدۃ شرح قصیدہ بردہ ص ۳۰۲

Marfat.com

سے تنگ آکر بڑے ہی سوز و گداز اور عشق رسول میں ڈوبا ہوا مشہور مدحیہ قصیدہ بردہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جس کی بدولت نہ فقط صاحب قصیدہ بردہ شفایاب ہوئے بلکہ بلاشبہ عالم اسلام کے لاکھوں ظاہری و باطنی مریض اور پریشان حال ان کی برکتوں سے مستفیض ہوئے، امام بوصیری کا نعتیہ اور مدحیہ کلام بہت زیادہ ہے۔ مگر عالم اسلام میں انہیں شہرت آسمان پر قصیدہ بردہ ہی نے پہنچایا۔ اب ان کو کسی دوسرے تفصیلی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہی قصیدہ بردہ ان کا تعارف ہے

حقیقت یہ ہے کہ قصیدہ بردہ کی بدولت عالم اسلام کے عشق و ذوق اور مدح و نعت میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ اور ایک نیا رخ اور نیا زاویہ قائم ہوا۔ ہزاروں علماء اور عرفا اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ محض قصیدہ بردہ شریف کی خدمت میں کسی نہ کسی طرح اپنا نام شامل ہونا ایک عظیم ترین سعادت اور امتیاز خاص سمجھا گیا۔ اس طرح آپ بنظر غائر ملاحظہ فرمائینگے تو آپ کو معلوم ہوگا اکثر مصنفین اور محققین نے قصیدہ کی شروح محض عشق و ذوق کی فیوض و برکات سمیٹنے کیلئے لکھیں اور بس! ورنہ علمی لحاظ سے اتنی شروح کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اس کے فہم و مطالب کے لئے دو چار شروح کافی و وافی تھیں جب کہ ارباب قال اور اصحاب حال میں بلند پایہ ہستیوں نے اس کی شرح نگاری کو اپنے جذبہ محبت کے اظہار کا ایک عنوان اور ایک سعادت آفریں طریقہ سمجھا۔ یہی سبب ہے کہ دنیائے علم و عرفاں میں کسی نعتیہ قصیدے کی اس قدر شرحیں معرض تحریر میں نہیں آئیں! جتنی قصیدہ بردہ کی۔

زبدۃ شرح قصیدہ بردہ کے مصنّف کے حالات

اب میں قصیدہ بردہ کے شارح جن کی گرانمایہ شرح زبدۃ کے نام سے مشہور ہے کے مختصر حالات لکھتا ہوں؛ علی بن سلطان محمد القاری الہروی ثم المکی آپ کا نام نامی ہے۔ لقب نورالدین عرف قاری، موصوف ہرات میں پیدا ہوئے[1]۔ مشاہیر عصر حافظ ابن حجر ہیتمی مکی۔ شیخ ابوالحسن بکری۔ عبداللہ سندی۔ قطب الدین مکی۔ سیّد علی متقی۔ میر کلاں۔ جیسے نابغانِ روزگار علماء سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ معقولات و منقولات، تجوید و قرآت اور خطاطی میں کمال حاصل کرنے کے بعد حرم شریف ہی میں درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے، خطاطی کو معاش کا ذریعہ بنایا۔ سال میں ایک کلام پاک نہایت ہی نفیس خط میں تحریر کرتے۔ اسی کے ہدیہ پر سال بھر گذر اوقات فرماتے۔

حضرت ملّا علی قاری کے علمی فضائل و کمال کا شوافع، احناف و دیگر اکابر نے بلا امتیاز فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے۔ مؤرخ عبدالملک عصامی شافعی لکھتے ہیں:۔

"الجامع للعلوم النقلیہ والعقلیہ والمتضلع من السنۃ النبویۃ احد جماھیر الاعلام والمشاھیر الاسلام"

قاضی شوکانی آپ کی علو منزلت اور شان اجتہاد کے معترف ہیں:۔

---

[1] آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات جیسا کہ مذکور ہے ۱۰۱۴ھ ہے اس طرح آپ نے برس کی عمر پائی اور دنیائے اسلام میں اپنی گرانمایہ تصانیف یادگار چھوڑ گئے۔

Marfat.com

"ملا علی قاری کی تصانیف، تفسیر، شرح حدیث، فقہ، قرأت و تجوید، سیرت و شمائل، عقائد و مناظرہ، و دیگر تقریباً سو سے زیادہ ہیں ؛

"شرح الشفا۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ۔ جمع الوسائل بشرح الشمائل للترمذی ۔ حاشیۃ علی المواہب اللدنیۃ ۔ الزبدۃ العمدۃ فی شرح قصیدۃ البردہ ۔ الحرز الثمین ۔ للحصن الحصین"۔ اس طرح کی دیگر تصانیف ان کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار ہیں۔

علم و فضل کا یہ آفتاب مکۃ المکرمۃ میں ۱۰۱۴ھ میں غروب ہوا۔ ان کے علم و فضل کا شہرہ اس حد تک تھا کہ جب مصر میں آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو جامع ازہر میں چار ہزار علما اور خواص نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ؛

تصانیف

جامع علوم منقول و معقول علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے بعض حسب ذیل ہیں :

۱۔ تفسیر قرآن شریف
۲۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ (مشہور زمانہ کتاب ہے)
۳۔ نور القاری شرح صحیح بخاری
۴۔ شرح صحیح مسلم
۵۔ جمالین حاشیہ تفسیر جلالین
۶۔ شرح شفاء قاضی عیاضؒ اندلسی
۷۔ جمع الوسائل شمائل (ترمذیؒ)
۸۔ شرح جامع الصغیر فی حدیث البشیر السیوطیؒ
۹۔ حرز الحین شرح حصن حصین،
۱۰۔ شرح اربعین امام نوویؒ
۱۱۔ شرح الشرح علی شرح نخبۃ الفکر
۱۲۔ شرح فقہ اکبر
۱۳۔ شرح شاطبیہ
۱۴۔ شرح ثلاثیات البخاری،
۱۵۔ شرح موطا امام محمدؒ
۱۶۔ سند الانام شرح مسند الامام
۱۷۔ اثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ
۱۸۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبد القادرؒ
۱۹۔ الحظ الاوفر فی الحج الاکبر
۲۰۔ خرائد القلائد فی تخریج احادیث شرح عقائد
۲۱۔ المصنوع فی معرفۃ الموضوع
۲۲۔ ضوء المعانی شرح بدر الامالی
۲۳۔ معدن العدنی فی فضائل اویس القرنیؒ
۲۴۔ تذکرۃ الموضوعات
۲۵۔ حزب الاعظم
۲۶۔ حاشیہ مواہب لدنیہ
۲۷۔ الناموس فی تلخیص القاموس
۲۸۔ شرح عین الحکم

ان مذکورہ کتب کے علاوہ آپ کے بہت سے رسائل اور ہیں، آپ کی یہ تمام کتب ارباب علم و فضل سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں ؛

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

احمده امتثالا لامره لا احصاءً لشكره وصلى الله تعالىٰ على حبيبه وصفيه ورسوله وعلىٰ اله وصحبه وتابعه وحزبه وبعد فقد روى عن ناظم القصيدة المعروفة بالبراءة المشهورة بالبردة انه قال اصابنى خلط فالج ابطل نصفى وفكرت ان اعمل قصيدة فى مدح النبى صلى الله عليه وسلم لاستشفع بها الى الله تعالىٰ فانشأتُ هٰذهِ القصيده ونمت فرئيت النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام فمسح علىّ بيده المباركة فعُوفيتُ لوقتى فخرجتُ غدوة من بيتى فاذا بعض الفقراء ينشد قصيدة اولها "امِن تذكر جيران بذى سلم" فتعجبت اذ ما كنت اخبرت بها احدًا فقال والله لقد سمعتها تنشد بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يتمائل تمائل الاغصان فاعطيته اياها فنشر الخبر بين الناس ولما انتهى خبرها الى الصاحب بهاء الدين وزير الملك الظاهر هو ملك مصر استنسخها ونذر ان لا يسمعها الا واقفا حافيا حاسرا فراى هو واهله من بركاته خيرا كثيرا ثم اصاب موقع هٰذا الوزير لرجل رمد عظيم اشرف منه على العمى فراى فى منامه كان قائلا يقول امض الى الوزير فخذ منه البردة واجعلها على عينيك فعرض الوزير ما يرى فقال له ما عندى شئ يقال له البردة وانما عندى مديح النبى صلى الله عليه وسلم ونحن نستشفى به فاخرج القصيدة ووضعها على عينيه وقراوهو جالس فشفاه الله تعالىٰ من الرمد لوقته فسميت بالبردة وهى مجربة عند طلب الحاجات ونزول المهمات ولعلها سميت بردة لكونها فى المعنى كسوة شريفة وصلت على قامة النبى صلى الله عليه وسلم وتسمية الصفة كسوة مجاز مشهور هٰذا. وقد سخ بخاطر افقر عباد الله الغنى البارى على بن سلطان محمد الهروى القارى ان اخدم هٰذه القصيدة المباركة الميمونة المرضية رجاء لشفاء الامراض الظاهرية والباطنية والاخلاق الدنية وابتغاء لخلقه العافية الساترة للذنوب القولية والفعلية بوضع شرح لطيف على المقصود مطل غير مخل جعله الله خالصا لوجهه الكريم فانه لعباده غفور رحيم وسميته "الزبدة العمدة فى شرح البردة".

اعلم ان هٰذه القصيدة الشريفة مشتملة على فوائد لطيفة. منها ان عادة الشعراء جرت بانهم يذكرون فى مطالع قصائدهم تيمنا بذكر لوازم العشق من مقاسات الاحزان والاشواق وتحمل مكاره البعد والفراق يسمونه تغزلا وتشبيبا ويعدونه من جملة لطف المطلع تقريبا ومنها يجردون من انفسهم مخاطبا ويجاورون دلالا وعتابا ومنها يحاضرونه سوالا وجوابا اشارة الى ندرة حبيب يظهرون رموز العشق عليه واشعارا الى قلة صديق يظهرون كنوز الحب لديه. ومنها انهم يغيرون كلامهم من اسلوبهم الى الاخر على طريق الالتفات تكلما وخطابا وغيبة تطرية للمسموع وتنشيطا للسامع فانهم فى ضيافة الارواح يتضيفون باساليب الايرادات كما ان الناس فى اطعام الاشباح يضعون الالوان الاطعمة

Marfat.com

الواردات. ومنها معرفة الحب والعشق فان الحب فى وضع اللسان عبارة عن ميل النفس الى الموافق الذى تصوره من حسن او احسان والعشق هو الميل المفرط الغالب على الانسان وكل من الحسن والاحسان يدرك تارة بالبصرة وتارة بالبصيرة والحب يتبعهما وكمالهما للحق تعالى حقيقة اذ لا يصح نفيه وانتفاء عنه تعالى بخلاف صفات الخلق فانها بمنزلة ثور مستعار. ثم المجازى قسمان نفسانى وعلامته ان يكون اكثر اعجاب المحب بشمائل المحبوب وهو ان يجعل النفس لينة ذات وجد ورقة منقطعة عما سوى محبوبه ولذا قيل المجاز قنطرة الحقيقة وحيوانى وهو ان يعين الامارة على استخدام العاقلة فى تحصيل اللذات العاجلة والاكثر مقارنته للفجور حقيقة او حكما ومنها ان القصيدة مرتبة على عشرة ابواب الاول فى التغزل وبيان داء النفس ودوائهما الثانى فى رياضته صلى الله عليه وسلم الثالث فى تفضيله على الكائنات الرابع فى خلقه الخامس فى ارهاصاته السادس فى معجزاته السابع فى القرآن الثامن فى معراجه التاسع فى غزواته العاشر فى عرض الحاجة على الممدوح والمناجات مع المولى.

قال الشيخ الناظم شرف الدين ابو عبد الله محمد بن سعيد المصرى البوصيرى وقيل الدمشقى الشافعى كشا الله تعالى حلل الغفران واسكنه بحبوحة الجنان وقيل الدلاصى وهى قريه من سواد بوصير (صير) بلدة بصعيد وهو مصر معروفة

امن تذكر جيران بذى سلم

مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

همزة الاستفهام للتقرير منصبة على "مزجت" وقدمت للصدارة و"من تذكر" متعلق "بمزجت" قدم للحصر ولانه يكون مفتح هذه القصيدة المباركة مشتملا على لفظ "امنت" فيكون اشارة الى ان من الزم قرائتها امن من جميع الافات والبليات و"تذكر" مصدر مضاف الى مفعوله وفاعله محذوف اى من تذكرك جيران وهو جمع جار او مجاور وهو اولى بالمقام و"بذى سلم" اى صاحب شجرة فى البادية متعلق بمحذوف اى كائنين بمكان فيه هذه الشجره وهو بفتح اللام وروى بكسرها و"دمعا" ماء البكاء مفعول به "مزجت" و"جرى" صفة اى دمعا جاريا "من مقلة" متعلق "بجرى" وهو داخل العين "بدم" متعلق "بمزجت" والمعنى يحاور مخاطبا جرده من نفسه ويقول يا من يبالغ فى البكاء لابد لعروض بكائك من سبب فما هو لوعة الفراق ومشقته بان ابتليت بفراق احباب كنت فرحا بوجدانهم فصرت وجلا بهجرانهم ام بسبب اخر يأتى فى البيت الاتى وهو قوله

امهبت الريح من تلقاء كاظمة

اوامض البرق فى الظلماء من اضم

"ام" منقطعه و"هبت" فعل ماض و"الريح" فاعله وهى مؤنث سماعى و"من تلقاء كاظمة" اى من جهتها متعلق

Marfat.com

ب"هبت" وهو اسم لموضع وصرفها للضرورة و"اومض" بمعنى لمع عطف على "هبت" و"البرق" فاعله و"فى الظلماء" متعلق بمحذوف حال من الفاعل اى واقعا فى الليل الظلماء "من اضم" بكسر الهمزة متعلق "باومض" بتقدير مضاف اى "من تلقاء اضم" فانه جبل والبرق لا يلمع من نفس الجبل بل من جهته. قيل المراد من "سلم" و"كاظمة" و"اضم" مواضع قريبة لمدينته صلى الله عليه وسلم وهو مناسب جدا فى المقام وقريب الماخذ بمعنى المرام والمعنى اوسبب بكائك لمعة الوصال بان تمنيت وصالهم باهداء الريح اليك يُنم اخبارهم واسرارهم وابداء البرق عليك اثار مساكنهم وديارهم وفيه ايماء الى ان مأواهم فى البعد بحيث لا ينتهى اليه الا الريح وفى الرفعة بحيث لا يرتقى اليه الا السحاب فالقاصد اليه يتحمل جهدا على جهد ويقاسى وجدا على وجد ثم بعد المسافة استعارة لبعد المرتبة وعلو المكان لعلو القدر والمكانة دائما قال "فى الظلماء" لان الضوء فى الظلمة اجلى ومن مكان عالٍ اعلى ومحصل معنى البيتين انما بكائك اما لتذكر وصل ماض متطلع او لتطلب وصل حال متوقع ويمكن حمل المعنى على الحقيقة بتمهيد مقدمة وهى ان للمرء قد يبلغ بالرياضة حدا تعرض له خلسات وجذبات من نور الحق عليه لذيذة كانما بارق تلمع اليه ثم تخمد لديه وتسمى تلك الخلسات وقتا وهو اول درجات الوجدان والوصول وكل وقت محفوف بوجدين "وجد اليه" اى حزن على استبطائه و"وجد عليه" اى حزن واسف على فوته فيقول ايها المريد رياض سبب بكائك هل تذكر الجذبات اللذات والاشتياق اليها بعد انقضاءها او تطلب امثالها او على منها الى ان تلحق الوصول بلغنا الله الحصول بجاه الرسول فكان المخاطب انكر ذلك الناشئ من الحب

فَمَا لِعَيْنِيكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا

وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمْ

"الفاء" جواب شرط محذوف تسمى فصيحة اى ان لم يكن بكائك لاجل هذين السببين و"ما" استفهامية فى الموضعين فى محل الرفع على الابتدائية والجار والمجرور فيهما متعلق بمحذوف فى محل الرفع على الخبرية وتقديره اى شئ حادث لعينيك ولقلبك وشرطيتان فى محل النصب تقديره ماحدث لعينيك هامتين اى سائلتين دمعهما عند قولك لهما "اكففا" اى امتنعا عن البكاء وماحدث لقلبك هائما اى حائرا عند قولك له استفق اى كن مفيقا حاضرا قال الخنيصى فى شرح القصيدة يجوز "كفا" و"اكففا" بالادغام والفك وهو وهم منه اذ صرحوا بوجوب ادغام مثله فى كتب الصرف وقال عصام فى شرحها فكه خلاف القياس. وقيل تعداد العين انما هو فى الصورة واما فى المعنى المطلوب منهما فواحدة ولهذا قد يرى الشئ شيئين فالتعدد الصورى لا يقدح فى الوحدة الحقيقة كما هو مذهب بعض المتصوفة المشتهرة بالوجودية فلفظ "اكففا" بالنظر الى الحقيقة مفرد وان كان فى صورة التثنية وهذا كما يرى تكلف وقيل فك الادغام على توهم الافراد فلا تخل فى الفصاحة كما اخذ فى قوله الحمد لله العلى الاجلل ثم قال ويمكن ان يقال انه اشارة الى انه اى الناظم قال به بلسان الجيران وهو لا يعاتب بمفوات اللسان ومثل هذا يعد ظرافة من البلغاء فى البيان والمعنى ان كنت تنكر كون البكاء من اثار المحبة بناء على ان له اسبابا اخر

Marfat.com

قلم لا تملك عينيك فانك ان اردت ترك البكاء سالتاد موعهما وان اردت افاقة القلب عن الوجد يتحير من البعد او القرب
ثم قال له ملتفتا عن الخطاب الى الغيبة

اَيَحْسَبُ الصَّبُّ اِنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ
قَابَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَمُضْطَرِمٍ

همزة الاستفهام للتعجب او الانكار التوبيخي اى لاينبغي ان يكون و "يحسب" بكسر العين وفتحها و "الصب" العاشق من صب الماء غلب عليه لكثرة بكائه غالبا و "ما" زائدة و "بين" ظرف "لمنكتم" و "الانسجام" السيلان شدة و "الاضطرام" الاشتعال بقوة والتقدير بين دمع منسجم وقلب مضطرم وضمير "منه" بالاشباع راجع الى الصب وحذف بعد مضطرم للدلالة ماقبله عليه والمعنى مايليق للمحب ان يظن ان حبه مخفي على الناس في حال كمال ظهوره بسبب سيلان دمعه واضطراب قلبه فانهما بمنزلة شاهدين على اثبات حبه ومخبرين من اهل بيته على نفسه له فحسبان الكتمان بطلان الحسان وفي البيت اشارة الى قوله تعالى والله مخرج ماكنتم تكتمون ثم استدل على انه محب فقال مخاطبا له

لَوْلَا الْهَوَى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلَى طَلَلٍ
وَلَا اَرَقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

"الهوى" مصدر هَوِيَهُ احبه و "الاراقة" الصب و "الطلل" ماشخص من اثر الدار من نحو اللبن والاحجار و "ارق" بالكسر بمعنى السهر و "البان" نوع من الشجر يشبه به القد وطول القامة وحسن الهيئة وطيب الرائحة و "العلم" اما العلامة او الجبل واللام فيهما للجنس او للعهد اى الذين في منازلهم قيل المراد جبل لاضم وكذا التنوين عوض عن المضاف اليه اى على طللهم والظاهر ان يكون بتقدير مضاف اى على تذكر الطلل والاقلا وصول الى منزل المحبوب ولاحصول على اثر هذا المطلوب وكلمة "لا" اما زائدة للعطف على المنفي بتاويل لم ترق ب. "لا ارقت" لان "لم" لم تدخل على الماضي واما نافية مع انها لاتدخل على الماضي بلا تكرار "لا" لما تقدم من التاويل والمعنى يستدل على حصول الحب بلا وصول القرب لو لم يتمكن سلطان المحبة في مدينة قلبك لتوقف امرك الى مشيتك فلم ترق دمعا على اثر وخبر ولم تسهر لذكر جبل وشجر فلاح ان دمعك قطرة من بحر الهوى وسهرك شعلة من نار الجوى وفيه ايماء الى ماقيل شعر وماحب الديار شغفن قلبي. ولكن حب من سكن الديارا. ثم تعجب من انكاره الحب بعد ظهوره فقال

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ ۞ بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

Marfat.com

الاستفهام للانكار التوبيخي او للاستبعاد والتعجب والفاء فصيحة في جواب شرط محذوف يعني اذا دلت الادلة على المطلوب الذي هو حب المحبوب وتنوين "حبا" للتعظيم و"ما" مصدرية وضمير "به" للحب و"عدول الدمع" و"السقم" كقوله تعالى فقد صغت قلوبكما وقيل المراد بالعدول مع العينين مع السقم وانواع الدمع واصناف السقم والاضافة بيانية والمراد الدمع والسقم الناشئين عن الحب والالم

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى
مِّثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكِ وَالْعَنَمِ

"اثبت" عطف على شهدت و"الوجد" الحزن من جهة الحب وهو بمعنى كاتب دار الحكم و"ضنى" الهزال والضعف ويلازمه عادة صفر الوجه و"البهار" بفتح الباء نوع من الورد الاصفر و"العنم" شجر له اغصان حمر لينة يشبه به الاصابع وضنا على زنة "رحى" عطف على "عبرة" على وزن قطرة اى واثبت الوجد على خديك اللذين هما بمنزلة الورقين خط عبرة اى الدمع الممزوج بالدم مثل العنم على وزن العلم وخط ضنى مثل البهار فالنشر مشوش وقيل المراد بالخطى دمع العينين على الخدين وضنى عطف على الخطى ومثل البهار والعنم صفة خطى لكن فيه فصل بين الصفة والموصوف بالاجنبى كذا قيل والاولى ان يعطف ضنا على خطى ويجعل "مثل البهار والعنم" صفة لمجموع المعطوف والمعطوف اليه ومعنى البيتين كيف تنكر المحبة بعد ان شهد بها شاهد اعدل ما قدرة على اجرحهما وحكم قاض لا ينقض حكمه مع وجودهما وكتب على صفرة الخدين منشور المحبة بخطين احمرين او سجل قضية المودة مع شهود شهرة الاثر على ورقتي خديك بخط احمر واصفر فكل ما راك يقرء اية المحبة اللائحة من وجهك ويطالع العلامة الواضحة من خدك فالانكار باخراف الضلوع لا يسمن ولا يغنى من جوع واسند اثبات الحمرة والصفرة الى الوجد لانه سبب قريب لعروض الحالات للقلب من الحيرة والاضطرام والفراق والسقم والدمع من السيلان والانسجام والانصباب والاحمرار والاصفرار بلا اختيار واما الحب فهو سبب للحزن اولا وبالذات ولهذه الاحوال ثانيا وبالعروض الى الانصباغ ولما انتهى امر السقم الى صبغ البشرة بالصفرة وامر الدمع بالحمرة وصفهما بالعدالة اذ لا محالة للتهمة والبطلة فقد تاثر الظاهر والباطن من العشق والمودة وفنى المحبة عن ذاته في المحبة والظاهر عنوان الباطن ونحن نحكم بالظاهر والله اعلم بالسرائر ولما انكشف كون المخاطب محبا وكان هو المتكلم في المعنى رجع عن التجريد الى التكلم واعترف بالحب فقال

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

Marfat.com

"نعم" تصديق لما ثبت بالاستدلال من قرائن الاحوال واقامة البينة وتسجيل القاضى من المحبة اى ما ادعيت على من المحبة واثبته حق وله كمال الصحة فقد اسهرنى فى الم وصاله بعد ان كنت فى اللذت يوم غافلا عن حاله والحب يعترض اى يعدم ويزيل ويمنع اللذات بسبب الم المحبوب بالذات وقيل يتخلل بينهما والجملة حالية او معترض و"اللذة" ادراك الملائم و"الالم" خلافه فاولى من طريق محبة المولى ان يفسر بخيال المهوى والالم ما يخطر بباله من السوى فالمعنى جاء فى ليلة القدر خيال الوصال ونهى عن نوم الغفلة وشغلنى بذكره وفكره على طريق ارباب الكمال وانقلب اللذات الظاهرية الاما باطنية والالم الحسبة لذتا معنويا فطوبى لها ثم طوبى لها ثم استشعر لا ثما بلسان الحال فخاطبه فقال

يَا لَائِمِى فِى الْهَوَى الْعُذْرِىِّ مَعْذِرَةً
مِنِّى إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

"العذرى" منسوب الى بنى عذرة بضم العين قبيلة من العرب اذا عشقوا ماتوا لان نساءهم تكون جميلة عفيفة كثيرة الحياء وفتيانهم سريع الحب شديد الحياء شديد الصبر وقيل الهوى العذرى هو المفرط الذى من شانه ان يكون صاحبه مقبول العذر عند كل احد و"معذرة" مفعول فعل مقدر اى اقبل معذرة او اعذرنى و"منى" متعلق بها وقيل متعلق بمحذوف و"اليك" اوكلاهما صفتان اى معذرة صادرة منى متوجه اليك وملقاة اليك والمعنى اعتذر اليك بانى مبتلى بالحب المذكور على الوجه المستور ولو انصفت اى لو اتيت بالانصاف لم تلم فى الحب وتركت العذل لعلمك بانه ليس اختياريا بل يكون اضطراريا وقيل المعذرة قوله محضتنى النصح وقيل قوله والحب يعترض اللذات وتفصيله يا من يلومنى فى الحب المفرط اقبل معذرتى ولا تظلم على بملامتى فان الحب اذاب لحمى واسال دمى وازال دمعى عن حدقتى وصبغ بالصفرة بشرتى ونهب قرارى وسلب اختيارى وعيب الفتى فى اما نى باختياره ولا عيب فيما كان خلقا مركبا فحاصل المعذرة ان حبى عذرى وحب العذرى عذرى وقال عصام الدين "معذرة" تميز من نسبة العذرى و"منى" متعلق "باليك" وهو اسم فعل بمعنى ابعد

عَدَتْكَ حَالِى لَا سِرِّى بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِى بِمُنْحَسِمِ

يقال عداه عنه عدوا جاوزه واليه عدى عدوى سرى اليه سراية وعلى كل تقدير لا بد من القول بحذف الجر والمشهور تقدير "الى" ليكون دعاء عليه اشارة الى ما ورد "من عير اخاه بذنب لم يمت حتى يبتلاه الله تعالى" والوشاة بضم الواو جمع واش اى الكذبة

Marfat.com

الساعين بالفساد بينى وبين من هو بمنزلة الفؤاد و"الانحسام" هو الانقطاع والمعنى ليكن حالك مثل حالى لتذوق وبالى وحرقة قلبى وبالى وهوان سرّى لا يخفى عن الواشين واللائمين لا اخلص عن الشماتة والملامة ومرضى لا ينقطع بالوصل لا فوز بالسلامة وقيل المعنى تجاوز حالى عنك الى الغمازين وفاش سرى عند اللمازين وذاع عند الاحباء وشاع عند الاعداء ولا ينقطع هذا الداء وليس له دواء عند الاحباء فاذا علمت حالى فى هذا المقام فانصف واترك الملام ويمكن ان يكون بتقدير "عن" دعاء "البعد من الابتلاء بحاله او دعاء عليه بالحرمان عن الوصول الى المرتبة كماله و"لا" فى الموضعين لنفى الجنس لا للمشابهة "بليس" لعدم جواز دخولها على المعرفة عند الجمهور. ولما راى مبالغة اللائم فى ملامته وظهر ان قصده منحصر فى سلامته وقد بالغ فى تدليس عيبه والاعتذار عما ظهر من سوء ثم استيقن ان عذره غير نافع وتدليسه غير ناجع انصف واعترف بان التقصير من قبله على كل حال فقال هذا المقال

مَحَضْتَنِي النُّصْحَ لٰكِنْ لَسْتُ اَسْمَعُهُ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِي صَمَمٍ

"النصيحة" ارادة الخير للغير و"المحض" الاخلاص والتصفية والمراد من عدم السماع ومن الصمم عدم الالتفات وعدم القبول والاجابة و"العذال" بالذال المعجمة جمع عاذل وهو اللائم الناصح اى اخلصت الىّ النصيحة وصفيتها عن الاغراض الفاسدة فى لومك لى فى الهوى من جهة اسبابه كالالتفات الى ما يحب التطلع اليه والتفكر فى محاسنه والتولع ولكن لا اقبلها فانى اسير العشق وانت امين العقل ولا يجرى حكمه فى مملكة العشق فالعقل يبنى والعشق يهدم والعقل فى التجارة والعشق فى الغارة وفى البيت تلميح الى الحديث الصحيح "حبك الشئ يعمى ويصم" رواه احمد وابو داود والبخارى فى تاريخه وبعد بيان حال يعم الجبين من عدم السماع كلام اللائمين ذكر ما يخصه من عدم القبول للنصيحة مع اقتضاءه الى الحال الفضيحة

اِنِّي اَتَّهَمْتُ نَصِيحَ الشَّيْبِ فِي عَذَلِي
وَالشَّيْبُ اَبْعَدُ فِي نُصْحٍ مِنَ التُّهَمِ

"نصيح" بمعنى الناصح والاضافة بيانية و"العذل" بفتح الذال اسم مصدر وبالسكون مصدر وقال عصام الدين هما مصدران وجملة "والشيب" حال لازمة من مفعول "اتهمت" فى المعنى وهو الشيب والمراد من النصيحة الشيب ان يقول بلسان الحال انه قرب الارتحال وان زمان التربة والانتقال من سيئ الاحوال وحل ترك العشق المجازى ووجب الحب الحقيقى وتدارك ما فات من تضييع الاوقات وعدم اصلاح الحالات ولذا ما راى ابو يزيد البسطامى قدس الله سره السامى مراة وطالع فيها وقد ظهر البياض فى اللحية الشريفة

Marfat.com

وطلعته المنيفة قال "ظهر الشيب ولم يذهب العيب وما ادرى ما فى الغيب" فلذا كان حال العاشق انه لم يقبل نصيحة الشيب المخالى عن التهمة والعيب فبالاولى ان لا يقبل كلام اهل الملام بلا كلام وقيل المراد باتهام الشيب حمل وقوعه على غير اوانه لئلا لستيعد يما يجب فى زمانه كما يقول "كهول الاوباش اسراع الشيب من المحن" ومن كلامهم "الشيب نور الهموم" والمعنى انى اتهمت الناصح الذى هو برء من كل تهمة واصدق من كل ناصح وهو الشيب فانه دليل انهزام القلب وانهدام القالب فالسعيد من يتعظ بوعظه قيل نظر رجلا الى شيبه فى راسه فجمع نساءه فقال انذرتنى فقدمات بعضى وانشد اذا مات بعضك فانك بعض فبعض الشئ من الشئ قريب - ثم علل اتهامه للشيب مع بعده من الوقوع فقال

فَإِنَّ أَمَّارَتِي[1] بِالسُّوءِ مَا اتَّعَظَتْ

مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

"والفاء" للعطف على "انى اتهمت" مفيدة للسبب اى افضى بى الجهل الى عدم الاتعاظ من النذير المخبر بوصول الموت وهو الشيب الكامل والهرم "فالنذير" بمعنى المنذر فى الاضافة من باب اضافة الصفة الى الموصوف "والهرم" تناهى الشيب والمنذر بمعنى المخوف بقرب الموت للفوت للتوبة وسائر الطاعات و"من جهلها" علة لعدم الاتعاظ بما ذكر وقيل النذير بمعنى الانذار مصدر وهو متعلق بالاتعاظ او بالجهل واعلم ان النفس اعنى القوة الحيوانية التى تشتمل على القوى المدركة والمحركة اذا لم يكن لها اطاعة القوة العاقلة كانت بمنزلة بهيمة غير مرتاضة تنبعث الى ما يدعوها من شهواتها وغضبها وتستخدم العاقلة فيكون النفس امارة والعاقلة مؤتمرة عن كره مضطرة اما اذا راضتها العاقلة وائتمرت على اطاعتها بحيث يأتمر بامرها وتنتهى بنهيها كانت العاقلة مطمئنة والنفس مؤتمرة وان اطاعت تارة وعصت اخرى فحين عصت تتبع هواها ثم تندم فتلوم نفسها فيكون لوامة والاخصر ان يقال الامارة هى العاصية والمطمئنة هى المطيعة واللوامة هى المقتصدة المختلطة ثم عطف على "ما اتعظت"

وَلَا أَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيلِ قِرًى ضَيْفِ أَلَمَّ بِرَأْسِي غَيْرَ مُحْتَشِمِ

[1] للنفس سبع مراتب الاولى - نفس الامارة وهى التى تميل الى الطبيعة البدنية وتامر بالشهوات الحسيه وتجذب القلب الى الجهة السفلية وهى نفس الكافرين والشياطين والفاسقين - والثانية نفس اللوامة وهى التى تنورت بنور القلب فتطيع العاقلة تارة وتعصى مرة ثم تندم فتلوم نفسها وهى منبع الندامة وهى للغير الفاسقين المؤمنين والثالثة نفس المطمئنة وهى التى تنورت بنور القلب حتى تخلت عن صفاتها الذميمة وهى نفس المتعلمين العاملين والرابعة نفس الملهمة وهى التى الهمها الله تعالى العلم وغيره من الاخلاق الحميدة وهى نفس المعلمين العاملين

(باقى صـ ۹)

Marfat.com

"الفعل الجميل" هو ما استحسنه الشرع والطبع و"القِرى" بكسر القاف الضيافة والمراد بما ههنا الاعمال الصالحة من التوبة وغيرها و"الالمام" النزول و"الاحتشاو" الاستحياء من جهة الاحترام والتقييد بنفي الاحتشام اشارة الى سهولة قراه عند القراو والتخصيص بالراس لانه اول مايبدو فيه الشيب وايماء الى انه جاء علىَّ باراسه بالغفله وقيل المراد ان الشيب غير محتشم عند النفس كراهتها اياها و"لا اعدت" عطف على "ما اتعظت" عطف الخاص على العام قال الاتعاظ يكون بامتثال الاوامر واجتناب الزواجر ويمكن ان يراد بالاتعاظ الاجتناب وبالاعداد اتيان المحاسن فالبيت الاول اشارة الى نفسه لم تنته بنهي العاقلة والبيت الثانى الى انها لم تاتمر بامر الكاملة فبان انها فى العصيان غاية وفى الامر بالطغيان نهاية و"غير" على الحالية من ضمير "لم" يعنى ان النفس الامارة بالسوء لم يجتنب عن السيات ولم تمتثل بالطاعات حتى ما اعدت ضيافة ضيف مكرم محمول المهام نازل على فوق الانام بلا طريق الاحتشام واكرام الضيف واجب غفلا وثابت نقلا سيما اذا كان شيبه جاء غفلة قال الله تعالى هل اتىك حديث ضيف ابراهيم المكرمين وقال صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه وقال ان من اجلال الله اكرام ذى الشيبة المسلم

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّيْ مَا اُوَقِّرُهٗ

كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِيْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

"الكتم" بفتحين نبت يخلط بالوسمة او بالحناء ويختضب به والمراد "بالسر" انذار الشيب عن الغفلة وتنبيه على قرب الرحلة اى لو كنت اعلم انى ما اعظم الشيب الذى ظهر واجب الاكرام عند عقلاء الكرام بعد نزوله بى وظهوره عندى و قيل ظهوره عند غيرى اخفيت اسراره واسررت اظهاره التى بدت على راسى وظهرت على اساسى من اثر الكبر ونزوال الصفر؟ بالكتم اى تحنضبه حتى لا انسب الى الفضيحة وعدم سماع النصيحة من لسان الحال والحال ابلغ من بيان القال

والخامسة النفس الراضية وهى التى رضى الله عنها ويظهر فيها اثر رضاه وهو الكرامة والاخلاص والذكر وهى نفس الاولياء الكرام السادس نفس المرضية هى التى رضيت عن الله تعالى وهى ويترك فيها الكرامات ويعرف فيها الله حق معرفته والسابعة نفس الصافية وهى التى مقام الاسرار بين الله تعالى وبينها وهى نفس الانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والسلام ملخص من خرپوتى ۱۲

۲ للتوبة اربع مراتب على احسب مقامات النفس فالمرتبة الاولى مختصة باسم التوبة وهذه مرتبة عوام المؤمنين وهى ترك المنهيات والقيام بالمامورات المرتبة الثانية الانابة وهى للنفس اللوامة وهذه مرتبة خاص المؤمنين من الاولياء ومصداقها ترك الدنيا وتهذيب الاخلاق بمخالفة هوى النفس والتوبة والانابة من نتائج محبة الله الازلية الثالثة الاوبة وهى للنفس الملهمة وهذه مرتبة خواص الاولياء وهى من آثار الشوق الى لقائه تعالى والمرتبة الرابعة الرجوع" وهى للنفس المطمئنة وهذه مرتبة الانبياء واخص الاولياء ملخصا من شرح شيخ زاده ۱۲

Marfat.com

مَنْ لِّيْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَايَتِهَا
كَمَا يُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

"الجماح" بكسر الجيم جمع جموح شبه الاخلاق الذميمة بالدواب الذميمة وقيل الجماح مصدر "فالرد" بمعنى الازالة و"من غوايتها" صفة جماح اى ناشية من اضلالها والاستفهام للتضرع والاستعانة بغيره والاستعطاف لنفسه والمعنى من يتكلف لى تبديل الصفات الردية والاخلاق الدنية المحادثة من النفس الامارة المكارة الغدارة بتاديبها وتحصيل الاحوال الجميلة والمقامات الجليلة كما يتبدل الحركات الغير المرضية للخيول الغير المهذبة باللجم المشبهة بالمواعظ السنية قال عصام الدين وتشبيه النفس بالفرس ماخوذ من لسان الشرع حيث ورد "نفسك مطيتك فارفق بها" قيل مقصوده مرشد كامل وهو العالم العامل فاستشعر قائلا عيبا يقول

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِيْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا
اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّيْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

"النهم" بفتح الهاء افراط الشهوة فى الطعام وبكسرها صفة منه والمعنى اذا اردت رد الجماح لارادة التخلص من الجناح فلا تطلب كسر شهوتها بالمناهى وكحسم شرها بالملاهى يعنى لا تظن انك اذا شبعتها بمقصوداتها امتنعت عن مضراتها فان الحرص يزداد بوجدان ما ابتغاه والطبع بتقوى بما يلائم مقتضاه كمن ابتلى بالمعدة النارية او الجوعية البقرية فانه يزداد قوة مرضه بالاكل كالبهائم والمستسقى يزيد عطشه بالشرب الدائم فالمعاصى تزيد شهوتها ولا تنقصها وتفسدها ولا تصلحها ومن المشهور بين اطباء الاشباح ان المداواة بالتنقية والتقوية فالحاصل ان ليس لها دواء الا الاحتماء فان لها بحسب المالوف ابتلاء ويدل عليه قوله

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰى
حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

"شب" الصبى بلغ الشباب و"الرضاع" بكسر الراء وفتحها والمعنى مثل النفس فى الاستمرار على المستلذات المضرة حال اهمالها والانزجار منها عند اعمالها مثل الطفل الرضيع ان تركته على الرضاع ينشأ على حبه بحكم الطباع فيرضع فى غير اوانه ويفسد

Marfat.com

مزاجه بالاخلاط الردية فی زمانه وان تفطمه بتغيرها عن الثدی بالحيل وتانيسه بلذيذ الاطعمة على المهل ينفطم وفی سلك الخير ينتظم ونعم قيل "النفس راغبة اذا رغبتها واذا ترد الی قليل تقنع"

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهُ
اِنَّ الْهَوٰى مَا تَوَلّٰى يُصْمِ اَوْ يَصِمِ

"صرفه" منعه وقيل صرفه غيّره و"الهوى" ميلان النفس الی ما يستلذه من غير داعية الهوى و"حاذر" مبالغة فان المفاعلة اذا لم يكن للمقابلة فهی للمبالغة ولذا قيل معناه احذر احذر و"ولاه" جعله واليا وقلده الولاية وتولی الامر تقلده والتزمه وصار واليا عليه و"ما" شرطية زمانية وعمومية وقيل موصولة وصحة "عصام الدين" اصمی "الصيد" قتله فی مكانه الذی ضربه فيه و"وصمه" جعله ذا عيب وبين "يُصْمِ" و"يَصِمِ" تجنيس خطی وهو صنع بديعی والمعنی اذا عرفت ان النفس منبع المفاسد العظام وهی قابلة لقطعها عنها بالفطام فامنعها عن هواها وغيرها عن مشيتها واحذر كل الحذر ان تجعل الهوى اميرا علی مملكة عقلك وحصن قلبك فانه داع الی الضلالة والخسارة غير صالح للحكومة والامارة لان الهوى اذا استولی وخالف المولی يهلك فی الحال بسوء المآل اويعيبك بالاضلال بفاجع الاعمال وهذا المعنی ماخوذ من قوله تعالی ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله ان الذين يضلون عن سبيل الله لهم عذاب شديد بما نسوا يوم الحساب فانه اذا اريد بنسيان يوم القيمة عدم الاعتقاد بحقيقته فهو ضلالة حقيقة وان اريد به عدم العمل بمقتضاه فهو ضلالة اضافية ولما فرغ عن بيان قابل به النفس بالتربية شرع فی بيان التخلية المتقدمة على التحلية ومن المعلوم ان رياضة النفس منعها عن هواها وجبرها على طاعة مولاها والاول زهد وتبرٍ والثانی عبادة وتولٍ ولذا قيل

وَرَاعِهَا وَهِیَ فِی الْاَعْمَالِ سَآئِمَةٌ
وَّاِنْ هِیَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰی فَلَا تَسِمِ

"المراعاة" المراقبة وسامت الماشية اذا راعت و"الاسامة" اخراجها الی المرعی واستحلی الشیء اذا عده حلوا واراد بـ"الاعمال" الصالحات فكان السيئات لخلوها عن النفع ليست باعمال و"بالسوم فيها" الاشتغال بها و"المرعی" النوافل والمستحبات لا الواجبات فانها لا يستوجبان الترك بالاستحلاء والمعنی راع النفس وارقبها حال اشتغالها بصالح اعمالها فضلا عن بقية احوالها وازجرها اذا عملت بالنوافل علی طريق العادة غير العبادة ولذا قيل "العبادة ترك العادة" وقيل للمعنی راقب النفس فی اثناء العبادة حتی لا تجری مجری العادة بتراكب اركانها وشرائطها وسننها وآدابها او تفسد بمفسداتها الداخلة فيها والخارجة عنها من العجب والرياء والغرور والخيلاء واستجلاب حطام الدنيا وان التفت النفس

Marfat.com

بظاهر عبادتها ولم تبال بفساد صورتها او معناها او مرتبتها فازجرفانها ليست بعبادة بل هي محضة عادة وهذا كما قيل صاحب معاذن المعنى ويمكن ان يجعل هذا البيت خطابا للعارف الذي يفهم المعارف ويقال اعمل صالحا ولا تتلاحظ في عملك لتخطى سوى الوصول الى الملك وان احتجب النفس بتزينها بزينة الاحوال تعجبت بجيلة الاحوال فازجرها فان وراء الاعمال والاحوال اصول الكمال وهو حقيقة الوصال رزقنا الله المهيمن المتعال

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً

مِنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

تعليل لقوله "فلا تسم" و "كم" خبرية منصوبة المحل على المصدرية او الظرفيه اى من التحسينات او المرات وهي متعلقة "بحسنت" او "لذة" على سبيل التنازع او "قاتلة" و "حيث" في الاصل بمعنى المكان فاستعير في مقام التعليل بمعنى الجهة "والسم" بتثليث السين لكن الرواية بالفتح للمناسبة ومعنى حسّنه جعله حسنا او نسبه الى الحسن و "للمرء" مفعول "قاتلة" واللام للتقوية والمعنى ان النفس امارة غدارة خداعة مكارة فكثيرا ما خدعت للمرء وحسنت باصرته ما يفسد فطرته بمهجة فاتحدع بخرافاتها واستحسن مهلكاتها من افاتها فانصح فجاءة لتناول سمها فلتة اذ لذة السم اخفت طعم السم فلم يدل ضره وصادف شره وفيه اشارة الى قوله تعالى وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا وفي البيت لطيفة وهي ان لفظ "سم" مذكور في "الدسم" كما قيل في قول "السفر قطعة من السقر" يعني بزيادة نقطة في سقر وبزيادة القاف على الفاء بحسنا الجمل والا فمعنى ان السفر نوع عذاب من انواع جهنم فان من جملة انواعها الصعود وهو جبل العظيم من نار يكلف الجهنمي بالطلوع والنزول منهضما منضما الى بقية انواع العقاب وبهذا المعنى يظهر ان عكسه لا يفيد هذه الافادة وان كان يفيد نوع مبالغة غير مطابقة في الخارج بحسب العادة ونظيره "العيادة افضل من العبادة" والله اعلم ثم بيّن ان النفس كما ترائى في العبادات كذلك تراقب وتلاحظ في المباحات لا بد للسالك منهما في الحالات فقال

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوعٍ وَمِنْ شِبَعٍ

فَرُبَّ مُخْمَصَةٍ شَرٌّ مِنَ التُّخَمِ

اى اتق المكائد الجنية والزلائل الخفية الحاصلة من الجوع ومن الشبع سلافان في معناهما السهر والنوم والكلام والسكوت والخلطة والعزلة والفقر والغنا والعزوبة والتزوج ففي كل منافع مضرة وفوائد بليات فالكثرة في الاكل والشرب

Marfat.com

تورث المصائب فی الدنیا والمعائب فی العقبیٰ فانها جالبة لخسارة النفس وایقاعها فی المهالک لادواء الذی هو مرکب روح السالک و بها تحدث کثرة النوم المقتضیة للکسل وبتضیع العمر وقساوة القلب وغفلته وموته بطول الامل وقلة الاکل والشرب سبب لحدة المزاج وسوء الخلق بلاعلاج دبول النفس والملال والکلال فی تحصیل الکمال فعلیک فی الاعتذاء بالاعتدال فان الاطراف رذائل والاوساط فضائل وهذا المعنیٰ ماخوذ من قوله تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا. ونعم ماقال جمع الله الطب الصوری والمعنوی فی نصف الاٰیة وانما قال "قرب مخمصة" ای شدة مجاعة شرمن التخم جمع تخمة وهی عدم انهضام الطعام فی المعدة مع اشتغاله علی صاحبه وتعفنه فیها وایذائه والمراد شدة الشبع فان العرب والحکماء یتمادح لقلة الاکل والشرب وتتذامر بکثرته لان قلتها دلیل علی القناعة وملک النفس وقمع الشهوة وسبب للصحة وباعث لصفاء الخاطر وحدة الذهن وکثرتها دلیل علی الحرص والشدة وغلبة الشهوة وغیرها مما تقدم فیتوهم فی بادی الرای ان الجوع لایکون فیه شر ثم بدقة النظر یعرف ان فیه شرورا ایضًا فدفع الوهم وزاله وقرر الحق واجلی حاله وربّ التقلیل وقد یکون للتکثیر ثم قال تحریضًا علی التوبة وتحضیضًا علی الاوبة

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حُمْيَةَ النَّدَمِ

"الاستفراغ" فی علم الطب علاج الامتلاء و"الحمیة" بمعنی الاحتماء والاضافة بیانیة ای الاحتماء الذی هو الندم وقیل بمعنی من ای الاحتماء الحاصل من الندم الناشی منه و"المحارم" جمع محرم بمعنی حرام و"امتلاء العین من المحارم" کنایة عن ارتکاب کثرة المناهی والانتذاذ بالشهوات والملاهی والمعنیٰ ان کنت امتلأت معدتک المعنویة بالاخلاط الفاسدة الردیة ففرغ عن مدخل عینک الحسیة دمع الندامة لارتکاب الامور المنهیة ثم الزم الاحتماء الذی هو الندم فانه الاصل فی التوبة وعلیه المدار فی الاوبة ولذا قال صلی الله علیه وسلم "الندم التوبة" کما قال الحج عرفة وان کان لکل منهما ارکان اُخر وکل منهما معتبر لان الندامة اذا حصلت تستلزم بقیة ارکانها التوبة غالبًا من قلع المعصیة فی الحال ومن العزم علیٰ عدم العود فی الاستقبال وماتیعها من اداء حقوق الملک المتعال ومن قضاء حقوق العباد ولو بالاستحلال وفی البیت اشاره الیٰ ان صب العبرات یحط السیئات ویرفع الدرجات وایماء الیٰ قوله تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا وقیل قوله تعالیٰ فیهما عینان تجریان "لمن له الیوم عینان بالدمع تجریان وما احسن من قال ارباب الحال ـ وکیف تری لیلای بعین ترید بها سواها وماطهرتها بالمدامع ـ وقال آخر

ـ یعنی علیک باستفراغ الدموع والبکاء لان الاستفراغ هو العلاج للامتلاء وعلیک بتطهیر القلب عما سواه لان الخلیل ماموربتطهیر بیت الله وقبل ان ازالة النجاسات

Marfat.com

طهر العين بالمدامع سبحًا من شهود السوى تزل كل علة ثم قال مشيرا الى مقام المجاهدة للوصول المرتبة المشاهدة

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا
وَإِنْ هُمَا مَحَّضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمْ

يعنى قد عرفت لوع النفس فى هواها وحرصها ومبالغتها فى مشتهاها ولها معين يحثها على تحصيل مرادا تما ويزين بها مقصوداتها وهو الشيطان الذى لغير التائب سلطان فهما عدواك فيما امراك ونهياك واعدى عدويك نفسك التى بين جنبيك فان اللص الداخل اداء عضال لا يمكن الاحتراز عنه بحال ولانها عدو محبوب وعيب المحبوب مستور ومحجوب ففى الحديث حبك الشئ يعمى ويصم وقال الشاعر وعين الرضاء من كل عيب كليلة ولكن عين السخط تبدى المساويا. ولانها المطية فى الوصول الى مقام حصول المامول ولا يمكن مخالفتها بالمرة فيذلك ولا موافقتها فيضلك فان سمنتها تاكلك وان جوعتها تتخذ لك فعليك بالاعتدال لتوصلك الى منزل الوصال واما الشيطن فعدو لا تصلح معه اذ هو مجبول على عداوتك موكل الى اضلالتك فشمر لمحاربته واجتهد فى مخالفته قال تعالى "ان الشيطن لكم عدو مبين فاتخذوه عدوًا انما يدعو حزبه ليكونوا من اصحاب السعير قال بعضهم استعذ بالله من شره فانه كلب مسلط فارجع الى ربه فانه تعالى قادر على صرفه ودفعه وقال بعضهم جاهد وحارب وقال الغزالى اجمع بينهما فان بخوت بالاستعاذة فبهما ان يغلب عليك فجاهد بعون ربها يعنى خالفهما فى امرهما واعصهما فى نهيهما وان اتاك بمحض النصح صورة فانسبهما الى الغدر والخيانة والمكر والحيلة قال تعالى ان النفس لامارة بالسوء وقال تعالى الشيطان يعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء واسمع حكايتين لطيفتين وروايتين ظريفتين اخذهما حكاها المولى الرومى فى كتابه المثنوى ان معاوية خال المومنين كان نائما عند الصباح فجاء الشيطن وقال حى على الفلاح فغطن معاوية لمكره وغدره لظهوره فى امره فقال انت ما تامر الا بالمعصية وكيف امرك لى بالطاعة فتعلل بعلل لم يلتفت اليها ولا يمكن ان يغر العاقل عليها فقال معاوية رضه لابد لك من اظهار سبب هذا الامر العجيب فانه من مثلك غريب اى غريب فقال نعم فاتك الصبح يومًا من الايام بسبب المنام عن صلوة الجماعة مع سيد الانام عليه افضل الصلوة واشرف السلام فندمت على ما فات وتحسرت عليه فى الاوقات فكتب لك ضعفا ما كنت تلحقه من الطاعات فخفت ان تنام عن الصلوة مرة اخرى فيحصل لك زيادة المثوبة فى الاخرى - وثانيهما ما ذكره الغزالى فى منهاج الظاهرة بالماء وتطهير النجاسات الباطنة بالبكاء. ولكن ينبغى ان يكون البكاء من الخشية والندم - لان البكاء من شكاية يفسد الصلوة ومن خشية الله او شوق لقائه يعد من المكملات. شرح شيخ زاده ۱۲

Marfat.com

العابدين لقد بلغنا عن بعض الصالحين يقال له احمد بن ارقم البلخي انه قال نازعتني نفسي للخروج الى الغزو فقلت سبحان الله تعالى! يقول ان النفس لامارة بالسوء وهذه تامرني بالخير فلا يكون هذه ابدا ولكنها استوحشت فتريد لقاء الناس لتستريح اليهم ويتسامع الناس فيستقبلونها بالتعظيم والبر والتكريم فقلت لها لا انزلك في العمران ولا انزلك على اذى معرفة فاجابت فاسأت الظن بها وقلت الله تعالى اصدق فقلت لها اقاتل العدو حاسرا اى بلا سلاح فتكونين اولى قتيل فاجابت فاسأت الظن وعدد اشياء ما اوردها فاجابت الى ذلك كله قال فقلت يا رب بنهني لها فاني منهم لها ومصدق لك فكر شفت كانها تقول يا احمد انت تقتلني كل يوم بمنعك اياي من شهواتي مرات وبمخالفتك لي ولا يشعر بك احد فان قاتلت قتلت مرة واحدة فنجوت منك ويتسامع الناس فيقال استشهد احمد ويكون لي شرف وذكر قال فقعدت ولم اخرج الى الغزو في ذلك العام فانظر الى خداع النفس وغدرها ترائي الناس بعد الموت بعمل لم يكن بعده ولقد احسن من قال شعر توق نفسك لا تأمن غوائلها. فالنفس اخبث من سبعين شيطانا" ولذا قدمها عليه ثم تاكد الامر السابق فقال

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَّلَا حَكَمًا
فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

"منهما" حال من المفعول والضمير "للنفس والشيطان" و"الفاء" تعليلية وفي نسخة "بالواو" فالجملة حالية واللام للعهد الخارجي كذا قيل والاظهر انها للجنس و"الخصم" من يظهر كونه من جهتها ويروح براحتها والحكم من يبطن ذلك ويستدرج ليوقع في المهالك والمعنى لا تطع احدا تعرف كونه من جهة النفس والشيطان خصما كان او حكما مثل المبتدعة للظهرة والفسقة المستترة فان قوله مكر وتلبيس وفعله كيد وتدليس فان محب العدو عدو ومبغض الحبيب ابليس قال الشاعر تود عدوي ثم تزعم انني صديقك - ليس النوك عنك بعازبي اى ليس الحماقة عنك ببعيد عند القريب والبعيد في البيت ايماء الى قوله تعالى ولا تطع منهما آثما او كفورا او اشارة الى قوله صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ولما راى العاقل الصادق الناصح العاشق انه بنفسه مُتلوث بالمناهي ومتلبس بالملاهي وقد قال تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون وقد قال تعالى "يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون والامر بالمعروف من عين العاقل وان كان حسنة لكنه بحسب العرف الظاهر سيئة اناب الى الله تعالى وتاب عما

لحـ في حديث "ان الشيطان واضع خرطومه على قلب ابن آدم فان ذكر الله خنس وان نسي التقم قلبه - قيل سلاح المؤمنين على الشيطان سنة الاستعاذة وكلمة الشهادة والبسملة وترك الطمع وترك الامل وترك الدنيا - روى ان قوما شكوا الى الحسن البصري من الشيطان قال انه خرج من عندي الآن يشكوكم وقال قل للناس يدعوا دنياي حتى ادع دينهم - خريوتي ۱۲

Marfat.com

سواه وقال

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ[1] بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهِ نَسْلًا لِّذِيْ عُقَمٍ

"النسل" الولد و"العقم" كالقدس والعنق عدم النسل يريد ان نسبة الولد الى من ليس له ولد زور وبهت فكذا نسبة الفضل والعمل الى غير اهلها كذب بحت وبيانه ان ظاهر حال الامر انه مؤتمر فكانه نسبه الى نفسه انه بالعمل متاثر وكانه ادعى ان هذا الحال ثابت له على هذا المنوال والحال ان افعاله يخالف الاقوال فيكون كاذبا فيما ادعاه من القال ثم بين ان قوله بلا عمل وامره لغيره لا يخلو عن ذلك فقال

أَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَّا[2] ائْتَمَرْتُ بِهٖ
وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِيْ لَكَ اسْتَقِمْ

"ما" في الاولين نافية و في الثالث استفهامية و"الخير" منصوب بنزع الخافض كذا قال اكثر الشراح ويدل عليه قول البيضاوي في قوله تعالى وامرت ان اكون من المؤمنين من ان حذف الجار من "ان" يجوز ان يكون من المطرد مع ان وان يكون من غيره كقوله أمرت الخير فافعل ما امرت به وقال المحلي "امر" يعتدى الى اثنين ثانيهما بنفسه تارة و"بالباء" اخرى والاستعمال ان في البيت انتهى وكانه نظر الى ظاهر الاستعمال والله اعلم بالحال وعنى انه يستعمل تارة بحذف الباء وتارة باثباتها والمراد بالامر مايعم الامر والنهي و"الخير" ما له عاقبة حميدة و"الاستقامة" الثبات والاقامة على الطاعة والعبادة وامتثال الاوامر واجتناب الزواجر يعنى ان القول مني ليس له حقيقة وانما هو مجرد صورة وحرف لا يكون له تاثير ونفع كثير ولذا قيل عظ نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا فاستحي ويقال "طبيب يداوي الناس وهو مريض"

وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ[3] نَافِلَةً وَلَمْ أُصَلِّ سِوٰى فَرْضٍ وَّلَمْ أَصُمِ

---

[1] القول الذي يخرج عن اللسان لن يبلغ الاذان والذي يخرج من الجنان وقع على الجنان ۱۲ [2] قال ابو علي الجرجاني كن صاحب الاستقامة لا طالب الكرامة فان نفسك تتحرك في طلب الكرامة وربك يطالبك بالاستقامة قال الله تعالى لداود عليه السلام "عظ نفسك

باقي ص ۱۷

Marfat.com

"التزود" طلب الزاد واخذه عند التوجه الى المراد قال تعالٰی وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی وفیه اشارة الی ان الدنیا معبرة والناس علیها عبرة واکثرهم بلا عبرة فلابد من تحصیل الزاد لیصل السالک المرید الی المراد "والنافلة" فی اللغة منطق الزیادة وفی الاصطلاح الطاعات الزائدة علی الفرائض والسنن لمؤکدة فکما ان الزاد وصلة الی قرب المقصد فی السفر الدنیوی فکذا النافلة وسیلة الی حب المقصود الاصلی وفی السفر المعنوی ففی الحدیث القدسی لایزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احببته فاذا احببت کنت سمعه وبصره الحدیث - والمعنٰی ماجعلت شیئاً من النوافل زاد السفر قبل الموت ولاتهیأت للوصول الی مراتب الکمال قبل الفوت واقتصرت من قصورهمتی علی فرض الصلوٰة و الصیام وما قمت بحق العبودیة حق القیام بزیادة النوافل فی اللیالی والایام -

ثم انتقل من التشبیب الی مدح الحبیب فقال بلاواو عطف مشیر الی فصل لطیف .

ظَلَمَتْ سُنَّةَ مَنْ اَحْیَ الظَّلَامَ اِلَی
اَنِ اشْتَکَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمٍ

"الظلم" وضع الشیء فی غیر موضعه والمراد منه هنا الترک و"السنه" الطریقة المرضیة و"الظلام" بالفتح ذهاب النور یراد به اللیل بذکر اللازم وارادة الملزوم ومن "احیاه" ترک النوم مشتغلا بنوع عبادة فیه فان النوم اخو الموت والیقظة کالحیوة والایقاظ کالاحیاء فتنبیه النفس من النوم کاحیاءها وفی الحدیث الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا والمراد من شکایة القدمین المکرمتین ملالتهما عن الوجع الناشئ من العوارض

فاذا تعطن انغطت الناس. شرح شیخ زاده ۱۲. ۳ یعنی وما قمت بحق العبودیة حق القیام بزیادة النوافل کما زاد السلف - روی ان الجنید کان یدخل کل یوم علی حانوته ویرسل الستر ویصلی اربع مائة رکعة ثم یعود الی بیته وعن ابن خفیف انه ربما کان یقرء فی رکعة واحدة عشرة الاف مرة قل هو الله احد وربما یقرء فی رکعة القرآن کله قال شریک کنت مع ابی حنیفة سنة فما رایته وضع جنبه علی الارض وکان اصحابه یشهدون انه یصلی صلوة الغداة بوضوء العشاء، وقال شعبة احسنت اباحنیفة وقت دخول الناس مضاجعهم فخرج من منزله ودخل المسجد واشتغل بالصلوة فلم اقدر علی السهر والقیت حصیات فی نعلیه فعند قرب الصبح رجعت فوجدته فی مکانه یدعو ویبکی ونظرت ونعلیه والحصیات باقیة - واما الصوم - فروی فیه کان سهل بن عبد الله یفطر فی کل خمسة عشر یوماً مرة وفی روایة الی روایة الهلال وکان فی کل لیلة یفطر بالماء القراح - ابوتراب النخشبی اکل اکلتین من البصرة الی مکة - وقیل الربانی یاکل مرة فی اربعین یوماً والصمدانی فی ثمانین یوماً - وروی ان سهلاً اقتات ثبلت درهم فی ثلث سنوات - ۱۲ خرپوتی

Marfat.com

البشرية والامور الحسيه واما الروح فكانت متلذذة بالراحة المعنوى ومطمئنة بالحالات والمقالات الانسية القدسية والعبرة بالاحوال الباطنة لا بالاعضاء الظاهرية ولذا قال صلى الله عليه وسلم ليس الغنى عن كثرة العرض وانما الغنى غنى النفس "والضر" بالضم بفتح منصوب بنزع الخافض اى من الضر الكائن من جهة الورم والمعنى تركت سنة من احيا الليالى بذكر الله تعالى ومناجاته والقيام بانواع طاعة حتى تورمت قدماه ولم يترك عبادة مولاه فقيل له صلى الله عليه وسلم اتتكلف هذا وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال افلا اكون عبدا شكورا رواه البخارى ومسلم فاذا كان صلى الله عليه وسلم مع علو حاله ورفعة كماله قام بهذا المقام وصلى الناس نيام فكيف يصلح لسائر الانام ان يرقد طال الليالى كالانعام وقد قيل للعابد فى الليل اجران على الطاعة اجر لترك النوم والراحة واجر لتحمل العبادة وقد ورد الاجر على قدر المشقة ولما ذكر عبادته صلى الله عليه وسلم التى هى الوسيلة الى الدرجاة العليا فى العقبى اشار الى مقام زهده صلى الله عليه وسلم فى الدنيا واختار الزيادة فى مرضاة المولى وقال

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَآءَهٗ وَطَوٰى
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفُ الْاَدَمِ

"شَدَّ" عطف على "احيى" و"من" سببية و"السغب" بفتحين الجوع و"الحشاء" القلب" وما احاط به الجوف وحشاء البطن امعاءه والجمع احشاء و"طواه" لفه و"الكشح" الحصر وهو مفعول "طوى" و"المترف" اسم المفعول بمعنى المفرط فى النعومة و"الادم" بفتحين جمع الاديم وهو الجلد يعنى تركت طريق من ارتاض بالجوع حتى احتاج الى شد احشاءه وربط اضلاعه وقد ربط الحجر على خصره الناعم ليستعين بثقل الحجر على خفة الاحشاء ويستريح ببرده من حرارة باطن الاعضاء مع انه سند الانبياء وسيد الاولياء لاختياره المولى له الفقر على الغنى فانه اولى بسلوك طريق العصبى قال تعالى كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى واما قوله صلى الله عليه وسلم كاد الفقر ان يكون كفرا مع ندرته اشارة الى كمال مشقته وعدم تحمل كل احد على مرارته ولذا قال صلى الله عليه وسلم اشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل من الاصفياء وشده الحجر على بطنه من الجوع وقع له فى حفر الخندق رواه البخارى عن جابر رضى الله عنه وروى عن انس رضى الله عنه قال جئت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فوجدته جالسا مع اصحابه رضى الله تعالى عنهم يحدثهم وقد عصب بطنه بعصابة فقالوا من الجوع فقله المحلى ولما كان فى البيت الاول اشارة الى صلوته وعبادته وفى هذا البيت ايماء الى صومه ورياضته وقد يتوهم متوهم من العوام ان رياضته كانت اضطارية وعند الخواص يعتبر له رياضة الاختيارية ازال ذلك المقال فقال

Marfat.com

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَفْسِهِ فَأَرَاهَا أَيَّمَا شَمَمِ

"المراودة" المطالبة والمفاعلة اذا لم يكن للمقابلة فهى للمبالغة "الشم" جمع الاشم والشمم الارتفاع و"من ذهب" صفة اوحال و"ايما شمم" اى شديدة الارتفاع منصوب ثانيا "لارادها" واصله "اى ما" زيدت للتاكيد "واى" مضاف الى شمم وهو مصدر بمعنى الوصف اى مرتفعات اى مرتفع يقال مررت برجل اى رجل اى كامل فى الرجولية ثم استعمل المضاف والمضاف اليه بمعنى الوصف للمناسب للمقام والمعنى اعرض عن الدنيا واقبل على المولى واثر متاع الفقر على مناصب الغنى حتى ان الجبال الشامخة من الدنيا نيرانية عرضت نفسها وتزينت بانواع الزينة لديه ومالت غاية الميل اليه لعله يرفع النظر اليها فترفع عن الالتفات اليها قال الله تعالى مازاغ البصر وما طغى وما ذلك الا بامره بعد قضاءه وقدره قال عزوجل ولا تمدن عينيك الى مامتعنا به ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير وابقى وفيه اشارة الى ماروى ان جبرئيل عليه السلام قال له ان الله يقول لك ان احببت ان تجعل لك هذه الجبال ذهبا وتكون معك حيث كنت فاطرق ساعة ثم قال يا جبرئيل الدنيا دار من لا دار له ومال من لا مال له وقد يجمعها من لا عقل له فقال له جبرئيل عليه السلام ثبتك الله بالقول الثابت قال المحلى ذكره صاحب الشفاء وغيره وفى هذا المقام برهان شاف وبيان كاف على افضل الفقير الصابر على الغنى الشاكر كما اجتمعت عليه السادات السنية والطائفة الصفية الصوفية نفعنا الله تعالى باسرارهم وجعلنا تابعين لآثارهم وكانه اشارة الى معنى هذا المقال من قال من ارباب الكمال "همة الرجال تهدم الجبال" وفيه تلميح الى قوله تعالى وراودته التى هو فى بيتها عن نفسه وايماء ملمح الى مزية فضيلة نبينا صلى الله عليه وسلم حيث عرض المولى جميع الدنيا لان الذهب وسيلة الى تمام لذاتها وجميع شهواتها مع انه على وجه الاباحة بل بدون المحاسبة كما ورد فى رواية فاعرض عنها ولم يقبل شيئا منها مع كمال الاحتياج بها وامكان تحصيل العبادات المالية بسببها وسيدنا يوسف عليه السلام عرضت امراة نفسها عليه على وجه الحرمة فوقع فيما وقع من الهم والهمة فيالها من همة عظيمة ويالها من نعمة جسيمة ويالها من عصمة وسيمة.

لـه ان الدائل القطعية على عصمة الانبياء عليهم السلام كثيرة ولهذا قال المحققون من المفسرين والمتوكلين ان يوسف عليه السلام كان بريئا عن العمل الباطل والهم المحرم انما مال اليها بمقتضى الطبيعة البشرية ميلا جبليا لا يكاد يدخل تحت التكليف لا قصدا اختياريا مثل هذا الميلان كميلان الصائم فى اليوم الحار الى الماء البارد. ابن كثير - روح البيان - روح المعانى ١٢.

Marfat.com

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهٗ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ

اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

"الزهد" عزوف النفس والاعراض عن الهوى "والضرورة" شدة الحاجة ومنها الاضطرار ضد الاختيار ويقال غدى عليه اذا غلبه واستولى عليه و"العصم" جمع عصمة وهى قوة بالغة وزاجرة سالفة اودعها الله تعالى فى خواص عباده واكابر عباده تمنعهم عن التعرض لمنهياته والاعراض عن ماموراته يعنى اكّد فقره الظاهرى واحتياجه الحسى زهده واعراضه عن اعراض الدنيا وعدم اقباله على جبال الذهب الذاهب فى الهوى فان هذا امر خارق للعادة ولا يختار هذا الا من تلذذ بحلاوة العبادة مع هذا لا يكون ترك الدنيا والتوجه الى المولى الا بعصمة الله تعالى فى حق الانبياء عليهم السلام وبحفظه فى جانب العلماء والاولياء فاذا حصلت لهم العصمة الجلية وغلبت بحفظ الله تعالى همتهم العالية لا تعدوا ولا تغلب الضرورة الفانية على القوة القلبية رزقنا الله تعالى من ارزاقهم القدسيه ونفعنا الله تعالى

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ

لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

قال المحلى "تخرج" على بناء الفاعل اوعلى للمفعول وفيه نكتة لطيفة لا يخفى و"الدنيا" تانيث الادنى بمعنى الاقرب الينا بنسبة الى الاخرى وقيل مشتقة من الدناءة وهو بمعنى الخسة ولم بمقام التعجب غاية المناسبة وهى فى الاصل صفة الحيوة اوالدار وقد يستعمل بمعنى اعراضها الكاسدة واغراضها الفاسدة من الجاه والمال ومايتبعهما مما يجرى الى الوبال فى المال وبهذا الاعتبار تكون الدنيا مذمومة دنية واما اذا صرفت الى مرضات المولى فهى مستحسنة مرضية كما ورد "نعم المال الصالح للرجل الصالح" ومع هذا تركها افضل عند الاكابر الكمل ولذا قال عيسى عليه السلام يا طالب الدنيا لتبر تركك الدنيا ابر قال صلى الله عليه وسلم لوان رجل فى بحره درهم يقسمها واخرينكر الله تعالى كان الذاكر الله تعالى افضل رواه الطبرانى ثم الدنيا والآخرة على وجه الكمال لا يجتمعان ولذا قيل انهما ضرتان اومثل كفتى الميزان وقال صلى الله تعالى عليه وسلم من احب الدنيا اضر باخرته ومن احب اخرته اضر بدنياه فآثروا مايبقى على مايفنى والمعنى كيف تدعوا الى الميل الى الدنيا الدنية واعراضها الفانية الرديه الضرورة الاختيارية لمن لولا وجوده وفضله لم تظهر الدنيا من العدم الى الوجود ولا وجد فى العالم غير الوجود وفيه لا تحة الى ان الدنيا تابعة ولاخلقت الا له ولا تباعه صلى

Marfat.com

الله عليه وسلم نكين يكونون تابعين لها او مغلوبين هواها همتهم العالية وتهمهم الغالبة عدم الالتفات الى نعيم الباقية فضلا عن اللذة الباقية ولذا قيل الدنيا حرام على اهل الاخرة والاخرة حرام على اهل الدنيا وهما حرامان على اهل الله تعالى وفي البيت اشارة الى ما ورد في الحديث لما اقترف ادم الخطيئة وكان قد رئى على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله. فسئل الحق بحق محمد صلى الله عليه وسلم ان يغفر له فقال اذا سئلتني فقد غفرت لك لولا محمد ما خلقتك رواه الحاكم والبيهقي وادم ابو البشر وقد خلق الله تعالى لهم ما في الارض وسخر لهم الشمس والقمر والليل والنهار وغير ذلك واما الحديث القدسي المشهور لولاك لما خلقت الافلاك فليس له اصل لكن معناه صحيح لا ريب فيه

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

روي في محمد ن الخبر على انه بدل من "من" والرفع على انه خبر مبتداء محذوف هو الاظهر انه مبتداء و"سيد" خبره و"الكونين" اى موجودين وهما الدنيا والعقبى والمراد اهلها او عالم الغيب وعالم الشهادة وقيل الاضافة بمعنى في وعطف "الثقلين" "الفريقين" للتخصيص بعد التعميم وللرد على من خص رسالته صلى الله عليه وسلم الى الانس دون الجن والى العرب دون العجم ومن الاولى بيانية والثانية زائدة للضرورة وفي العرب والعجم لغتان فتحهما وضم الاول وسكون الثاني ففي البيت تفنن ويقرأ نون الثقلين من المصراع الثاني والمعنى محمد ن الذي كثرت محامده ومناقبه وكثرت حامديه حيث عرفت مراتبه فانه في الاصل اسم مفعول للمبالغة ثم نقل من الوصفية الى الاسمية فزالت الوصفية لا محالة في العلمية سيد من وجد في الكونين وافضل من ظهر في العالمين لانه تعالى خلق لاجله الدارين فارسله الى الجن والانس والصنفين من العرب والعجم المكلفين بل قيل انه مرسل الى الملائكة وقيل الى الحجر والشجر والنباتات وجميع المخلوقات وسائر الحيوانات بل قيل انه مرسل الى الانبياء السابقين عليهم السلام فهو افضل الخلق اجمعين على الاطلاق بالاتفاق

نَبِيُّنَا الْآمِرُ النَّاهِي فَلَا اَحَدُ
اَبَرَّ فِي قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمْ

النبي اصله الهمزة وقد قرء به وهو فعيل بمعنى المفعول او الفاعل فانه مخبر ومخبر والجمهور بالياء المشددة والظاهر انه بدل وقيل انه ماخوذ من النبوة وهو الرفعة فانه مرفوع المرتبة وهو انسان بعثه الله واوحى اليه

Marfat.com

سواء امر بالتبليغ اولا فهو اعم من الرسول واشار اليه بقوله الامر الناهى وابر بالنصب بمعنى اصدق من بر فى الحديث صدق يعنى سيدنا ونبينا ومولانا ورسولنا هو الآمر بما هو مامور من عند الله تعالى من العقائد المرضية والاعمال السنية والاخلاق البهية والناهى عن الامور الدنية والافعال الردية وهو فى تكميل الناقصين حاذق وفى اخباره بكل ما اخبر به صادق بانه ماينطق عن الهوى بل بالوحى الجلى او الخفى من عند المولى فلا احد اصدق منه فى النفى والاثبات ولا احق منه فى الوعد والوعيد وسائر الحالات .

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِى تُرْجَى شَفَاعَتُهُ

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

بمعنى المحبوب ومحبة المخلوق وهى ميل النفس الى ملائمه ومحبة الخالق لعبده تمكينه من سعادته وتوفيقه على عبادته وتهيئة اسباب قربته والافاضة عليه من خزائن رحمته والشفاعة طلب العفو والفضل من الغير والهول بمعنى الخوف ويستعمل بمعنى الهائل والهول منه واقتحم فى الامر اى دخل فيه بشدة والتقدير لكل هول مقتحم فيه والمعنى ذلك السيد العلى الشان والنبى المجلى البرهان هو حبيب الله ولا عبرة بمن سواهم من اعدائه الذى تثبت شفاعته وترجى اجابته لكل امر عسير وهول خطير وفيه اشارة الى انه لصلى الله عليه وسلم شفاعات متعددة كما ورد بها الاحاديث المعتمدة منها شفاعة العظمى وهى المقام المحمود واللواء الممدود الذى يحتاج اليه الوالد والمولود ومنها شفاعة فى اسقاط العذاب او تخفيفه عن المعذبين ومنها المسامحة عن ذنوب المستحقين ومنها رفع درجاة من شاء الله تعالى من المؤمنين .

دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ

مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

" الاستمساك " التمسك والتشبث والتعلق " والحبل " معروف ويستعار لما يتعلق به ويتوصل به الى المطلوب " والانفصام " الانقطاع والمعنى دعا المخلق الى طاعة الخالق دعوة تامة كاملة غير منسوخة لخصوصة بل هى شاملة للخلق الى يوم القيمة واصلة وفيه اشارة الى قوله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة وايماء الى قوله عزوجل ومن احسن قولا ممن دعا الى الله فمن تمسك بدعوته من كتابه وسنته تمسك بحبل وثيق غير منقطع الى حين وصلة قال الله

Marfat.com

تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا فقال عزوجل فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا ای لا انقطاع وفیہ اشارۃ الی بشارۃ حسن الخاتمۃ فی حق المتمسکین بہ

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَّلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ

فاقہ وفاق علیہ زاد علیہ فی الرفعۃ من فوق "الخلق" بفتح الخاء حسن الصورۃ وھی اعتدال الاعضاء وتناسب الاشکال و"الخُلُق" وقد یسکن الثانی حسن السیرۃ وھی اعتدال قوی النفس واوصافھا فی الکمال وخص منھا العلم لانہ راس الفضائل والکرم لانہ اساس الفواضل وھی مبنی علی القدرۃ فھما مرجع الکمالات باسرھا ومدار نظام الکائنات عن اخرھا یعنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم فاق النبیین فی الجمال الصوری والکمال المعنوی حتی اثنی اللہ تعالیٰ بقولہ وانک لعلی خلق عظیم ولم یقاربہ احد من الانبیاء فضلا من العلماء والکرماء من الاولیاء والاصفیاء فی جنس من اجناس علمہ وفی نوع انواع کرمہ واطلب تفصیل ھذہ المناقب العلیۃ فی کتاب المواھب اللدنیۃ

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

"الغرف" والاغتراف اخذ الماء باليد ملا الکف والرشف المص (المصدر) و"الدیم" جمع الدیمۃ وھی المطر الدائم المتصل باللیل والنھار والمعنیٰ جمیع الانبیاء علیھم السلام او کل واحد منھم ملتمس ومستمر من رسول اللہ الفرد الاکمل والغوث الافضل صلی اللہ علیہ وسلم وھو من وضع الظاھر موضع المضمر للتنبیہ علی الوصف النبیہ غرفا ای شیئا یسیرا او مددا کثیرا من علمہ او "رشفا" ای استعطاما لطیفا واستقاء شریفا من امطار کرمہ ومن موائد نعمہ

لہ وتوضیحہ۔ ان اللہ تعالیٰ فضل الانبیآء بعضھم علی بعض فاعطی لکل نبی فضلا ثم جمع الفضل کلہ وزاد علیہ حتی صار فضلا عظیما۔ ثم اومیٰ الیٰ حسن خلقہ وجمال طلعتہ بقولہ (والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ) حیث استعار الضحیٰ من وجھہ البھی واللیل من صدغہ الذکی واقسم بھما علی ما نص علیہ بعض اھل التفسیر۔ شیخ زادہ ص ۱۲

Marfat.com

وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ[1]

مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

ای عنده صلی اللہ علیہ وسلم و"حد" الشئ غایته ومنتهاه و"النقطة" بالضم من النقطة وبالفتح من نقطت الکتاب نقطا ونقطه وضع علیه النکتة و"الشکلة" بالفتح من شکلت الکتاب اذا قیدته بالاعراب و"الحکم" جمع الحکمة وهی احکام الرای والتدبیر وقیل اتقان العلم والعمل وخص النقطة بالعلم والشکلة بالحکم لان الشکل یحصل به مزید بیان لا یحصل بالنقطة کذا قیل والاظهر ان النقطة اولی بمزیة الظهور ولذا اضیفت الی العلم والشکلة امر زائد خارج عن ماهیة المفهوم المتوقف علی النقطة التی مدار البینة علیها ولذا نسب الی الحکم وهی علوم دقیقة عقلیة متفرعة علی العلوم الشرعیة ولذا لما اراد رئیس الحکماء الظاهریة ان یستفتی عن رئیس العلماء الباطنیة رد عن الباب ووقع فی الجواب المنتج للعذاب الحرمان عن الثواب ولما کان "کل" مفرد الفظا وعبارة عما اضیف الیه معنی اجاز افراد الضمیر العائد الیه اولا فی "ملتمس" وجمعه ثانیا فی "واقفون" کقوله تعالی کل کذب الرسل فحق وعید وقوله تعالی کل له قنتون والمراد من العلم علم الله الذی لا یتناهی ومن الحکم حکمة التی لا تعد ولا تحصی ثم ان علوم الانبیآء علیهم السلام او العلماء باسرها بمنزلة نقطة من کلمة الله لا تنفد وحکم العلماء عن اخرها بمنزلة شکلة من حکم الله تعالی وهذه النکتة والحکمة حاصلتان له صلی اللہ علیہ وسلم علی وجه التام والانبیاء لهم حدود معین ومقام معلوم مبین یقفون عنده لا یخطون عنه قدر نملة ولا یتعدون عن طول نملة وما ذکرنا من نقطة العلم ایماء الی قوله تعالی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا واشارة الی قوله الخضر علیه السلام لموسی علیه السلام لما غمس العصفور منقاره فی البحر ما علمك وعلمی وعلم الخلائق من علم الله تعالی الا ما اخذ هذا العصفور بمنقاره من البحر۔ رواه البخاری

---

[1] فیه اشارة الی ان فی کل من الانبیآء نوعا من العلوم دون نوع وانه علیه السلام جمع انواع العلوم التی فی الانبیاء وسائر الخلائق وفی الشفاء خص الله تعالی به علیه السلام الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امته وما کان فی الامم وما سیکون فی امته من التقریر والتقدیر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادة والحساب۔ خزینی ص ٨٥ وفی حاشیة شیخ زاده فالحاصل ان علوم الکائنات وان کثرت فبالنسبة الی علم الله تعالی نقطة او شکلة ومشربها بحر روحانیة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکل رسول ونبی وولی اخذون بقدر القابلیة والاستعداد مما لدیه ۱۲۔ شرح شیخ زاده ص ٨٥

Marfat.com

ويحتمل ان يراد بالعلم والحكم علومه وحكمه صلى الله عليه وسلم فان علمه حاو لفنون العلم كعلم القراءة والتفسير والحديث والفقه والقصص والمواعظ والعقائد وغيرها وفى كل منها صنف مجلدات والف مدونات وكذا حكمه صلى الله عليه وسلم جامع لانواع الحكم منها علم بالطب الظاهرى المتعلق بالاشباح وعلمه بالعلاج المعنوى المصلح لامراض الارواح ومنها علوم خواص الاشياء ومنافعها ومضارها ومنها معرفة احوال الفلكية الافاقية المسماة بالهيئة السنية السنة ومنها علمه بالامور الغيبية المخبرة عنها الكهنة المجمة ومنها حقائق الصوفية ودقائق العربية فدون الدفاتر وزين المنابر بتحريرها وتقريرها وتفسيرها حتى صار علماء امة ورثة الانبياء وظهرت لهم خوارق العادات المنسوبة الى الاولياء الاصفياء فعلم كل نبى وحكمة كنقطة من كتاب علمه وشكلة من باب حكمه يعنى حدهم ورتبتهم بالنسبة الى مقامه ومنزله مرتبة النقطة من اللفظ والمعنى وبنسبة الشكلة والاثر من المعنى فلذا قال صلى الله عليه وسلم اوتيت جوامع الكلم وامرت بمكارم الاخلاق واليه الاشارة بقوله تعالى واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم "فمن" فى البيت على هذا بيانية وعلى الوجه الاول ابتدائية والتقسيم

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

يقرء البيت بسكون الهاء فى "فهو" وباشباعها فى معناه وهما لغتان مشهورتان وقرائتان متواترتان فاخطا من قال انهما من ضرورة الشعر "وحبيبا" حال وقيل مفعول ثان "لاصطفاه" بتضمينه معنى جعل و"النسم" بفتحتين جمع نسمة وهى النفس او كل ذى روح وقيل هى الادمى والفاء للجزاء اى اذا عرف انه صلى الله عليه وسلم على الانبياء عليهم السلام فى الخلق والخلق وفاق عليهم فى الشريعة والحقيقة او فى الاعمال والاحوال او فى العلم والعمل وفى الظاهر والباطن او معاملته مع الحق والخلق او فى الكمال المطلق ثم اختاره واجتباه واتخذه محبا او محبوبا او ارتضاه من بين الخلائق بارئ النسمات وفاطر الارض والسموات و"ثم" لافادة الترتيب فى الصفات وقيل انها على بابها من التراخى يعنى قررت له مرتبة النبوة بعد تمام الصورة والسيرة وان كان اعطاء هذه المرتبة المعنوية غير متوقفة على وجود الكمالات الصورية فان الله قادر على كل شئ بالسوية وانما الاختلاف مبنى على الامور العادية وفيه ايما الى وجه انتظار الى المدة الاربعينية وترجيحه على عيسى ويحيى ممن اعطى النبوة فى حال الطفولية وان كان المتبادر الى الوهم عكس هذه القضية وهذا مستفاد من الكلمات العصامية وفى البيت تلويح الى قوله الله يصطفى من الملائكة رسلا ومن الناس وتلميح الى حديث صحيح وهو قوله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى

Marfat.com

كنانة من ولد اسماعيل واصطفى من كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفانى من بنى هاشم رواه مسلم وفى رواية ان الله اصطفى من ولد ابراهيم واسمعيل رواه الترمذى وقال صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد آدم يوم القيمة ولا فخر وبيدى لواء الحمد ولا فخر وما من نبى يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائى وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر وانا اول شافع ولا فخر رواه احمد والترمذى وابن ماجه رضى الله تعالى عنهم

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

"منزه" خبر ثان "لهو" او خبر مبتدا محذوف وهو "هو" و"المحاسن" جمع حسن على خلاف القياس و"فيه" باشباع الضمير صفة "الحسن" او حال منه وفى اثبات الجوهر الحسن الذى هو عرض والحكم عليه بعدم الانقسام لطافة لا يخفى يعنى انه صلى الله عليه وسلم منفرد فى الجمال الصورة البهية والسيرة السنية لا يشارك فى كمالها احد من البرية اما فى مجموع المحاسن من حيث المجموع على الوجه الحقيقى واما فى كل واحد منهما على طريق الادعائى فكان محاسن غيره غير حسن فى جنب حسنه صلى الله عليه وسلم

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

يجوز فى "نبيهم" التشديد والهمزة ويقول باشباع "ميم الجمع" ولو وقفا تنزيلا للوقف بمنزلة الوصل للوزن ومدحا تمييز و"الاحتكام" استعمال الحكمة واتقان الحكم يعنى اترك فى مدحه صلى الله عليه وسلم مثل ما ادعته النصارى فى نبيهم عيسى عليه السلام من الاتحاد والحلول والتثليث والتناسخ والتوالد ونحو ذلك مما يوجب الكفر والشرك والضلال ويترتب عليه العذاب والنكال والوبال والاغلال حيث قال بعضهم المسيح ابن الله وقال بعضهم ان الله هو المسيح وقال بعضهم ان الله ثالث ثلثة واحكم بما شئت فى حقه من جهة نعته ومن شرف شانه وعلو منصبه ومكانه وتكلم بالحكمة واتقن فى الحكم بالمدحة حتى لا يتجاوز عن الحد الانسانى الى الوصف الصمدانى قال سبحانه وتعالى يا اهل الكتب لا تغلوا فى دينكم ولا

Marfat.com

تقولوا على الله الا الحق اين التراب ورب الارباب

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

"الفاء" للعطف التفسيرى و"مما" موصولة و"من" بيانية و"التنوين" للتعظيم فيهما او للفصاحة عن الشرط التقديرى اى اذا تركت مثل دعوى النصارى وكلام الجبائى فلك السعة فى دائرة النية الى ذاته المعظمه ماشئت من الاوصاف المكرمة من جمال الخلق وكمال الخلق وطيب العرق وزكاء اللب وصفاء الجنان وبلاغة الكلام وفصاحة اللسان وسائر كمالات الانسان فانه منبع الاحسان ومبدع الرحمٰن وايضا لك الرخصة فى النسبة الدائرة على احاطة كمال قدره ومرتبته وجمال ظهوره وعظمه ما اردت من انواع العظمة وفنون الكرامة واجناس المعجزات التى لا يستقصى حدها ولا يحصى عدها

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ

حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

"الفاء" للتعليل لامتناع المدح بالتفصيل ونصب "يعرب" على جواب النفى وضمير "عنه" للحد ويقرء بالاشباع على لغة مراعاة للزنة و"الباء" للاستعانة متعلق "بناطق" او "بيعرب" و"الاعراب" الافصاح والبيان والايضاح وهو لا يكون الا باللسان فالتعبير عنه "بفم" من ارادة المحال بذكر المكان وفائدة ذكره مع ان النطق لا يكون بغيره زيادة افادة عموم الحكم فى عدم حصر قدره كقوله تعالى وما من دابة فى الارض ولا طائر يطير بجناحيه من نظائره يعنى امرك بالنسبة الاجمالية فى عد صفاته الكمالية فان فضائله التفصيلية ليس لها نهاية حتى يمكن ان يبينه احد على غاية ولو بلغ مبلغ البلغاء والفصحاء وفيه اشارة الى انه افضل من جميع الملئكة وسائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام بل ايماء الى انه

لا يعلم حقيقة الذات المحمدية

وحقيقة الصفات الاحمدية

صلى الله عليه وسلم الا الموصوف بصفات الربوبية

Marfat.com

ولذا قال بعض العارفين

الخلق عرفوا الصفات الالوهية
ولم يعرفوا النعوت المصطفوية

لَوْنَاسَبَتْ قَدْرَهُ اٰيَاتُهُ عِظَمًا
اَحْيَى اسْمُهُ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

"العظم" بكسر العين خلاف الصغر كذا فى القاموس فيكون مستعار اللعظمة و"الرمم" جمع الرمة كالقطع والقطعة وهى العظام البالية يقال دارس الرمم اذا عفى فاندارسها زيادة فى البلى و"قدره" مفعول به قدم لاهتمامه و"عظما" تميز كطاب زيد نفسًا و"اسمه" فاعل "احيى" والنسبة مجازية فان الاحياء من الصفات الالهية وضمير يدعى راجع الى "اسمه" او الى الله تعالى اى يسال باسمه و"دارس" مفعول والاضافة من قبيل اضافة الصفة الى الموصوف اى الرمم الدارس والجملة جواب لو والمعنى انه ظهرت له الآيات البينات الدالة على رسالته ونبوته صلى الله عليه وسلم وتبين له الكرامات والمعجزات المشعرة على علو مرتبته ورفعة عظمه بقدر ما اقتضى من قضاء الله تعالى وقدره وحكمته وارادته ومن جملة معجزاته صلى الله عليه وسلم احياء الموتى حتى على ايدى بعض امته ومع هذا لو اراد الله تعالى المناسبة التامة السنية بين ذاته العلية وآياته البهية لاحيى الله تعالى باسمه فضلا عن رسمه اذا دعى او ذكر اسم من اسمائه او وصف من اوصاف صفاة العظام البالية والاجساد الفانية من الاموات الحقيقية المجازية حيث جعل خاصية اسمه المحمدى

او وصفه الاحمدى انه اذا ذكر على ميت حقيقى صار حيا حاضرا واذا ذكر على كافر وغافل جعل مؤمنا ومحوّل ذاكرا لكن الله تعالى ستر جمال هذا الدر المكنون وكمال هذا الجوهر المصون لحكمة بالغة ونكتة سابقة ولعلها ليكون الايمان غيبيا والامور تكليفيا لا الشهود عينيا والعيان بديهيا ولئلا يصير مزلقة لاقدام العوام ومزلة لتضر الجهال بمعرفة الملك العلام ولا شبهة ان فى مقام المبالغة عود ضمير "يدعى" الى اسمه صلى الله عليه وسلم اولى من ان يقال

يدعى الله تعالى باسمائه الحسنى

ولا يرد ان القرآن لشرف شانه لا يمكنه البيان فان الكلام فى عظمة الدلالة لا فى شرف المقدار المقالة فانه لو كان

Marfat.com

دلالة القرآن ظهرت على قدر عظمة نبينا العظيم الشان لما انكر نبوته ورسالته احد واظهر الله تعالى فى الدنيا عظمته ولذا قال تعالى ولو ان قرانا سيرت به الجبال اوقطعت به الارض اوكلم به الموتى بل لله الامر جميعا اى لكان هذا القران لكنه صرف عما ذكر لما كان هناك مانع منيع ثم خطر لى ان الناظم رح لو قال ناسبت عظمه اياته عظما احيى اسمه حين يدعى العظام فى الرمم بضم العين فى عظمه وفتحها فى العظام لكان انسب بالمناسبة اللفظية والملاطفة النطقية مع مراعات اللطائف المعنوية التى يقتضى الذات الجامعية

لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْيَا الْعُقُولُ بِهِ
حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

"والامتحان" الابتلاء والاختبار "وعى" بالامر عجز منه ولم يهتد لوجهه والعقل ملكة تعقل صاحبها عن الفضائح وتمنعه عن القبائح "والحرص" شدة الرغبة فى الشئ والميل اليه وصرف الهمة عليه "والارتياب" الشك والتردد ويقال "وهم" بالفتح اذا رجح جانب الباطل و"هام" اذا تحير فى امره العاقل "وما" موصولة والضمير فى "به" راجع اليه و"حرصا" مفعول له او حال والمعنى ان صلى الله عليه وسلم من غاية رافته ونهاية رحمته لم يأتنا بشئ من عقائد الاسلام ولم يكلفنا بشئ من تكاليف الاحكام لم يهتد العقل بادراكه ويعجز صاحبه عن ادراكه بل اتانا بالدين الحنفية النوراء والملة السمحة البيضاء لاجل حرصه علينا وكمال التفاته الينا فلم نشك فى رسالته ولم نتحير فى متابعته ولم نخترط طريقا على طريقته الجامعة من شريعته وحقيقته صلى الله عليه وسلم وفى البيت ايما الى قوله تعالى لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم

اَعْيَى الْوَرَى فَهْمَ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يَرَى
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيهِ غَيْرَ مُنْفَحِمِ

"الاعياء" التعجيز و"الورى" الخلق وضمير "معناه" يقرء بالاشباع و"المعنى" مقصود الكلام وكمالكل شئ على وجه التمام وفى نسخة "للقرب" فاللام بمعنى "فى" وضمير منه يشبع من اشباع وكذا "فيه" فى نسخة والضمير راجع اليه صلى الله عليه وسلم وفى نسخة "منهم" فالضمير راجع الى الورى" وجوز على النسخة الثانية عود الضمير الى "المعنى" و"الانفحام" قبول الالزام واصله ان الخصم يسود وجهه كالفحم عند الالزام واسناد الاعياء الى الفهم

Marfat.com

مجازی ای عی الله تعالیٰ الوری عن فهم معناه و"فهم" مضاف الیٰ مفعوله ای فهمهم معناه وما بعد "لیس" مفسر لضمیر الشان فیها و"یری" مبنی للمفعول و"فی القرب" متعلق به او "بلیس" ویجوز نصب "غیر" علی انه مفعول ثان لـ"یری" علی تقدیر ان یکون من الرؤیة القلبیة والمعنیٰ

ان فهم معانیه الخفیة البهیة وکمالاته العسیریة السنیة اعجز الکائنات باسرها والمخلوقات بشراشرها فلیس یبصر بل ولا یعلم فی القرب والبعد المکانین او العهد والعصر الزمانین منه صلی الله علیه وسلم حال کونه غیر عاجز عن ادراک معناه وغیر ساکت عن حقیقة مبناه سواء من شرف بلقائه وطوبی لمن رآه او تحسر علی عدم مطالعة طلعة مبوکاه مقولا فی حقه واشوقاه او القرب والبعد بحسب المرتبة والمنزلة یعنی یستوی فی عدم العلم باحاطة کمالاته والتحیر فی علو ذاته ورفعة صفاته صلی الله علیه وعلیه من قرب الیه فی الحال والمقام کاولی العزم من الرسل الکرام العظام والملائکة المقربین وحملة العرش الکرام ومن بعده عن همته ومسائرته من عوام الانام

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعْدٍ

صَغِيْرَةً وَتَكِلُّ الطَّرْفُ مِنْ اَمَمِ

"بعد" بضمتین لغة و"الاکلال" التعجیز عن الادراک و"الطرف" البصر و"الامم" بفتحتین القرب یعنی انه صلی الله علیه وسلم فی وصفه الذی تقدم من انه عجز عن فهم مبانیه وادراک معانیه القریب والبعید والشقی والسعید کالشمس التی من جهة البعد حال کونها صغیرة وتعجز البصر والنظر من القرب وتصیر نفس الرائی حیرة هذا من تشبیه المعقول بالمحسوس لتقریب الفهم المنکوس والحاصل ان الشمس علی ما قیل قدر کرة الارض مائة مرة وبضعا وستین مرة فلا تدرک بکمالها وان شوهدت

کذلک النبی صلی الله علیه وسلم لا یدرک معناه وان شوهدت صورته تظهر من المسافة البعیدة صغیرة واذا تقرب الشمس لادراک حقیقتها ومنزلتها یری نفسه عاجزة حقیرة کذلک هو صلی الله علیه وسلم یری فی بادی النظر انه فرد من احاد البشر واذا تامل الواحد فی جمال ذاته وکمال صفاته تحیر وعجز عن ادراک مراتب درجاته (قال) تعالیٰ ورفعنا بعضهم درجات قال المفسرون المراد بالبعض ذاته العلیة الصفات او یقال انه صلی الله علیه وسلم یری فی نظر الاغیار من اهل الغفلة عن الاسرار صغیرا وفی عین اهل البصیرة من الاعیان خلاصة

Marfat.com

الانسان كبيرا قال تعالى وترهم ينظرون اليك اى ظاهرا وهم لا يبصرون اى باطنا ومنه قوله صلى الله عليه وسلم اللهم اجعلنى فى عينى صغيرا اى لمشاهدة عظمتك وفى اعين الناس كبيرا اى لمكاشفة قدرتك

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَةً
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

"كيف" ظرف متضمن لاستفهام الانكارى متعلق "بيدرك" وتقدم لصدارة الاستفهام "والحلم" بضمتين لغة وهو ما يراه النائم والمراد هنا الخيال و"القوم" هم الورى او ما وراء الانبياء والاولياء والمعنى كيف يعلم فى الدنيا الدنية حقيقة الذات المحمدية وحقيقة الذات الاحمدية جماعة غافلة كالنيام قنعوا عن معرفته بالخيالات والاوهام وفيه تنبيه على ما روى ان الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا واشارة تحتها بشارة ان شمس جماله وكوكب جلاله يطلع من افق كماله فى الاخرة وقت الندامة كما قال عليه السلام ادم ومن دونه تحت لوائى يوم القيامة فان البصائر تتكامل الادراك السرائر للقريب والبعيد قال سبحانه وتعالى فبصرك اليوم حديد ولذا قال بعض العارفين انما امتنع رؤية الله تعالى فى الدنيا الفانية لان الباقى لا يرى الا بالعين الباقية

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمُ

يقرء البيت باشباع "هاء" فى "فيه" على قراءة المكى وكسرة الميم فى "كلهم" والاشباع من الحكم الشعرية يعنى نهاية بلوغ علمنا وغاية وصول فهمنا فى مبنى ذاته انه بشر عظيم وجوهر جسيم من افراد الانسان واحاد الاعيان وفى معنى صفاته انه افضل الكائنات وسيد الموجودات انما اكد بالكل دفعا لخلاف البعض ولهذا اشعار بالعجز والقصور لاهل الثقلين عن احاطة كهنه فى الجانبين

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسْلَ الْكِرَامَ بِهَا [1] فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمُ

[1] للكونات تكونت بافاضة فيض نور النبى صلى الله عليه وسلم الذى هو المستفيض من الفيض الاول فوجود الانبياء عليهم الصلوة والسلام وكل اى الى

باقى ص ٣٢

Marfat.com

"كل" هو مرفوع على الابتداء "والواو" لعطف الجمل ويبعد قول عصام الدين انه منصوب عطفا على اسم "ان" "و" اى "جمع الاية بمعنى المعجزة "والرسل" بسكون السين تخفيفا جمع الرسول "والكرام" جمع كريم وهو من باب الاكتفاء اذ يفهم غيرها بالطريق الاولى يعنى جميع ما اتى الرسل والانبياء من خوارق العادات فانما اتصلت تلك الايات الظاهرات والمعجزات الباهرات من اثر نوره (صلى الله عليه وسلم) الاصلى الذى اتصل اليهم بطريق الفرعى بمعجزات السابقين معجزة له كما ان كرامات اللاحقين كرامة له فالسابقون واللاحقون انما هم فى الحقيقة نائبون كالمقدمة والسابقة للامير سائرون والى حكمه صابرون

و

" كذا كل علم ومعرفة ونكتة وحكمة فانها من اشعة انواره ولمعة انوره "

فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

تخييل حسن وتعليل مستحسن فانه شبه النبى صلى الله عليه وسلم بالشمس تشبيها بليغا والاضافة بمعنى "من" اى من فضل الله كذا قيل والاظهر ان الفضل بمعنى الفضيلة والزيادة والاضافة لادنى ملابسة يعنى كما ان الشمس متميزة بزيادة الضوء واصالة النور من سائر الاقمار والكواكب الكواملكذلك نبينا صلى الله عليه وسلم ممتاز بفضل اسرار الفضائل واصل انوار الشمائل عن سائر ارباب الفضائل "وهم" يعنى الرسل والانبياء مثل كواكب تلك الشمس والاضافة تفيد ان كوكب الشمس مختص بما يستفيض من فيضه ويستفيده من ضوئه وهو القمر كما هو فى محله مقرر فجمعه لتعدد مشبه وقيل لاختلاف احواله من الهلالية والبدرية وغيرهما وقيل المراد مطلق الكواكب فيكون الحكم تغليبا او مبالغة ادعاء "يظهرن" اى الكواكب انوار الشمس للناس وحضور شرفهم ولو قال للخلق لعم "والظلم" جمع ظلمة اى ظلم الليالى والمعنى انه صلى الله عليه وسلم بمنزلة الشمس فى افق سماء العدل والفضل بزيادة النور ومزية الاصل وسائر الانبياء فى المشارق والمغارب انما هم بمنزلة القمر من بين الكواكب فى

انهم يستمدون من نور نبوته القديمة ويستنيرون
من ضياء رسالة القويمة او لانهم

الرسل الكرام بها انما هى من نور النبى عليه صلوات الملك العلام ط شرح شيخ زاده ١٢

Marfat.com

كالنجوم يظهرون انوارهم فى الليالى المظلمة والاوقات المداهمة للناس اى لبعضهم او كلهم والتخصيص بالناس لان الجن لم يبعث غير نبينا لهم واذا طلع نور شمس المحمدية غاب كواكب الانبياء والرسل الاحدية وعلى هذا فالتعبير عن الانبياء المشبهين بالكواكب المنوبين بضمير الاناث فى "يظهرن" بناء على احكم المعبر به وهذا اعكس ما ورد فى القرآن من قوله تعالى رئيت احد عشر كوكبا والشمس والقمر رئيتهم وفيه اشارة الى نسخ شريعة نبينا صلى الله عليه وسلم من قبله من الانبياء والاياء الى ان يومه ليس بعده ليل ودينه لا يعقبه زوال وفناء

اَكْرَمُ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ

بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمٍ

"اكرم به" صيغة تعجب و"الخلق" بالفتح "الخلقة" والصورة وبضمتين الصفة والسيرة و"الاشتمال" فى اصل الاستعمال التلفف بالشملة والتلبس بها مع الاحاطة و"البشرة" بالكسرة ما يظهر فى بشرة البشر من اثر السرور يسمى البشاشة وفى بعض النسخ "بالبر" وهو سعة الخير والسماحة و"الاتسام" بالشئ الاتصاف به من الوسمة وهى العلامة وجملة "زانه" صفة "نبى" او خلق نبى و"بالحسن" متعلق "بمشتمل" وهو بالجر صفة اخرى ومثله مابعده والحسن راجع الى الخلق والبشر راجع الى الخالق او كل منهما اعم وهو فى ذوقى اتم يعنى ما اكرم خلق نبى وصورته الظاهرة الذى زينه وحسنه خلقه وسيرة الباطنة والظاهرة فهو كما قال الله تعالى ونور على نور وقال تعالى مثل نوره كمشكوة فيها مصباح الموصوف باشتمال الحسن واحاطة جميع حالاته ومقالاته وحركاته وسكناته المتصف لابتسام بالبشر التام والبشاشة على طريق الدوام والانبساط فى وجه العلم الخاص على وجه يرضه الملك العلام عليه الصلوة والسلام مادامت الليالى والايام وان كنت تريد ان تدرك لائحة من صفات خلقه الجسيم او تشم رائحة من نعوت خلقه العظيم فعليك بالشفاء والمواهب لتظفر بالعجائب والغرائب

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ

وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمٍ

Marfat.com

اى هو صلى الله عليه وسلم شرف وكرم مثل الزهر والورد فى الظرافة والطراوة والطلاوة ومثل البدر وهو ما يكون فى ليلة اربعة عشر المعبر عنه بطر فى الرفعة والتعلية على الكائنات وفى غلبة نوره على سائر المخلوقات وهو ما قبله متعلقات بخلقه المكرم كما ان الوصفان المتاخران راجعان الى خلقه المعظم ومثل البحر فى انواع الاحسان الى افراد الانسان كما قال الله تعالى فى سورة الرحمن يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان فبای الاء ربكما تكذبان ومثل الدهر وهو اعم من العصر فى الهمة والقصد والنية والظاهر ان المراد بها ملكة الشجاعة وهو علو همة الزمان تخييلى واما وصفه صلى الله عليه وسلم فتحقيقى والتشبيه من باب تشبيه المعنوى بالامر الحسى ومما ورد فى نعومة بدنه ورعامة جسده صلى الله عليه وسلم ما اخرجه الشيخان عن انس رضى الله تعالى عنه ما مسست حريرا ولا ديباجة الين من كف النبى صلى الله عليه وسلم ومما جاء فى علو مقامه ونور وجهه ما اشار اليه صلى الله عليه وسلم بقوله فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب رواه احمد والترمذى وغيرهما او قال فى حديث اخر فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم رواه الترمذى وغيره وما روى فى كرمه واحسانه وبره وامتنانه ما رواه مسلم عن انس رضى الله عنه قال ما سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم على الاسلام الا اعطاه فسأله رجل غنما بين جبلين فاعطاه اياه فاتى قومه فقال يا قوم اسلموا فوالله ان محمدا صلى الله عليه وسلم يعطى عطاء لا يخاف الفقر ومما يدل على قوة قلبه وهمته وملكة شجاعته ركض بغلته لما ولى المسلمون فى حنين قبل الكفار الى ان انهزموا بحصات رماهم بها وعن البراء كذا والله اذ احمر الباس يتقى به صلى الله عليه وسلم روى الحديث مسلم والتشبيه الاخير على عادة الشعراء العرب ومبالغتهم فى تحسينات الادب ونظيره قول الشاعر فى ممدوحه له همم لا منتهى لكبارها وهمته الصغرى اجل من الدهر وقد نسب هذا البيت الى حسان رضى الله تعالى عنه فى مدح النبى صلى الله عليه وسلم

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ

فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

فى جلالته صفة لفرد وفى عسكر متعلق بمحذوف فى محل رفع على انه خبر كان اى كان النبى صلى الله عليه وسلم والحال انه منفرد بذاته وثابت فى عظمة صفاته وكائن فى ظهور كمالاته من كمال هيبته وجلالة بهمته قائم فى قلب عسكر كبير وفى وسط حشم كثير حين تلقى ايها المخاطب وتراه فى ذلك الموكب وفى البيت اشارة الى قوة شجاعته

Marfat.com

وعظمته مهابته بان يكون حال الانفراد من قوة الجاش كمن يكون فى الجيوش من حال الانتعاش وايماء الى انه لا يخلو عن متابعة اعوانه ومشابقه خلانه من الرجال الغيبية والملائكة السماوية و فى نسخة مزجا للتشبيه على انه علة للتشبيه المستفاد من كان وهو فى المعنى وجه التشبيه اذ القصد تشبيه مفرد بنفسه المختار مصحوبا بعسكر وحشم فى الهيبة والوقار وفى نسخة "بهم" بدل حشم بضم الباء جمع "بهم" بفتحها وهو الشجيع وقيل جمع "بهمة" كتمة وهو العسكر او الركبان والنسخة المشهورة اولى لاتيان هذه اللفظة فى القوافى الاتية

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ

مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

يقرء البيت بسكون همزة الاولى وابدالها من "اللؤلؤ" واشباع "منه" وهو راجع اليه صلى الله عليه وسلم و"المنطق" مكان النطق وهو القلب او اللسان وهما مظهر البيان و"المبتسم" بصيغة المفعول مكان التبسم وهو الشفتان وهما مظهر الاسنان ويمكن ان يكون "المنطق" و"التبسم" مصدران والاضافة بمعنى اللام وعلى الاول للبيان وفى البيت تشبيهان احدهما معنوى والاخرى حسى يعنى ان جوامع كلمه ودرره ومنظوم اسنانه وثغره كاللؤلؤ المصون فى لطافته وغرره كما قال البحترى

فمن لؤلؤ يبديه عند ابتسامه ؛ ومن لؤلؤ عند الكلام لساقط

وشبه الغر والقلب "بالمعدن" فى انه لا يفقد كثرة لطافته ووصف اللؤلؤ بالمكنون الدال على طراوته وتقييده بكونه فى صدف ومعدن لكونه فيه احسن منه فى غيره قال المحلى حكى ان بعضهم راى فى المنام ان الصديق رضى الله عنه يرثى النبى صلى الله عليه وسلم بهذا البيت والبيت الذى قبله باحسن الانعام ولما اشار ببعض كمالاته الصورية والمعنوية من خلقه وخلقه حال الحياة او منى بانه صلى الله عليه وسلم ايضا متميز عن سائر المخلوقات فى حال الممات كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم "ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء عليهم الصلوة والسلام

لَا طِيبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ أَعْظُمَهُ

طُوبَى لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ

لـ مراد الناظم اثبات الطيبة لبدنه عليه السلام بطريق الكناية اذ هو ابلغ من الحقيقة فوصف تراب روضته عليه

Marfat.com

"الطيب" لما يتطيب به و"عدل به" سواه "والترب" بالضم بمعنى التربة او التراب ونصبه بنزع الخافض والضم بمعنى الجمع واللم "والاعظم" جمع "عظام" والمراد جمع اعضائه المعظمه مجازا بذكر الجزء وارادة الكل و"طوبى" مصدر طاب كبشرى" و"زلفى" والواو منقلبة عن الياء لضمة ماقبلها وهو مرفوع المحل كقولك "سلام لك" او منصوب المحل كطيبا لك" و"سلاما لك" واللام للبيان كما فى "سقيا لك" ومعناه اصبت خيرا وطيبا فيه معنى التعجب والتمنى انتشق اى شم ويقرء "ها" "منه" بالاشباع وضميره راجع الى تربته وهو ابلغ من ان يكون عائدا لنبيه صلى الله عليه وسلم "ولثمه" قبله يعنى لا يوجد طيب من مسك او عنبر او غيره يساوى نفسه بتراب تربة التى لمست اعضائه وجمعت اجزائه واحاطت بجسمه الشريف وقربت بقرب بدنه اللطيف ولهذا يتعجب يتمنى ويقاويتزين بان الحال المستطابة لمتشم من ذلك التراب ومقبل ذلك الاعتاب وهو كناية عن الزيارة والاقتراب من ذلك لباب نفى الحديث المتفق عليه عن انس رضى الله تعالى عنه قال ماشممت عنبرا ولا مسكا ولا شيئا اطيب من ريح صلى الله عليه وسلم والبيت مقتبس من مرثية البتول الزهراء فاطمة الكبرى رضى الله تعالى عنها صبت علىّ مصائب لو انها صبت على الايام لصرن لياليا - ماذا على من شم تربة احمد لو لم يشم مدى الزمان غواليا ثم صرح العلماء رحمهم الله تعالى بان ضريحه صلى الله عليه وسلم افضل من الكعبة وانما الخلاف المشهور بين المكة والمدينة زادهما الله تعالى شرفا وتعظيما بل روى عن الغزالى رح ان تربة لصقت بجسده من الفراش اعلى تربة من العرش ثم لما ذكر انه ابلغ مبلغ الكمال فى جميع الاحوال اشار الى انه صلى الله عليه وسلم ظهر من مباديه لوائح الجمال فقال

اَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهِ
يَا طِيْبَ مُبْتَدَإٍ مِنْهُ وَمُخْتَتَمِ

"الابانة" الاظهار و"المولد" و"المبتدا والمختتم" اسما زمان و"العنصر" الاصل والاركان و"منه" باشباع الهاء والضمير راجع اليه صلى الله عليه وسلم يعنى اظهر زمان ولادته باظهار الله تعالى وارادته عن لطافة مادة اصله ونسله ونظافة خلقته وطهارته وقت اختتام رحلة والنداء للتعجب والتعجيب. والحث على فهمه والترغيب

السلام بانه شريف لاطيب مثله وصف ذاته عليه السلام بطريق الكناية فالتراب انما اخذ الطيب من مقارنته له عليه السلام فاذا كان عليه السلام متصفا بغاية الطيب وفى شرح شيخ زاده ان عند المحب تراب ارض الحبيب انفع من كل كحل واطيب من كل طيب - والمعنى ان الجنة ونعيمها لمن يزور روضة النبى ويشم نسيمها ولعمرى حقيق بان يكون التراب الذى ضم جسمه المطهر الطيب من الكافور والعنبر فان ضم الجنس الى الجنس من سنن الله تعالى ط ١٠ قال العلماء ان تربة قبره افضل من البيت والمسجد الاقصى والعرش والكرسى - خرپوتى - ١٢

Marfat.com

وفيه يماء الى حسن خاتمة وفاتحة وانباء الى علو سعادته فى بدايته التى هى اساس نهاية وقار الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنه لما قبله بعد مماته صلى الله عليه وسلم طبت حيا وميتا وكما قال الشاعر

فى المهد ينطق عن سعادة جده ... باثر النجابة ساطع البرهان

والمراد بالابتداء والاختتام الاستمرار والدوام كما فى قوله تعالى وسبحوه بكرة واصيلا ولهم رزقهم فيها بكرة وعشيا

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ
قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

المراد "باليوم" مطلق الزمان لقوله فى البيت الاتى و"بات كسرى" وهو بدل من "مولده" او خبر مقدر هو و"تفرس" اى نظر وعلم بالفراسة وهى قوة يدرك بها الانسان المعانى الباطنة من المخائل الظاهرة "والفرس" اسم جمع لاهل بلاد فارس وهو بكسر الراء فى لغة العرب وبسكونها فى كلام العجم و"انهم" يقرء بضم الميم و"البؤس" يهمز ولا يهمز وهو الشدة المورثة للهم والحزن و"النقم" بكسر النون وفتح القاف جمع نقمة بمعنى العقوبة يعنى زمان ولادته وان بدايته صلى الله عليه وسلم هو وقت ظهر بطريق الفراسة فى ساعة الموصوف بالتفارسة لاهل الفرس من عظائمهم وعلائمهم انهم قد اعلموا اعلاما متضمنا للتخويف بنزول التشديد والعقوبات بهم على وجه التضعيف بهم من زوال دولتهم وانقراض ملتهم حيث قارن ولادته الايات وعلامات التى يقال لها الارهاصات وهى خوارق العادات المتقدمة على ظهور المعجزات كما اشار الى بعضها المصنف ويعجز من احصاء المصنف

وَبَاتَ إِيوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِعُ
كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

"بات" عطف على "تفرس" اى صار فى وقت البيتوتة والمراد ليلة ميلاده على التحية و"الايوان" بالكسر اسم معرب لمسقف لا يكون بجانبه المقدم جدار و"كسرى" بكسر الكاف وفتحها معرب "خسرو" هو اسم لملك الفرس كفرعون للمصر و"قيصر" للروم و"النجاشى" للحبشة و"الخاقان" للترك و"تبع" لليمن و"الانصداع" الانشقاق و"الشمل" من الاضداد التفرق والاجتماع التفرق بعد الاجتماع و"الالتيام" بالهمزة الاتصال

Marfat.com

والمراد بالكسرى الثانى غير الاول وليس من باب الاظهار موضع الاضمار فانه الاول نوشيروان بن قباد العادل وحديث "ولدت فى زمان الملك العادل" لا اصل له كما قال البخارى واما الثانى فهو پرويز بن هرمز بن يزدجرد بن نوشيروان وفى شرح المنظومة ان هذا الثانى عم والد الامام الاعظم ابى حنيفة نعمان بن ثابت بن طاؤس بن هرمز وتلميذه الامام محمد يصل اليه فى طاؤس وهو محمد بن حسن بن عبد الله بن طاؤس "وهو غير ملتئم" خبر ثان و"كشمل" متعلق "بغير ملتئم" وانما يلتئم ليكون تذكرة باقية وتعيها اذن واعية ويجوز ان يكون "كشمل اصحاب كسرى" خبر ثان و"غير ملتئم" حال من الشمل فيراد "الالتيام" الاتفاق والمعنى صار ليلة ظهوره وبدو نوره صلى الله عليه وسلم طاق ايوان كسرى مكسورًا اشارة الى كسرهم وغير ملتئم ايماء الى جبرهم لتفرقة اصحاب كسرى الاخرى بعد اتفاقهم لم يتفق لاحد من ملوك الارض كمسنده ومقامه وحشمه وجيوشه وايوانه وخدمه فلم فى الانهدام والانهزام حتى جاء تباشير الاسلام وروى انه لما ارتج وارتعد ايوانه خاف هو واعوانه اذا سقط اربع عشر شرفة فوجه قاصدًا الى النعمان بن منذر احد ملوك العرب ويستفسر عن سر ما بدا فرفع الخبر الى سطيح وقد اشفى على الضريح وهو احرق كهنة العرب ما كان له عظم سوى راسه اصلا فقال يكون اسبوع اشتات ويموت ملوكه بعدد الشرفات قيل قال بينما يعيش اربعة عشر ملكا ويموتون يدبر الله تعالى فيما سيكون فمات عشرة منهم فى اربع سنين وانقرض اربعتهم الى خلافة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه وعن كل الصحابة اجمعين

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْأَنْفَاسِ مِنْ أَسَفٍ

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمٍ

"والنار" "الخمود" الانطفاء "ونفس النار" كناية عن لهبها "الاسف" الحزن "والساهى" الغافل "والسدم" الحيرة والجملة عطف على قوله وهو منصدع ويمكن ان يكون عطفا على "بات" لان هذه الجمل فى تقدير المفرد اى والنار التى كانت موقدة مدة الف سنة لانهم كانوا يعبدونها ولها خدمة يحفظونها ويفقدونها خمدت وهمدت عند ظهور نور ولادته واشعة شمس نبوته وولايته وفيه ايماء الى من اقتبس من هذا النور انطمس وانطفا عنه النار ويؤيده ان نارا جهنم تقول جز يا مؤمن فان نورك اطفأ لهبى وقوله "من اسف" اى تاسف وتحزن على كسره او الفرس او على كفرهم حيث عبدوها وتركوا عبادة خالقها او من اجل حصول الاسف والحزن لهم بتفقد معبودهم وفيه اشارة الى ان الحادث والفانى غير مستحق للعبودية بل الحى الذى لا يموت يستحق الربوبية قوله "والنهر" اى صار فى تلك الليلة المعظمة والساعة المكرمة نهر الفرات غلا ينبوعه عن مجراه من حيرة العراق ووقع فى "ساوة" وهى بادية بين دمشق والعراق المراد

Marfat.com

"بالعين" الباهرة والمعنى سبهى عن عين الفرات لتحيره من مفاجات البلوى وضل الطريق بطرء العمى كذا قيل. وقيل اى نهر كسرى الذى جعل فوقه سدا عظيما ومقاما كريما وصرف فيه خراج العالم ولم ير مثله بنى آدم يبس فى تلك الليلة عينه مثل قلب قاس لم تدمع عينه من الحيرة فى القدرة الالهية والخشية من العظمة السلطانية وفيه اشارة الى ان الجمادات لها تغيرات بتغيير المغير الربانى وتاثيرات بتاثير المؤثر الصمدانى قال تعالى ومن الحجارة لما يتفجر منه الانهار وان منها لما يشقق فيخرج منه الماء وان منها لما يهبط من خشية الله، وقال تعالى قلنا يا نار كونى بردا وسلاما على ابراهيم وقال عزوجل تدمر كل شئ بامر ربها فخسفنا به وبداره الارض وفى كله رد على الطبيعة التى يخالف الاصول الشرعية وفيه اشعار الى ان كل نهر من العلو العقلية المتضمنة للدقائق الفلسفية ليس لها وجود عند بحر علومه الشريعة وينبوع معارفه الحقيقة

وَسَآءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِئْ

"ساء" احزنه و"ساوة" بلدة بعينها تابعة لهمدان فى تقديم الزمان وصارت فى ايام هارون الرشيد من اتباع قم قريبا من كاشان و"غاض" بمعنى نقص وغار جاء لازما ومتعديا "بحيرة" تصغير البحر وقيل وهى عظيمة فتصغيرها للتعظيم و"رد" على بناء المفعول و"واو" للعطف او الحال و"الوارد" هو المشرف على ماء دخله اولم يدخله ويقال للسابق ايضا والباء للملابسة ان كان الغيظ بالطاء الشالة وللسببية على رواية بالضاد بمعنى النقص وهو متعلق "برد" او "بالغيظ" او "بالوارد" و"ظمئ" فعل ماض من الظماء بالهمزة وهو العطش فلما سكن الهمزة وقفا ابدل ياء وما وقع فى بعض النسخ من حذف الياء فهو سهو وسبق قلم والمعنى حزن اهل ساوة وكانت حواليها صوامع لليهود وكنائس للنصارى وجاء معتبرة ومنزها مشتهرة بخبر نقصان بحيرتها ماؤها او انتقاص ماء فى ليلة الميلاد على المعتاد ورجع قاصد ماءها وطالب ماءها بالقهر والغضب او سبب النقص والتعب حين عطش ورجع عطشان وعلى نفسه غضبان وفيه ايماء ان بحر اهل العذاب انما هو كسراب بقيعة يحسبه الظمان ماء بخلاف الكوثر الذى اعطى خير البشر صلى الله عليه وسلم فانه من شرب منه شربة لا يظماء ابدا وفى نسخة "غارت" بدل "غاضت" وهو اظهر فى المعنى وادل على المدعى ويندفع وهم النقصان بقوله رد الوارد السابق فكيف بالحق واكد دفعه ايضا بقوله

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ ۔۔۔ حُزْنًا وَّبِالْمَآءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

Marfat.com

"الضرم" بفتحتين اشتعال النار "والالف واللام" في "الماء والنار" للعهد اى نار فارس وماء بحيرة وقيل للجنس والاول اظهر والمعنى الذى كان بالماء من بلل كانه حصل بالنار لاجل الحزن على زوال الكفر والكفار فكانها تبكى على اضمحلال الكفر وجلاء عبدتها وتحرق على مفارقه احبتها وكانّ بالماء وصل الذى كان بالنار من شعلة الالتهاب حزنا على مفارقة الاصحاب والاحباب فكانه تحترق وجد الفقدان شاربتها تاسفا واذهاب منزهاتها تلهفا

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَّمِنْ كَلِمٍ

"والجن" ماخوذ من جنة اذا استره سموا به لاستتارهم عن اعين الناس "وهتف" اى صاح وافهم الكلام من حيث لا يراه السامع يعنى وطائفة الجن ايضا اعلموا بولادته صلى الله عليه وسلم واخبروا بحلول رسالته والانوار في زمان ظهور ذالك النور ظهرت على الانام بحيث اضائت قصور الروم والشام والحق اى امر نبوته صلى الله عليه وسلم يظهر من معنى قارن ولادته وهو الاضائة "ومن كلم" نطقت به الجن لارادة الاشاعة روى انه سمع الناس من جبل ابى قيس والجون عند ولادة ذلك الدر المكنون اصوات الجن في مدح امه امنة ولم يروا منهم احدًا ـه لقد ولدت خير البرية احمدا - ونقل ام عثمان بن ابى العاص انها قالت كنت حضرت ليلة الميلاد فرئيت الانوار ساطعة على جميع العباد والبلاد وقالت صفية بن عبد المطلب رئيت نورا على نور السراج غالب وقيل المراد من هتف الجن اخبارهم للكهنة انه سيولد صاحب النبوة ومن الانوار الساطعة الواضحة انوار حيّا آبائه واجداده اللائحة وقيل تظهر حقيقة من صورته ومعناه او من ظاهره وباطنه او من الامور المعقولة والمحسوسة او من معانى القرآن والفاظ الفرقان

عَمُّوا وَصَمُّوا فَاعْلَانُ الْبُشَآئِرِ لَمْ

يَسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تَشِمِ

الضمير في "عموا وصموا" بفتح الصاد الى اهل العناد والدال قرينة الحال لان ذكر الحبيب يدل على العدو والاشياء تبين باضدادها و"الاعلان" بالكسر مصدر "اعلن" وبالفتح علن بمعنى علانية و"البشائر" جمع "البشيرة" وهى المسرة وقيل جمع البشارة بكسر الباء وهى الخبر المورث بسرور البشرة ولم يسمع روى بالتذكير والتانيث و"البارقة" مصدر بمعنى البرق كالكاذبة في قوله تعالى ليس لوقعتها كاذبة وقيل اسم فاعل وهى السيف ويرادبها

Marfat.com

الانذارات اللامعه و"الانذار" اعلام فيه تخويف ونصيحة "وشام البرق" نظر اليه والمعنى عمى الكفار عن رؤية الانوار لم ينذروا الى انذاراتهم المرئية الضياء واللمعان وصموا عن الاخبار والاثار فلم يسمعوا بشارة النبوة الواقعة على وجه الاعلان قال الشاعر ؎

لقد - سمعت لو نارية حيا ÷ وكذلك لاحيوة لمن لاتنادى

والحاصل انهم ما انتفعوا ببشارة البشيرة ولا انتذروا بنارة النذير لامن الايات ولا من المعجزات المرئية ولا من الدلالات والحكايات السمعية ولا من رؤية الانوار في ليلة ولادته صلى الله عليه وسلم ولا من اخبار الجن بظهور رسالته صلى الله عليه وسلم ولا من كسر قصر كسرى حين ابصروا ولا من قول الكهنه لهم حين اخبروا لكونهم صما عن سماع الحق وقبوله وعميا عن رؤية الحق ووصوله وفي البيت لف ونشر مشوش الاظهر انه عكس يتعلق ما بعده بما قبله لفظا ومعنى فيكون من قبيل يوم تبيض وجوه وتسود وجوه فاما الذين اسودت وجوههم الاية

مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ

بِأَنَّ دِينَهُمُ الْمَعْوَجَّ لَسْتُ يَقُمْ

"الجار" تنازع فيه الفعلان المتقدمان "الكاهن" المخبر عن بعض الامور الغيبية بالسماء من بعض الطائفة الجنية المسرقة من الملائكة السماوية وقد قال الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله "والاعوجاج" في الامور الحسية عدم الاستقامة الصورية وفي غير الحسية عدم الاستقامة المعنوية وقامت السوق اذا نفقت والمعنى صموا حين لم يسمعوا بشائر الانذار من بعد ما اخبر كاهنهم اقوامهم الكفار بان طريقتهم التي تدينوا بها وخرجوا عن طريقة الصواب الذي فطروا عليه بسببها لم يقم اعوجاجها ولم يحصل رواجها قال تعالى وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا وفيه ايماء الى انه اجمع المحق والمبطل على حقيقة بنوته وصدق رسالته صلى الله عليه وسلم فالاصرار على الانكار لاطفاء نور الابصار كذا قال الناظم بعده

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفْقِ مِنْ شُهُبٍ

مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

"بعد" يروى بالجر والنصب و"ما" مصدرية او موصولة و"الافق" بسكون الفاء تخفف ضمها مفردا الافاق

Marfat.com

وهى جوانب السماء "والشهب" بضمتين جمع شهاب بمعنى الكواكب المضيئة ويطلق على شعلة نار ساطعة و الاصح انها منقلة من نار الكواكب وليست نفس الكواكب لضمها قارة فى الفلك على حالها وماذلك الا لقبس يؤخذ من النار وهى ثابتة كاملة غير ناقصة و"الانقضاض" السقوط يقال انقض السهم سقط ويجوز الحركات الثلث فى منقضة ونصب "وفق" بتنزع الخافض او على الحالية اى حال كونها موافقة لما فى الارض والمعنى عمواحين لم يروا الانوار والانذار الواضحة من بعد معاينتهم فى اطراف السماء بعض الساقط اللائحة على وفق سقوط ما فى الارض من الاصنام الكالحة والحاصل انهم ما نفعهم الايات الافاقية من منعهم الاستراق السمعية ولا الايات الانفسية من كبا الاصنام على الوجوه المقلوبية فلم ينجع فيه كما لم ينفع لهم البيان والله المستعان وعليه التكلان

حَتّٰى غَدَا عَنْ طَرِيْقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ
مِّنَ الشَّيَاطِيْنِ يَقْفُوْا اِثْرَ مُنْهَزِمٍ

"حتى" عاطفة او ابتدائية متعلق بمنقضة و"غدا" بمعنى صار وقيل بمعنى ذهب معطوف على "منقضة" كما فى قوله فالق الاصباح وجعل الليل سكنا و"منهزم" اسم غدا و"يقفوا" خبره "اثر" ظرف و"من الشياطين" صفة منهزم و"عن طريق الوحى" وفى نسخة الحق "(مكان "الوحى")" متعلق "يقفوا" لتضمنه معنى يهرب كذا قيل وقيل متعلق "بغدا" و الاظهر انه متعلق "بمنهزم" و"طريق الوحى" ابواب السماء يعنى وقت ظهور ولادته الميمونة وحين ولادته امه الامنة المأمونة انقض الشهب حتى صار الشياطين المسترقون منهزمين هاربين عن ابواب السماء التى هى طريق وحى الانبياء والمرسلين عليهم السلام ويتبع كل منهزم منهم عقب منهزم اخر متتابعين والحاصل ان تتابع الشهب مع كثرة ظهورها ظهور النبى صلى الله عليه وسلم ووقت ولادته ولم يكن للكفار عهد بمثل ذلك وان كان لهم فى الجملة انقضاضها رجوما لا ولكنك كما قال الله تعالى ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها رجوما للشيطين ولما قولة تعالى حكاية عنهم وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا وشهبا وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الان يجد له شهابا رصدا فالمراد به بعد بعثه عليه السلام كذا حققه جلال الدين المحلى رفع الله تعالى محله العلى

كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ اَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِيْ

ضمير "كانهم" للشيطين و"هربا" تمييز او حال بمعنى هاربين و"الابطال" جمع بطل بمعنى الشجاع و"ابرهة"

Marfat.com

اسم رئيس اصحاب الفيل "وعسكر" بالرفع عطفا على "ابطال" و"الراحة" بطن الكف الضمير راجع الى النبى صلى الله عليه وسلم وضمير "رمى" راجع الى العسكر والمعنى كان الشياطين حين يقذفون بالشهب من السماء الدنيا وهم هاربون الى الارض السفلى كشجعان ابرهة حين شردوا مع اصحاب الفيل لما رمتهم الابابيل بحجارة من سجيل او كانهم عسكر بدر او حنين حيث انهزموا حين رموا بالحصيات من كفيه الكريمتين وفى بناء رمى على صيغة المجهول ايماء الى قوله تعالى "وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى" فالمصراع الاول اشارة الى قصة اصحاب الفيل اذ اكان مولده عام الفيل لليلة الاثنين اثنى عشرة من شهر ربيع الاول او سبب القصة ان ملك اليمن بنى كنيسة "بضعاء" ليصرف الحاج اليها فاحدث رجل من كنانة فيها والطخ بالقذرة قبلتها فحلف ليهدم من الكعبة فجاء بجيش كثير وفيل عظيم مع افيال الى مكة فحين تهيئوا للدخول عسر عليهم وولوا هاربين ورموا بحجارتهن سجيل قيل كل حجر اصغر من الحمص واكبر من العدس يجئ على مغفرة العسكر ويخرج من دبره الدابرين وهو قوله تعالى الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل والمصراع الثانى اشارة الى غزوة بدر رواه البخارى والى غزوة حنين رواه مسلم وهو من معجزاته عليه الصلوة والسلام فانه اخذ كفا من تراب وقال شاهت الوجوه وحشا فى وجوه الكفار فلم يبق منهم عين احد الا وقد دخلها منه شئ وقال عصام الدين المشهور انه كان كفا من الحصا والمفهوم من البيت خلافه قلت تثنية الراحتين باعتبار الواقعتين فى غزوتين وقد سبحت تلك الحصا فى كفى المصطفى حتى سمعه اصحاب اهل الصفا وهذه معجزة اخرى اشار اليها الناظم حيث قال

نَبْذًا بِهِ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا

نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمِ

"نبذا" مصدر من غير لفظه والتقدير نبذ نبذا به و"الباء" زائدة لتقوية لهل عمل المصدر والضمير فى "به" الى الحصى والتذكير لانه اسم جنس وضمير "ببطنهما" "لراحتيه" ففيه تجريد و"الباء" بمعنى "فى" و"نبذ المسبح" صفة "نبذا" بتقدير مضاف اى نبذ مثل نبذ المسبح او بدل منه وهو مضاف الى المفعول اى نبذ الله تعالى المسبح وهو يونس عليه السلام و"الاحشاء" جمع الحشى وهو ما فى البطن و"الملتقم" الحوت يعنى رمى رميا بالحصى من راحتيه الشريفتين وكفيه الكريمتين بعد تسبيح عظيم حيث سمعه بعض اصحابه الكرام كما رمى يونس عليه السلام من بطن الحوت وقد قال الله تعالى فالتقمه الحوت وهو مليم فلولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون فنبذناه بالعراء وهو سقيم القصة تشبيه نبذ النبى صلى الله عليه وسلم بالحصى المسبح (صفت حصى) على وجوه العسكر فهرب منكسرا كنبذ الله تعالى يونس عليه السلام من بطن الحوت حيا فرجع متحيرا فى ان كل منها خارق للعادة و

Marfat.com

وكان نبذ المسبح كان سببا لنجات وهداية بعض الكافرين وقال المحلى وكان الناظم وقف على دليل تسبيح الحصى
ير مى به ولم يقف عليه من اعتراضه بالنفى فى ذلك اوقصد التسبيح الثابت فى غير ذلك قال انس رض اخذ النبى صلى الله عليه وسلم
كفا من الحصا فَسَبَّحْنَ فِى يدِهٖ حتّٰى سمعنا التسبيح ذكره صاحب الشفا وغيره وعلى هذا فقول الناظم بعد تسبيح اى بجنس
الحصى فى موطن آخر انتهى لكن لا يظهر حينئذ وجه التعبير بالنبذ والتشبيه بنبذ المسبح

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهٖ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِى اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ

"السجدة" الانخفاض وذا يتم بوضع الراس على الارض ولذا يفسر بوضع افضل الاجزاء على اذل الاشياء والمراد
الخضوع والانقياد والمعنى جاءت الاشجار لاجل دعوته واجابت وقت طلبه ومناداته حال كونها منقادة
خاشعة على راسها واقفة وتمشى اليه صلى الله عليه وسلم خاضعة على ساق بلا قدم رافعة واضعة وفى البيت انواع من
خوارق العادات الاولى فهم الخطاب من النباتات انها ليست من ذوات "الحيوة" ثم مجيئها وتعداد الحركات والسكنات ثم قصدها
اليه وتواضعها لديه صلى الله عليه وسلم ثم مشيها على ساق بلا قدم اما على راسها او انخفاضها وخضوعها وادبها قال عصا الدين
المجمئ انما حصل من شجرة واحدة على ما ورد فى التاريخ والاخبار فجمع الاشجار محمول على التكرار يعنى تكرار حركتها مع وجود
وحدتها وعقل عما ذكر صاحب الشفا وغيره من اهل الوفاء فى شمائل المصطفى عليه التحية والثناء ان اعرابيا سأل النبى صلى الله
عليه وسلم اية فقال له تلك الشجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوك فمالت عن يمينها وشمالها وبين يديها وخلفها قطعت
عروقها ثم جائت تجر عروقها فى الارض حتى وقفت بين يديه فقالت السلام عليك يا رسول الله قال الاعرابى فمرها
فلترجع الى مبنتها فاستوت فيه وروى عن جابر رضى الله تعالى عنه فى حديثه الطويل اخر الكتاب ذهب رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقضى حاجته فنظر فلم ير شيئا يستتر به فاذا شجرتين بشاطئ الوادى فانطلق الى احدها فاخذ بغصن
من اغصانها وقال انقادى معى باذن الله تعالى فانقادت معه حتى اتى الشجرة الاخرى فاخذ بغصن من اغصانها وقال انقادى معى باذن
الله تعالى فانقادت حتى اذا كان بالنصف مما بينهما فقال التئما على باذن الله فالتامتا ثم بعد انقضاء حاجته افترقتا فقامت كل واحدة
منهما على ساق.

كَاَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ
فُرُوْعُهَا مِنْ بَدِيْعِ الْخَطِّ فِى اللُّقَمِ

Marfat.com

"ما" فى "أنما" كافة و"السطر" الكتابة فاللام فى "لما" بمعنى الوقت و"الفروع" الاغصان و"البديع" الغريب العجيب فعيل بمعنى للمفعول و الاضافة من اضافة الصفة الى الموصوف ومن بيان "لما" الموصولة والعائد محذوف اى كتبته و"اللقم" بفتحتين وسط الطريق وقيل اللوح وقيل الاول اولى رواية دراية و"الباء" بمعنى "فى" واللقم تقليب القلم الذى هو اداة الكتابة ففيه نوع غرابة وهى من المحسنات البديعية وحاصل المعنى انه شبه آثار اغصان فى الارض المفيدة للعبرة للخط الدال على اللفظ للمعانى للمتدبر

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَائِرَةً

تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِلْهَجِيْرِ حَمِىْ

"مثل" منصوب على انه صفة مصدر محذوف اى مجيئا مثل الغمامة بفتح الغين المعجمة ووهم عصام الدين حيث قال على وزن العمامة فانها بكسر المهملة كما فى القاموس وغيره وبالرفع خبر مبتدا محذوف اى هى يعنى الاشجار مثل الغمامة فى الانقياد اليه والقيام بوظائف الخدمة لديه صلى الله عليه وسلم او مجئ الاشجار مثل تسطيل الغمامة على حذف المضاف و"انى" بمعنى من اين اى اىّ موضع الى اى موضع اى بمعنى كيف اى ماشيا اوراكبا سريعا اوبطيئا و"السائرة" بالرفع خبر المقدر اى هى سائرة و"تقيه" بمعنى تحفظ خبر ثان لهذا المقدر او استيناف وبالنصب على انها حال كما بعدها اى تشبيه الغمامة حال كونها سائرة انّى سارت و"الوطيس" التنور والمراد تنور الهوى و"حمى" فعل ماض وسكون آخره عارض فى الوقت وهو صفة الوطيس يقال حمى الوطيس اذا اشتد الحر وكذا اذا صعب الامر و"الهجير" نصف النهار الحار والباء بمعنى "فى" كما فى بعض النسخ يعنى جاءت الاشجار ساجدة لديه وماشية اليه مثل مجئ الغمامة سائرة عليه حافظة له عن شدة حر النهار وظاهرة عند الاخيار والاغيار حيث سار النبى صلى الله عليه وسلم المختار فالاشجار تشرفت بخدمته والغمامة تشمخت وارتفعت بظلته فقد دانت له الاسافل والاعالى بعون الله تعالى الملك المتعالى قال المحلى تظليلها له صلى الله عليه وسلم وقع فى سفر عمه ابى طالب به فى ركب تاجرا الى الشام رواه الترمذى قال عصام الدين لو قال مثل الغمامة لما سار سائرة وقت حر وطيس للهجير حمى لكان اولى لان "انى" متضمنة لمعنى "إنْ" وهى تجعل مدخولها مستقبلا والحال ان المقام يقتضى الماضى وغاية ما يخطر فى البال فى دفع الاشكال ان يعتبر الاستقبال بالنظر الى ما قبل السير وهو اول زمان وجود الغمامة

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

Marfat.com

قيل القسم بغير الله تعالى جرى العادة والا فالشرع عده شركا ولهذا يقدر فى امثاله المضاف اى لفظة الرب
ويمكن ان يكون حكاية عن كلام الله تعالى ولله ان يقسم بما يشاء من مخلوقاته تعظيما لبعض موجوداته كقوله
تعالى كلا والقمر والليل اذا ادبر والصبح اذا اسفر واغرب العصامى حيث قال القسم الذى يراد به تاكيد الحكم
ليس بمنهى عنه ولهذا فى المحاورات يقسم بالقمر ونحوه ومنع ان يكون المنع عنه منقولا اقول وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم
انه قال من حلف بغير الله تعالى فقد اشرك رواه الامام احمد والترمذى والحاكم بسند صحيح وفى صحيحين
عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى ناهاكم ان تحلفوا بابائكم
من كان حالفا فليحلف بالله تعالى او ليصمت قال الطيبى وذلك لان الحلف تعظيم للمحلوف به والكعبة والملئكة والامامة صفة التعظيم مختصة
بالله تعالى ويكره الحلف بغير اسماء الله تعالى سواء فى ذلك النبى صلى الله عليه وسلم والكعبة والامامة والحيوة
والروح والقمر يطلق على النير المنير بالليل بعد ما مضى ثلث ليال وقبله فيقال لها الهلال والضمير فى "له" و فى
"قلبه" له صلى الله عليه وسلم "ومبرورة القسم" صفة للنسبة اى نسبة مصحبة للقسم بحيث لو حلف حالف على
ثبوت تلك التشبيه كان بارا او صادقا وقيل صفة يمين دل عليها اقسمت والمعنى ان للقمر المنشق مناسبة صريحة
ومشابهة صحيحة بقلبه الانور وصدره الاطهر بحيث يصدق الحالف بثبوت تلك النسبة كل من له ملكة
وجوه النسبة الانشقاق بلا ضرر والالتيام بلا اثر وان واحدة اية من اياته والاخرى معجزة من معجزاته
واما انشقاق القلب فقد روى مسلم عن انس رضى الله تعالى عنه ان جبرئيل عليه السلام اتاه وهو يلعب مع
الغلمان فاخذه وصرعه لشق صدره عن قلبه فاستخرج القلب واستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشيطن
ثم غسله فى طشت من ذهب وبماء زمزم ثم لامه ثم اعاده فى مكانه قال انس كنت ارى اثر المخيط فى
صدره وفى الصحيحين عن ابى ذر رضى الله عنه فرج سقف بيتى وانا بمكة فنزل جبرئيل عليه السلام ففرج صدرى
ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطشت من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغها فى صدرى ثم اطبقه ثم اخذ بيدى
فعرج بى الى السماء الحديث واما انشقاق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر وفى الصحيحين من
حديث انس رضى الله تعالى عنه ان اهل مكة سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يريهم اية فاراهم انشقاق القمر
شقتين حتى راوا حراء بينهما انتهى وثبت ان القمر انشق مرتين وتقدم ان شق الصدر كان مرتين فحصلت النسبة بين القلب المنير والقمر المستنير نسبتين

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمٍ

Marfat.com

اى ذكر ما جمعه غار من جبال مكة و"من" بيان "لما" والمراد من "الخير" الفضائل و"من الكرم" الفواضل او الافعال الجليلة والاخلاق الجميلة او الخصال المكتسبة والخلال المستوهبة وهو على حذف مضاف "اهل" او الاطلاق من باب المبالغة كرجل عدل والمراد بهما الجامعان لهما من النبى صلى الله عليه وسلم والولى رضى الله تعالى عنه او على طريق اللف والنشر المرتب فالخير للمطلق خير البرية والكرم يراد به افضل الامة وقد ثبت عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مالاحد عندنا يد الاوقد كافيناه ما خلا ابى بكر فان له عندنا يدا مايكافيه الله تعالى بها يوم القيمة وما نفعنى مال احد قط مانفعنى مال ابى بكر و"كل طرف" اى بصر ونظر من الكفار الدوار حول الغار متتبعين الاثار "عنه" اى عن النبى صلى الله عليه وسلم وافرده بالذكر لانه الاصل المتبوع او المقدر عن كل واحد منهما عمى حيث لم يروهما وهو اما ماض وهو الاظهر فالياء اصلية او صفة فالياء اشباعية قال تعالى وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال شعر

ويوذى ضوء الشمس عين خفاش ÷ كما يضر ريح الورد

فى الصحيحين قال الصديق رضى الله تعالى عنه نظرت الى قدميه فوق رؤسنا فقلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان احدهم نظر الى قدميه لابصرنا فقال ماظنك باثنين الله ثالثهما وفى التنزيل الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرَمَا
وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرَمِ

"الصدق" مصدر بمعنى الصادق او الصدوق او ذو الصدق بمعنى الاعم او على طريق المبالغة كرجل عدل يعنى الصدوق المصدوق الذى انحصر فيه الصدق بل هو عين الصدق قار فى الغار فار من الكفار بامر الجبار والصديق معه فى الغار والاسفار "والصديق" وهو كثير الصدق لا يفارق الصدق وهو الجزء الذى لا يتفكك ثم قيل "لم يرما" بفتح الياء ولكسر الراء لم يبرحا ولم يزالا واصله بياء بعد الراء هى عين الفعل حذفت تبعا لحذفها فى اسناده الى المفرد لالتقاء الساكنين والاصل فى استعمال مثله اثبات الياء على تحريك الميم اعتدادا بالعارض ويراد فى التنزيل فاستقيما فهذا الوجه وهو ان يكون الحذف لعدم اعتداد العارض اوجه من الحمل على ضرورة الشعر لانه محل نظر فانه سبيل من قبيل حذف القياس الحذف من ضرورة الشعرى وايضا يوجب الالتباس المشوش فى ارادة المعنى على الناس ونظيره انه ما قيل انه مجهول من "الروم" بمعنى الطلب

Marfat.com

ومن اللطائف انهما مطلوبان وليسا بمطلوبين بل انهما محبوبان ولكن كانا عن اعين الاعداء محجوبين وقيل انه مشتق من ثورم يعني ما انتفخا من الغضب للادب مع حكم الرب وقيل ما انتفخا من الروم الذي هي السمية فان الغار كان ماوى الحيات فيكون من خوارق العادات وقيل انه مفرد مؤكد بنون الخفيفة فابدلت الفا للوقف والضمير للصديق رضي الله تعالى عنه ويكون خبرا عنه حيث لسعت الحية رجله المباركة وارتفع عنه ببركة دعائه المكرم صلى الله عليه وعليه وسلم وفي بعض النسخ بصيغة المجهول من الروية وهو ظاهر المعنى لكن قال بعض الشارح انه من تصحيف الكتاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب وهم "يقولون" اي الحال ان الكفار الواقفين على باب الغار عمي عن الابصار بعون الملك الغفار ما بالغار اي ليس فيه "من ارم" بالفتح وكسر الراء اي احد و"من" مزيدة للمبالغة ناظرين الى حوم الحمام وبيضة حول الغار ونسج العنكبوت على فم الغار كما اشار اليه بقوله

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

"البرية" بتشديد الياء وبالهمزة اي الخلائق والمراد بخيرهم هو النبي صلى الله عليه وسلم سيد الانبياء وسند الاتقياء والاولياء وقوله "لم تنسج" بكسر السين وضمها و"لم تحم" بضم الحاء من الحوم وهو الدوران حول الشيء والتانيث في الفعلين باعتبار الجنسين وقيل في العنكبوت لما اشتهرت من ان النسج شغل الانثى كما ان البيض مختص بالحمامة والمعنى ان الكفار لعدم تيقنهم بالنبي المختار حسبوا ان العنكبوت لم تنسج على باب الدار والحمام لم تحم حول الغار وظنوا ان ليس في الدار ديار وجوا عن تتبع الاثار وقالوا لو كان احد في الغار لما كان هذه الاثار حتى قال امية بن خلف حين قال بعضهم ندخل الغار اما ترون من نسج العنكبوت عليه ما ارى الا انه قبل ان يولد محمد صلى الله عليه هذه من اوضح الايات على كمال قدرة الله تعالى حيث وقاه الله تعالى من اعظم الاعداء بارهن البناء ومن اظهر العلامات على علاء قدر نبيه العلي وصفته الجلي حيث استخدم له الطير والحشرات كما اظهر له تسبيح الجمادات وتسخير النباتات ولقد احسن الناظم في البيتين انواع المعجزات واصناف الخوارق العادات قيل وحام الحرم الان من نسل تلك الحمامة ونهى صلى الله عليه وسلم عن قتل العنكبوت بتلك الغمامة

وِقَايَةُ اللهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

Marfat.com

"الاعلم" بفتحتين جمع اعلمة وهى الحصن اى حفظ الله تعالى الملك الجبار لنبيه المختار صلى الله عليه وسلم جعله مستغنيا عن الدروع والاسلحة المتعددة وعن الحصون العالية المرتفعة فان عنايته كافية وقايته بديع مصنوعاته كما جعل الغار بمنزلة الحصن الحصين وصير نسج العنكبوت فى قوة الدرع المتين روى عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت هذه الاية والله يعصمك من الناس فاخرج راسه من القبة وقال ايها الناس انصرفوا فقد عصمنى ربى والمعنى ان العصمة اولا كانت بواسطة الحجاب ولما ارتفع الحجاب حفظ بربه الارباب وفى البيت ايماء الى قوله تعالى وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم واشارة الى قوله عز وجل الا تنصروه فقد نصره الله الاية

مَا سَامَنِي الدَّهْرُ ضَيْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِنْهُ لَمْ يُضَمِ

"السوم" اذاقة الشدة والمحنة ومنه قوله تعالى "يسومونكم سوء العذاب" وفى نسخة ما ضامنى "من الضيم وهو الظلم والنسبة الى الدهر الذى هو الملك مطلق الزمان مجازية عرفية والاحسن ان يقدر مضاف اى خالق الدهر ومقلبه ومتصرفه و"ضيما" مفعول ثان على نسخة السين ومفعول مطلق على نسخة الضاد وفى نسخة يوما "مقام "ضيما" منصوب على الظرفية و"استجرت" عطف على "سامنى" والاستجارة طلب الجوار وهو المهلة والخلاص وقيل الالتجاء والالتياذ وطلب المناص وقيل حال بتقدير قد وهو الاظهر والاستثناء مفرغ والضمير فى "به" راجع اليه صلى الله عليه وسلم و"نلت" بكسر النون من ناله ينياله اذا وصل الى مراده وحصل مناه ومقصوده "والجوار" بكسر الجيم المجاورة المحافظة والضمير فى "منه" لضيم المدلول عليه "بضام" ان اريد بالجوار الخلاص وبخير البرية ان اريد به طلب المناص "ولم يضم" مبنى للمفعول ثم هذا البيت وما بعده وقع فى بعض النسخ قبل قوله خدمته بمديح فى اخر القصيدة والمعنى

اذا اذا اقنى الله تعالى فى الزمان ضرارا من الامور الاكوان فى وقت من الاوقات وساعة من الساعات والحال انى قد التجأت اليه واحلت الخلاص عليه الا وقد نلت منه خلاصا ووجدت به مناصا لم يغلب ولم يظلم او لم يخفر بل بحقه

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهِ
اِلَّا اسْتَلَمْتُ الَّذِى مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

Marfat.com

"المستلم" بفتح اللام اسم مكان اومفعول اى ماطلبت غنى النبى بكفاية وعنى العقبى بالسلامة من احسانه وامتنانه الا

اخذت العطا وتلت المنى من خير مستلم منه وفى مطلوب عنه وحاصل البيتين ان دفع الضرر الصورى والمعنوى وجلب النفع الدينى والدنيوى حاصل بالتمسك الى جنابه والواصل بالوثوق على عتبة بابه

لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنِمِ

"لم ينم" بفتح النون وفى نسخة "متى" مكان "اذا" اى لا تنكر ايها المنكر ولا تستغرب ايها المغرب الوحى من الربانى والمنام الصمدانى الحاصل من رؤيا فى المنام لان له صلى الله عليه وسلم قلبا عظيما وصدرا كريما اذا نامت عيناه لم ينم قلبه فى الرؤياه وفى الصحيحين انه صلى الله عليه وسلم قال ان عينى تنامان ولا ينام قلبى

وَذَاكَ حِينَ بُلُوغٍ مِنْ نُبُوَّتِهِ
فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

يقرء البيت باشباعها "فيه" والضمير راجع الى حين البلوغ و"المحتلم" بفتح اللام مصدر ميمى بمعنى الاحتلام كذا قيل والاظهر انه بكسر اللام بمعنى بالغ يعنى وذلك الوحى المعظم والحال المكرم كان فى ابتداء من نبوته وفى بدء بدو رسالته صلى الله عليه وسلم وقد بنى على راس اربعين سنة وهو حد مبتدا النبوة فليس ينكر فى ذلك الزمان وبلوغ ذلك الاوان حال بالغ مبلغ الرجال موصوفا باوصاف الكمال من دعوى الوحى فى المنام فانه من مقدمات ما وحى النبى عليه الصلوة والسلام وفى شرح السيد ان من جملة ايام الوحى وهو ثلاثة و عشرون سنة كان ستة اشهر فى المنام وبهذا افسر قوله صلى الله عليه وسلم رؤيا المومن جزا من ستة واربعين جزا من النبوة

تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ وَلَا نَبِيٌّ عَلَى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

"مكتسب ومتهم" صيغتا مجهول يعنى تكاثر خيره ودام نفعه اوتعالى وتعظم كبرياء وهذا انشاء

Marfat.com

للتعجب اى سبحانه ليس وجه حاصل باكتساب الاعمال ولا بتحسين الاخلاق والاحوال بل محض موهبة و مجرد عطيته ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء "والله اعلم حيث يجعل رسالته" ولا يوجد نبى ثبت نبوته وتحققت منهما على ما ياتى من المغيبات واخبار امور الكائنات قال الله تعالى وما هو على الغيب بضنين على تقدير قراءة ظاء للسئالة اى بمتهم

كَمْ اَبْرَئَتْ وَصَبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ

وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللِّمَمِ

"كم" خبرية و"الوصب" بفتحتين الالم والتعب وفى نسخة بكسر الصاد اى المريض وهو اصح "والراحة" الكف او باطنة "والاطلاق" ضد التقييد "والارب" بفتحتين الحاجة وهو اظهر معنى "الربقة" بالكسر حبل له عقدة يشد به البهائم "واللمم" بفتحتين صغار من الذنوب وطرف من الجنون لان الجنون فنون كثيرا من الالام واذى الاسقام حطت لهم الراحة من الالم والسقم ببركة راحته الاكرم وكفه الافخم صلى الله عليه وسلم وكم اطلقت ارباب الحاجات عن عقدة من عقود السيات اما بالتوبة الماحية عن العقوبات واما بالشفاعة الباعثة على رفعة الدرجات او كم ارسلت ارباب الجنون الظاهرى او الباطنى من عروق جنونهم وعن ظلمة فنونهم وجعلهم مجازين متوجهين الى المحاريب روى ان امراة اتت النبى صلى الله عليه وسلم بابن لها به جنون فمسح بيده المباركة صدره فشفى نقة بالمثلثة والمهملة اى قارقيطة فخرج من جوفه مثل الجرو الاسد وكان فى كف "شرجيل" الجعفى سعلة بكسر السين اى زيادة لحم تمنعه من القبض على السيف وعلى عنان الدابة فمس النبى صلى الله عليه وسلم بيده المباركة فذهبت ولم يبق لها اثر ذكره صاحب الشفاء وغيره مع وقائع كثيرة

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَآءَ دَعْوَتُهُ

حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِى الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

فى القاموس محركة بياض يصعده سواد كالشهبة بالضم وسنة شهباء لاخضرة فيها او لامطر "والغرة" بالضم بياض فى الجبهة "والاعصر" جمع عصر وهو الزمان "والدهم" بضمتين جمع ادهم وهو الاسود ونسبة الاحياء الى الدعوة مجازية سببية يعنى احيت دعوته المباركة بالسقيا السنة التى كانت سيئة ويابسة ارضها

Marfat.com

نقلة المطر قال تعالى وجعلنا من الماء كل شئ حى اى سنة القحط التى هى شهباء لغلبة بياض الارض فيها بعدم النبات على سوادها بالنبات فهى بالنسبة الى البياض ميتة احيتها وفيه اشارة الى ان الرزق قد يقل لكن لا يعدم بالكلية الى ان شابهت تلك السنة بياضا واضحا فى جبينها وضياء لائحا فى اول حينها مستعارة من غرة الفرس فى الازمنة السود لشدة خضرة الزرع فيها يعنى تلك السنة اخضب منها حتى كانها غرة فيها وغرة كل شئ احسنه وايمنه وقيل المراد باعصر الدهم ازمنة القحط والغلاء

بِعَارِضٍ جَادَ أَوْ خَلَّتْ البِطَاحُ بِهَا
سَيْبًا مِنَ اليَمِّ أَوْ سَيْلًا مِنَ العَرِمِ

"العارض" السحاب و"الباء" متعلق باحيت" او "دعوته" او "حكت" و"جاد" من الجود بالضم "واو" بمعنى "الى ان" و"خلت" بكسر الخاء من الخيال وهو الظن والحسبان "والبطاح" جمع ابطح او بطحاء وهو الوادى المتسع المشتمل على البطحاء وهو الحصباء وضمير "بها" راجع الى السنة الشهباء و"سيبا" اى عطاء او ماء جاريا وهو منصوب على انه مفعول ثان لخلت وروى بالرفع على انه مبتدء و"بها" خبره والجملة فى محل النصب مفعول ثان له والمعنى احيت دعوته الارض الميتة لسبب لعرض سحاب اكثر المطر او جاء بالمطر الى ان خلت ايها المخاطب وحسبت الاودية المتسعة فى تلك السنة عطاء وافيا وماء جاريا من البحر لكثرتها وسيلا ساريا من الوادى المنكسر سده لقوته وفيه تنبيه على

ان لدعوته صلى الله عليه وسلم تاثيرا فى ملكوت سمائه وارضه

روى الشيخان عن انس رضى الله تعالى عنه ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله تعالى يغيثنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم اغثنا ثلاثا ولا يرى فى السماء من سحاب ولا قزعة فطلعت سحابة ثم امطرت والله ما رأينا الشمس سبتا ثم دخل من الجمعة المقبلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله ان يمسكها عنا فرفع يديه ثم قال صلى الله عليه وسلم اللهم حوالينا ولا علينا فانقلعت وخرجنا نمشى وسئل انس رضى الله تعالى عنه هو الرجل الاول فقال لا ادرى وقوله عليه السلام "سبتا" بموحدة بين السين والتاء اى قطعة من الزمان وفى رواية البخارى "فمازلنا نمطر الى الجمعة القابلة والقزعة" بفتح القاف والزاء قطعة سحاب وكذا ذكره المحلى

Marfat.com

والانسب بالرواية الاخيرة للبخارى ان يسفر "السبت" بالاسبوع من السبت الى السبت كما ذكره صاحب النهاية ثم قال وقيل اراد مدة من الزمان قليلة كانت او كثيرة

دَعْنِي وَوَصْفِي آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ

ظُهُورَ نَارِ الْقِرَى لَيْلًا عَلَى عَلَمِ

"القرى" بكسر القاف الضيافة "والعلم" بفتحتين الجبل ويقرء البيت بفتح الياء الاضافة فى "وصفى" "والواو" بمعنى مع فى "ووصفى" لان عطفه على الضمير المنصوب يخل بالمقصود والمطلوب والمعنى اتركنى ايها الناصح لى بالاختصار فى الكلام لانه يتحير الى الملال والسام فى ان ذكر الحبيب لا يشبع منه اللبيب فخلينى مع وصفى لرسول الله صلى الله عليه وسلم بآيات بينات وعلامات واضحات ومعجزات لا تحجب ظهورها بينا فى الآفاق فى وقت ظلمة الجهل بمحاسن الاخلاق مثل شعاء نار الضيافة على رؤس الجبل للعلامة فى الليل الذى هو اداهى للدليل لحصول المحتاجين ووصول المشتاقين من المسافرين والمجاورين والحاصل ان الآيات القرآنية والدلالات الفرقانية ظهرت وقت شدة الاحتياج اليها وعند علو لا يمكن الارتفاع عليها

فَالدُّرُّ يَزْدَادُ حُسْنًا وَهُوَ مُنْتَظِمٌ

وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدْرًا غَيْرُ مُنْتَظِمٍ

"حسنا" و"قدرا" تميزان و"ينقص" روى معلوما ومجهولا و"غير منتظم" حال و"الفا" للتعليل يعنى ان اوصاف جماله واسباب كماله فى غاية من الاشتهار كما ورد فى الاخبار والاثار وانما نظمت بعضها فى سلك النظم لانه اضبط واحفظ واقرب الى الفهم كما ان الدر وهو اللؤلؤ المعلوم يزيد حسنه فى حالة المنظوم ولا ينقص قدره حال كونه منثورا عند اربآب العلوم

فَمَا تَطَاوُلُ آمَالِ الْمَدِيحِ إِلَى

مَا فِيهِ مِنْ كَرَمِ الْأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

Marfat.com

"تطاول" اليه اى مدّعنقه مريد الاطلاع عليه و"الآمال" جمع امل وهو الرجاء وهو مضاف الى المدیح وهو اسم لما یمدح به وقیل بمعنی الممدوح واللام للعهد او الاستغراق وهو اولی وفی نسخة "امانی" بیا المتکلم ونصب المدیح بنزع الخافض والاخلاق الکریمة الخصال الکسبیة او الطبعیة والشیم المرضیة هی الاحوال الوهبیة قیل "ما" الاولی استفهامیة بمعنی النفی ولا بد من تقدیر ای فان تطاول الامانی بالمدیح الی صفاته الحسنة لا اصلُ الی بیان جمیعها وان طال عمری الف سنة وقیل "ما" نافیة والفأُ للتعلیل وقیل "ما" موصولة والفأُ للعطف علی وصفی وحاصل المعنی انی انتقلت من الاشتغال عن وصف حالاته الی وصف اٰیاته ومعجزاته لان الآمال لا تطاول الی اوصافه البهیة واخلاقه السنیة فاردت ان اتشرف بوصف الاٰیات البینات واترشح من بحر لطائفها برشحات فائضات فالا یدرک کله لا یترک کله ودرک بعض الخیر خیر من ترک الکل

آیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ
قَدِیمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوفِ بِالْقِدَمِ

"اٰیات" اما مرفوع علی انه خبر مبتدا و"من الرحمان" صفة حق والخبر "محدثة" وقدیمة او علی انه خبر مبتدء محذوف ای هی یعنی الایات الموصوفة والباقی اخبار مترادفة او صفات متلاصقة واما منصوب علی انه عطف بیان "للایات" فی قوله "دعنی ووصفی ایات" او علی المدیح وکذلک محدثة وقدیمة وصفة الموصوف وفی نسخة "محدثة" بدل "محدثة" ثم لفظ "الحق" صفة مشبهة ای ایات ثابتة وصادقة وصفة الموصوف خبر مبتدء محذوف وهو هی ای هذه الایات المعنی ان ایات القرآنیة والکلمات القرآنیة اٰیاتٌ ثابتة ومعجزات صادقة ونازلة من الرحمٰن بمقتضی الرحمة علی افراد الانسان قال تعالی الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان هی محدثة ای نزولها قدیمة وجودها وحصولها او محدثة لفظا قدیمة معنی وهی صفة الموصوف بالقدم فلا یجری علیها سمة العدم وفیه رد علی المعتزلة حیث قالوا بحدوث کلام الله تعالی القدیم وعلی الحنابلة حیث قالوا بقدم الفاظه بل تفوهوا بقدم کتابته ومداده واوراقه وهو فی غایة من السخافة والظاهر بطلانه علی طریق البداهة لمن لم یکن من اهل البلاهة فاهل التحقیق فی المسئلة علی مذهبین احدهما ان القرآن هو الکلام النفسی واطلاقه علی المرکب من الاصوات والحروف مجاز وهو مذهب قدماء المشائخ رح ولهذا عرفوه بانه صفة تجلت فی مظاهر الحروف والاصوات فباعتبار المظاهر حادث وباعتبار صفة المظاهر قدیم وثانیهما انه یطلق علیهما بالاشتراک وهو بمعنی الاول قدیم وبالمعنی الثانی حادث وهذا هو المشهور وهو المذهب المنصور وتمام التفصیل یفضی الی التطویل

Marfat.com

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَهِيَ تُخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمٍ

يعنى لم تقترن الايات القديمة والبينات الكريمة بزمان من الازمنة وحال من الاحوال يعنى من الماضى والحال والاستقبال لانه يلزم من الاقتران اما حدوث الايات او قدم الزمان وهما خلاف ذوق اهل العرفان والحال انها تخبرنا عن الامور المعاد وهو عود الخلق بعد موته يوم التلاق والتناد وعن الامور المبادى وهو المراد بقوله عن عاد ونحو قصة عاد الاولى وهى قوم هود عليه السلام وعن الثانية وهى عاد ارم وامثالهم من نحو قوم نوح وثمود والمقصود ان الماضوية والاستقبالية المفهومة من المعانى القرآنية انما هى بالاضافة الينا والا فالكلام النفسى مبرا عن الحدوث كما هو مقرر لدينا و ايضا ان الايات كما لها بالفاظها معجزة كذلك باعتبار معانيها من حيث الاخبار عن الامور الكائنة فى الازمنة

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ
مِّنَ النَّبِيِّيْنَ اِذْ جَآءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

ضمير "جاءت" راجع الى "كل معجزة" وهو اكتسب التانيث من المضاف اليه يعنى دامت واستمرت الايات القرآنية والمعجزات الفرقانية فصارت فائقة بسبب وصف القدم واخبار معاد وعاد وارم وعدم عروض النسخ والتبديل الذى فى حكم العدم على معجزة حاصلة من النبيين ولو من نبينا صلى الله عليه وسلم اذ جاءت وحديث المعجزة فلا يكون قديمة بصفة موصوفة ولم تدم فان معجزة كل نبى ينقضى بموته وقال تعالى انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون اى من التغيير والتبديل والنسخ والتحويل الحاصل ان الايات قديمة ثابتة ومعجزة دائمة بخلاف غيرها من المعجزات

مُحْكَمَاتٌ فَمَا يُبْقِيْنَ مِنْ شُبَهٍ
لِّذِيْ شِقَاقٍ وَّلَا يَبْغِيْنَ مِنْ حَكَمِ

"يبقين" بضم الياء ويبغين بفتحها و"شبه" جمع شبهة وهى باطلة يشبه الحق او يريد مشقة الاخرة و"الحكم"

Marfat.com

بفتحتين وهو الحكم وقيل بكسر وفتح جمع حكمة و"محكمات" بالتشديد مبالغة محكمات ويؤيده رواية ومحكمات بالواو مع التخفيف ومنه قوله تعالى كتاب احكمت اياته او التقدير من الايات فيكون اشارة الى قوله تعالى هو الذى انزل عليك الكتاب منه ايات محكمت هنّ ام الكتاب واُخر متشابهات وهذا المعنى اوفق وبالبيان الصق والمعنى ان الايات جعله الله تعالى محكمة لا تنسخ ولا تبدل اوجعلها مشتملا على حكم ومثل اوجعلها ذات حكم فيحكم على كل محل او حاكمة على غيره من الكتب السماوية والسنن النبوية والافسية العقلية والاتفاقات الاجماعية او تدل على الحق والباطل او تحكم بالحرمة والحل فما يبقين ولا يحلين تلك الايات شبهة من الشبهات الذى خلا للحق من الخلافيات ولا يبغين وفى نسخة "ما يبغين" ولا يطلبن حاكما يحكم بغيرها عليها لظهور براهينها او حكما زائدة يحتاج اليها لوضوح قوانينها

مَا حُورِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرْبٍ
اَعْدَى الْاَعَادِى اِلَيْهَا مُلْقِىَ السَّلَمِ

"حوربت" مجهول من المحاربة بمعنى المعارضة و"الحرب" بفتحتين "الشدة" وقيل انه لغة فى الحرب و"السلم" بفتحتين الاستلام والانقياد الصلح "الاعادى" جمع الاعداء جمع العدو واعدى افعل تفضيل من العداوة يعنى ما عارض الايات احد قط الا وقد رجع عن معارضتها لاجل كمال بلاغتها وفصاحتها اكبر المعارضين واقوى المعاندين حال كونه ملقيا آلة المعارضة وملغيا حالة المعاندة ومسلما لها ظهور المعجزة وخرق العادة ثم اعتراء الروعة للمعارضين وعجز معارضة المعاندين هل هو بعجز وجه عن مقدور البشر لاشتماله على جزالة الالفاظ وحسن المعانى من كمال فصاحته وكونه على طبقات البلاغة فيكون كاحياء الموتى وقلب الحصى وتسبيح الحصى او بصرف همتهم وان للمعارضة كانت فى مقدورهم ففيه اختلاف ائمة اهل السنة والجمهور على الاول وعليه المعول والثانى مذهب الشيخ ابى الحسن الاشعرى وجماعة من اصحابه وقد رواه الشاطبى فى "الرامة" وعلى القولين تركت العرب المعارضة بما هو مقدورهم اوما هو من جنس مقدورهم لعجزهم عن الاتيان بمثله والا لما رضوا فى البلاء والجلاء والسباء والاذلال والتقريع والتوبيخ وسلب النفوس والاموال وقد اخبر الله تعالى عن تلك الاحوال بقوله وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين

Marfat.com

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوَى مُعَارِضِهَا

رَدَّ الْغَيُورِ يَدَ الْجَانِي عَنِ الْحَرَمِ

"البلاغة" مطابقة الكلام لمقتضى الحال وهو امر يوجب ان يتكلم المتكلم بكيفية مخصوصة "وعارض" الشئ قابله وساواه اياه "والحرم" جمع الحرمة كغرف جمع غرفة وهى مايكون فى حريم الرجل وفى المصراع الاول ايماء الى قول الجمهور وفى الثانى اشعار الى قول غير ففيه دلالة على انه لامانع من القول بان هناك وجوه الاعجاز كما مقرر فى محله يعنى ردت ورفعت بلاغة الايات القرآنية وفصاحة الكلمات الفرقانية دعوى معارضها فضلا عن ظهور معارضتها ووقوع مقابلتها مثل رد الموصوف بكمال الغيرة المنعوت بشدة الحمية يد الجانى وتصرف الخائن الباغى عن دخول حريم حرمة عن الوصول الى حصول حرمه

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِى مَدَدٍ

وَّفَوْقَ جَوْهَرِهِ فِى الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

"فوق" معطوف على "كموج" صفة "لمعان" المرفوع بالابتدائية ونصبه لازم على الظرفية وان كانت مجازية ونحوه فى كلام الحكيم وفوق كل ذى علم عليم يعنى للايات البينات الموصوفة بالمعجزات مع قطع النظر عن فصاحتها وبلاغتها معان ثابتة كثيرة كموج البحر فى الازدياد وعدم النفاد كما قال الله تعالى لو كان البحر مدادا لكلمات ربى لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربى يعنى معانيها وبهذا يزول الاشكال القوى الوارد من جهة القبلية فى الآيات كما حررناه فى حاشية الجلالين او فى النصرة والامداد فان القرآن يفسر بعضه بعضا كما ان الموج يؤيد بعضه بعضا ولها معان واحكام حسنة وحكم مستحسنة فوق جواهر البحرين نحو اللؤلؤ والمرجان فى الحسن والقيمة عند ارباب البصيرة واصحاب الخبرة قد علم كل اناس مشربهم

فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى عَجَائِبُهَا

وَلَا تُسَامُ عَلَى الْاِكْثَارِ بِالسَّأَمِ

Marfat.com

"الفاء" للنتيجة وفى نسخة "عجآئبه" فالضمير للقرآن و"لا تسام" من السوم اى لا يقابل عجآئبه و"على" بمعنى مع و"يرى" ولا يقاس و"الاكثار" الاتيان بالكثيرة و"السأم" بفتحتين السامة والملالة يعنى معانى الايات لا تدخل تحت العد ولا تضبط معانيها العجيبة فى حيز الحد وهى العبر والحكم والآداب والشيم والمواعظ والبراهين والعوارف والمعارف والترغيب والترهيب والوعد والوعيد والاحكام والامثال الى غير ذلك ولا تعرض الملالة بكثرة التلاوة هو المسك ما كررته يتضوع وفى الحديث ان لا يخلق عن كثرة الرد ولا تفنى عجائبه ولا تنقضى غرائبه ولا يشبع منه العلماء وفى هذا البيت اشارة الى تفوق حسن معانيها على جواهر البحر حيث يمل راغبها لوجود كثرتها او كثرة قيمتها

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيْهَا فَقُلْتُ لَهُ

لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمْ

سكن همزة "قاريها" للنظم ثم ابدلت بياء و"القرة" فى الاصل البرودة وهى اعز الاشياء عند العرب ولذا يتمنى قرة العين وبرد العيش يعنى فرح بها قاريها وزاد نور عينه برويتها حيث يتلذذ بتلاوتها فقلت له على جهة الرغبة او على طريق الغبطة والله لقد ظفرت بما يوصلك الى مرضاته ويرقيك الى درجات جنابه تعالى فاستمسك بالفاظها ومبانيها وتحقيق معالمها ومعانيها والعمل باوامرها ونواهيها

اَنْ تَتْلُهَا خِيْفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظٰى

اَطْفَاَتْ حَرَّ لَظٰى مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمْ

"لظى" من اعلى جهنم او طبقة من طبقاتها وهى غير منصرف وما قيل من ان التنوين للضرورة فغفلة من معرفة الميزان اذ التنوين والالف متساويان فى الوزن و"لظى" الثانية وضعت موضع الضمير لئلا يلتبس اذ لا يحصل التشكيك وفى نسخة "حر لظى" بدل "نار لظى" والثانى انسب بالاطفاء الورد يطلق على ورد القرآن وعلى ورد الماء فاضافته الى الايات يؤيده الاول ووصفه "بالشبم" بفتح المعجمة وكسر الموحدة اى البارد يقوى الثانى فان حمل على الاول فمعنى "الشبم" هو الدافع للحرارة وان حمل على الثانى فتشبيه الايات به لانها سبب حياة الارواح كما انه موجب حياة الاشباح يعنى ان يقرء الايات القرانية ويتبع الاحكام الفرقانية خوفا من حرارة النار متنزلا عن درجة

Marfat.com

الاحرار والابرار اطفات حرها ودفعت ضرها من اجل ۔ ملازمة ورد القرآن الدافع لحرارة النيران وفيه اقتباس من الحديث الوارد انه اذا وقف المؤمن على الصراط يقول النار جُز يا مومن فقد اطفأ نورك لهبى

كَأَنَّمَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ

مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاءُوهُ كَالْحُمَمِ

عبر عن الماء بالحوض كانه محله فيكون مجازا بذكر المحل وارادة الحال او على حذف المضاف اى ماء الحوض وهو حوض الكوثر والمراد بالوجوه الذوات اذ بينها بالعصاة وشبهها بالحمم بضم المهملة وفتح الميم جمع حممة وهى الفحم يعنى تلاوت الايات القرآنية والعمل بالاحكام الصمدانية فى الدنيوية موجبة لبياض قلوب المؤمنين ونور صدور الموقنين بمنزلة حوض النبى صلى الله عليه وسلم فى الدار الاخرة حيث تبيض وجوه العصاة بالحوض والحال انهم جاؤه سواد كالفحم فى حديث الصحيحين فيخرجون منها فيلقون فى نهر الحيوة وفى رواية فيصب عليهم ماء الحيوة اى فيذهب السواد عنهم ويظهر البياض وكذلك الايات بقرائتها والعمل بها تبيض الوجوه كما قال تعالى يوم تبيض وجوه وتسود وجـــوه

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً

فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِى النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

يعنى الايات كالصراط فى انها يميز بين المحق والمبطل وكالميزان من جهة العدالة حيث انها تبين حق كل احد كما ينبغى وترفع الخصومة بالوجه الشرعية المقرون بالدليل العقلى فاذا كان كذلك فطلب العدل من غير الايات بين الناس لم يستقم ولم يثبت لان جميع احكام الشرعية راجعة اليها والسنة والاجماع والقياس كلها مبنية عليها .

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُودٍ رَاحَ يُنْكِرُهَا

تَجَاهُلًا وَهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

Marfat.com

"الحسود" بفتح الحاء مبالغة الحاسد وهو الذى لا يتعجب ولا يستغرب البتة من يبالغ فى الحسد على النبى صلى الله عليه وسلم كاليهود والنصارى وبعض المشركين حيث ذهب ينكر الايات البينات ويجحد المعجزات الواضحات تجاهلا اى اظهارا للجهل مع العلم بحقيقتها والمعرفة بحقيقتها والحال اذ هذا المنكر المتجاهل عين الماهرين وخير الفاهمين بما اشتملت الايات من انواع الدلالات على صدق الحاكى بها عن الله تعالى فانكارها مع تمادّه له دعا اليه الحسد على نهضة النبوة ومنحة الرسالة كما قال عز وجل ام يحسدون الناس على ما اتيهم الله من فضله فلا عجب فى انكارها للحسد فان الموجود قد ينكر لامر ما فى قوله

قَدْ يُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ

وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمٍ

"السقم" بفتحتين المرض يعنى قد تنفى العين وجود نور الشمس من اجل علة بها وان شاهدت وحققت ضياءها وكذلك الايات ظهورها اظهر من الشمس ولكن الاعمى لا يبصرها والخفاش لا تدركها والبليد يستحسنها فلا يلزم من نقصان الرائى نقصان المرئى قال تعالى فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى فى الصدور وقد ينكر الفم طعم الماء الذيذ المتعارف المعدود بانه حياة كل شى من اجل علة سقم يمنعه عن ادراك لذته وكذلك الذين فى قلوبهم مرض من لا ينفعهم شفاء القرآن ولا يستلذون بطعم الفرقان قال الله تعالى وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خساراً فهو كالنيل ماء للمحبوبين ودماء للمحجوبين يضل به كثيرا ويهدى به كثيرا

يَا خَيْرَ مَنْ يَمَّمَ الْعَافُونَ سَاحَتَهُ[1]

سَعْيًا وَفَوْقَ مُتُونِ الْأَيْنُقِ الرُّسُمِ

"يمم" قصد "العافون" جمع العافى وهو السائل "والساحة" العرصه و"سعيا" حال بمعنى ساعين "وفوق" عطف عليه بمعنى كائنين فوقها و"المتون" جمع المتن وهو الظهر و"الاينق" بتقديم الياء على النون مقلوب "الايق" اصله نوق فقدمت الواو ثم قلبت ياء لمزيد الخفة جمع الناقة و"الرسم" بضمتين وهى الابل التى توثر الارض من شدة

[1] وفى خريدة "كونه صلى الله عليه وسلم خير من يقعد اليه ارباب الحاجات يدل على كونه قاضيا لحاجاتهم ومعطيا لمقاصدهم" ١٢

Marfat.com

الوطنى والمعنى

ياسيّد من قصد السائلون ساحة كرمه وتوجه الطالبون الى فضاء علمه وحكمه مسرعين على اقدامهم ومستعجلين على اقدامهم وراكبين فوق ظهر الناقات القوية كهيئة حجاج الكعبة العلية ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم دنيوية واخروية بمشاهدة بيت الله العتيق وفيه اشارة الى تعميم توجه انواع السائرين الى حضرته وقصد اصناف السالكين الى خدمته صلى الله عليه وسلم من القريب والبعيد فى مسافة الطريق والقوى والضعيف والضيق والفقير والغنى على المجاز والتحقيق

وَمَنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ

وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمٍ

معطوف على المنادى و"الاية" العلامة تصديق على الدليل يعتبر بها ويقيس منها من يريد ان يميز بين الحق والباطل و"النعمة" بمعنى المنعم به وفى المصراع الاول ايماء الى قوله تعالى وانك لتهدى الى صراط مستقيم ويوضحه البيت الاتى كفاك بالعلم فى الامّيّ معجزة وفى المصراع الثانى ايماء الى قوله تعالى وما ارسلناك الا رحمة للعالمين وبه فسر صلى الله عليه وسلم قوله تعالى فكفرت "بانعم الله" بصيغة الجمع لافادة المبالغة ومحمل معناه ان من تامل فى مبناه فى خلقه الخليق وخلقه الحقيق وتدبر فى جميل اثره وحميد سيره وبراعة علمه وزجاجة حلمه وجملة كماله وجلة خصاله لم يمتر فى صحة نبوته ولم يشك فى صدق دعوته فيغتنم وجوده وما ظهر من علمه وجوده وتكرار النداء لاظهار الرغبة فى الاصغاء وجواب النداء

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّيْلًا اِلَى حَرَمٍ

كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِى دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

"سرى" لغة فى اسرى بمعنى سار فى الليل و"ليلا" نصب على الظرفية وذكره للتاكيد وتنكيره للتقليل والمراد من "حرم" الاول مكة شرفها الله تعالى ومن الثانى المسجد الاقصى وليس له حرم فالمراد به مكان محترم و"داج" اسم فاعل من الدجو وهو شدة الظلمة صفة موصوف محذوف اى ليلا داج ومن

Marfat.com

بیانیة والظلم بضم وفتح جمع ظلمة یعنی سریت باسراء اللہ تعالیٰ سیرًا عجیبا وسیرا غریبا کما اشار الیه قوله تعالیٰ سبحن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام المحترم المصفی فی ساعة قلیلة من لیلة جمیلة الی المسجد الحرم المعظم القدسی کما دل علیه قوله عزوجل من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی کسریان البدر وهو القمر فی اوان کمال ظهوره وعلو جماله نوره فی وقت الخفاء عن الاغیار تحت قباب الاستار ووجه التشبیه سرعة السیر فی الوصول الی المقام وکمال الاضاءة فی شدة الظلام والمراد بالظلمة حینئذ مع وجود البدر المبادر الی فهم بعض فضلاء زماننا انه یقتضی التناقض ویوجب التعارض هو الظلمة بالقوة لولا نور البدر فی الطلعة علی ان اللیل لا یخلو عن نوع ظلمة مع حصول نور البدر فی الجملة کما اشار الیه سبحانه وتعالیٰ بقوله وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا ایة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة وقیل ان سیره ورجوعه کان فی ثلاث ساعات اواربع ولهذا القدر من المعراج بجسمه وحال یقظته صلی اللہ علیه وسلم بالاجماع ومنکره کافر بلا نزاع واما منکره فوقه وهو الذی یذکره بعده فیعد من اهل الابتداع

وَبِتَّ تَرْقَى إِلَى أَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

"بت" ماض مخاطب من البیتوتة وفی نسخة و"ظلت" بفتح الظاء وکسرها اصله ظللت بمعنی صرت. و"ترقی" بفتح القاف ای تصعد و"نلت" معروف من النیل بمعنی الوصول او مجهول من "النول" بمعنی العطاء والاول اظهر وفی روایة اشهر و"القاب" القدر روی بالجر علی الاعراب والنصب علی الحکایة وهو اقرب الی الصواب و"من" بیانیة و"لم تدرک" مجهول من الادراک و"لم ترم" من الروم وهو القصد یعنی کنت فی تلک اللیلة الخفیفة ترقی وتصعد فی المعراج الجلیلة والمصاعد السنیة باختراق السمٰوٰت السبعیة الی ان وصلت منزلة ومرتبة بهیه هی قدر قرب قوسین عند تلاقی الطرفین من رب الکونین وهو کنایة عن کمال القرب والمراد قرب المکانة لا المکان لتنزهه تعالیٰ من المکان والزمان او یقال من عرش الرحمٰن او من مقام الوحی علی وجه الامتنان وترک "او ادنی" بمعنی "بل اقرب" الی الملک الاعلیٰ من ضرورة الشعر وفی الحکایة المتقدمة اشعار بانه صلی اللہ علیه وسلم لم یدرک تلک المنزلة العلیة بالمکاسب الاجتهادیة من الفضائل العلمیه

لہ لما قرب صلی اللہ علیه وسلم قال اللهم ما انت تفعل بامتی. قال اللہ تعالیٰ من سألنی اعطیته ومن توکل علیّ کفیته وفی الدنیا استر علی العصاة وفی الاخرة اشفعک فیهم "ولولا ان الحبیب یحب محابة حبیبه لما حاسبت امته" خربوتی و سیوطی — ۱۲

Marfat.com

والعملية وانما حصلت له بالمواهب اللدنية ولم تقصد ولم تطلب تلك المرتبة الجلية لغيره من الانبياء فضلا عن الاولياء واختلف فى هذه الترقى هل كان جسمانيا او روحانيا وهل راى ربه الكريم الجليل بعين البصر او بعين البصيرة ومتى كان وكم كان وكيف كان من تفاصيل قصه المعراج يعرف من كتب السير لاهل الاحتياج والمحتاج

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسْلُ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

"الرسل" مجرور على الصحيح وهو بسكون السين مخفف المضموم جمع رسول وهو اخص من "النبى" يعنى قد متك جميع الانبياء وسائر الاصفياء بسبب تلك المنزلة العلية والمرتبة الجلية تقديمها مثل تقديم المخدوم على الخدام وتسليم المقتدين فى الاحوال بالامام واختلف ان الامامة فى المسجد الاقصى او فى السموت العلى ولا مانع من الجمع ايماء الى مقام الجمع فى عالم الملك والملكوت بتوفيق الحى الذى لا يموت

وَأَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِى مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

والواو حالية و"الخرق" المرور والعدول الى المضارع استحضارا للحال الماضية و"الموكب" بكسر الكاف جماعة الفرسان "والعلم" الراية ويقرء فيه بالاشباع يعنى وانت تقطع السموت السبع التى تطابق بعضها بعضا او بعضها فوق بعض ماخوذ امن قوله سبع سموات طبا قا حال كونك مارا بالانبياء او بارواحهم ففى مسلم انه مر فى السماء الدنيا بادم وفى الثانى بعيسى ويحيى وفى الثالثة بيوسف وفى الرابعة بادريس وفى الخامسة بهارون وفى السادسة بموسى وفى السابعة بابراهيم عليهم التحية والسلام والاكرام فى جمع عظيم بهيئة عظيمه وهيئة كريمة اذ كان معه جبرئيل عليه السلام ويعبر عنه بالجمع كقوله تعالى فنادته الملئكة فانه فسر بجبرئيل واقيم مقام الجمع من الكرام وقوم من العظام كنت فيه اى فى ذلك المركب صاحب العلم اى مشار اليه والمدار عليه و"العلم" الرمح فى راسه راية ليكون على صاحب الملك علامة واية وقد كان جبرئيل عليه السلام يستفتح فى كل سماء بتمجيد الممجد المجيد فيقال له ومن معك فيقول محمد

Marfat.com

حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاوًا لِمُسْتَبِقٍ

مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًا لِمُسْتَنِمٍ

"حتى" غايه للاختراق و"اذا" ظرفية مجازية اى انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الى ان لم تترك غاية للساع الى السبق من كمال القرب المطلق الى جناب الحق ولا تركت موضع رقى وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة عالم الوجود بل تجاوزت ذلك الى مقام قاب قوسين اوادنى فاوحى اليك ربك من الحكمة ما اوحى

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ

نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

هذا البيان فى اختصاصه بالدنو المشار اليه بقوله اوادنى وبالمحبة الذاتية الالهية التى هى اعلى المقامات واغلى وقوله "خفضت" جواب اذا على شرطيتها وبدل من قوله لم تدع على تقدير ظرفيتها و"الخفض" حط رقبة و جعل شئ تحت شئ ومنه الخفض فى الاعراب و"الاضافة" الالصاق والنسبة و"اذ" متعلق بالاضافة والمعنى خفضت كل مقام ومرتبة من مقامات الانبياء عليهم السلام ومراتب الاصفياء ببركت اضافتك الى الحضرة العلية ونسبتك الى المحبة الالهية وبالاضافة الى مقامك الجلى او بنسبة حالك العلى حين ناداك بالرفع الى مقام الاعلى المعتبر عنه بقوله قاب قوسين اوادنى مثل المفرد العلم فى التعظيم والمشار اليه المشهور بالتكريم فيما افرد به من بين افراد جنسه وتميز عن اقرانه بامداد النسبة ولا يخفى ما فى البيت من الصيغ الايمائية الى الاصطلاحات النحوية من الخفض والرفع والاضافة والنداء والمفرد والعلم والمناسبات الجلية

كَيْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ

عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمٍ

علة غائية لقوله "سريت وبت" الى اخره وصلت ذلك المنتهى اى مترلة قاب قوسين اوادنى لتفوز بوصل من الله وقطع عما سواه اى مستتر عن العيون اى عن عيون الخلق و"سر" اى بحصول سر عظيم من اسرار

Marfat.com

المحبوب ومن آثار المطلوب "ای مکتتم" ای خفی عن اسرار الاغیار و"ای" فی الموضعین مجرور صفة لما قبلها دالة علی معنی الکمال ای بوصل کامل فی الاستتار وسر کامل فی الاکتتام واللام مقدرة قبلها و"ما" زائدة علی الوجهین قال الشیخ جلال الدین المحلی وهذا السر ماخوذ من حدیث علّمنی ربی لیلة الاسراء علوماً شتّی

فعلمٌ اخذ علیّ کتمانه وعلم خیرنی فیه وعلم امرنی ان ابلغه قال علی رضی الله فکان یسر الی ابی بکر وعمر وعثمان والیّ ما خیر فیه [1]

ذکره جمع من الشراح ولم اقف له علی اصل فی کتب الحدیث ولا ینافی ما رواه البخاری عن ابی جحیفة قال قلت لعلیّ کرم الله تعالی وجهه هل عندکم شیئ من الوحی مالیس فی القرآن قال لا والذی خلق الحبة وبرء النسمة فیهما یعطیه الله رجلا فی القرآن وما فی هذه الصحیفة قلت وما فی هذه الصحیفة قال العقل وفکاک الاسیر وان لا یقتل مسلم بکافر وفی البیت ایماءٌ الی رویته لربه ومناجاته بربه واختلف فی انه راه بعینه اوبقلبه اورای جبرئیل فی صورته وکذا فی مناجاته وانه یناجی ربه اوجبرئیل والاصل فیها قوله تعالی ما کذب الفؤاد ما رای وقوله تعالی فاوحی الی عبده ما اوحی علی ما یبین فی التفاسیر ولیس المراد من القرب وصل القرب المکانی الوصل الصوری بل ظهور اعظم منزلته واشراق انوار معرفته ومشاهده اسرار غیبته وقدرته والتخلق باخلاقه وقصر النظر علی مطالعة جماله وشهود کماله

فَحُزتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیرَ مُشتَرَکٍ

وَجُزتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیرَ مُزدَحَمٍ

"حزت" و"جزت" کلاهما علی وزن قلت والاول بالحاء المهملة من حاز جمعة والثانی بالجیم من جاوزه ای تجاوز عنه و"الفخار" بکسر الفاء ما یفتخر به من الفضائل والفواصل والشمائل اومصدر بمعنی المفاخرة و"غیر" اما مجرور صفة لما بعده واما منصوب علی انه صفة "کل" اوعلی انه حال فی الموضعین من الفاعل و"المزدحم"

---

[1] قال بعض اهل الحال لو بین کلمة من تلک الاسرار لجمیع الاولین والاخرین لماتوا جمیعا من ثقل ذلک الوارد الذی ورد من الحق علی قلب عبده وتحمل ذلک المصطفی صلی الله علیه وسلم بقوة ربانیة ملکوتیة لاهوتیة البسه الله تعالی ایاها ولولا ذلک لم یتحمل ذرة منها انتهی خربوتی ۱۲

Marfat.com

والمشترک اسم مفعول بمعنى المصدر قيل المراد من الفخار الغير المشترک مثل الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة والکوثر والشفاعة العظمى والمقام المحمود واللواء الممدود الى غير ذلک ومن المقام الغير المزدحم مقام المحبة وختم النبوة والمعراج والرسالة العامة وامثالها والمراد مقام العارفين الواصلين المسماة عندهم منازل السالکين والسائرين التى لايمکن التعبير عنها ولا الاشارة اليها فمن احب

ان يدرکها فليجاهد ليشاهد

فان الخبر ليس کالمعاينة والمقابلة کالمبائنة وهذه الدرجة تنتهى بالفناء فى التوحيد والاستغراق فى بحر التفريد وقنا الله من حجاب الاين الى قباب العين

فَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ

وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُولِيتَ مِنْ نِعَمٍ

"وُلِّيت" اى جعلت واليا و"اوليت"[1] اى "اعطيت" و"الادراک" الاحاطة بالشئ ذاتا وصفة و"المقدار" مايقدر به کيفية وکمية والرتب جمع الرتب و"النعم" جمع النعمة قيل المصراع الاول اشارة الى قوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى والثانى عبارة عن قوله تعالى لقد راى من ايات ربه الکبرى وفى تفخيمهما ايماء الى ان الافهام تحيرت عن تفصيل تفسير ما اوحى والاحلام ناهت فى تبيين تعيين ايات الکبرى

بُشْرَى لَنَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّ لَنَا

مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

"بشرى" مصدر اريد ما يحصل به المسرة المغيرة للبشرة وهى الحالة البسطية والبهجة الصالحة ونصب "معشر الاسلام" على الاختصاص کما فى قوله صلى الله عليه وسلم نحن معشر الانبياء لانورث وقيل هو هنا منادى و"ان" بالکسر للتعليل والمراد من "العناية" الالطاف الخفية الازلية التى لتورث السعادة

---

[1] فى قوله ما اوليت من نعم اشارة الى اعطائه تعالى لرصلى الله عليه وسلم فيها علم الاولين والاخرين خزينوى من روح البيان - ١٢

Marfat.com

الجليلة الابدية و"ركن" الشئ جزؤه الذى يستند اليه ومرجعه الذى يعتمد عليه والمعنى تباشير صبح السعادة والاقبال ومناشير البشر والبشارة والاجلال اشرقت لمعاشر الاسلام من اقوام العرب وجماعات الاعاجم حيث خصوا بركن ركين متين ودين ناسخ راسخ الى يوم الدين [1]

لَمَّا دَعَى اللّٰهُ دَاعِينَا لِطَاعَتِهٖ

بِاَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

"دعى" بمعنى سمى والله فاعله و"داعينا" مفعوله وسكون الياء ضرورة وقد جاء فى غير الضرورة فى قولهم اعط القوس باريها و"لطاعته" متعلق لداعينا و"اللام" بمعنى الى وضميره لِلّٰه و"باكرم" متعلق "بدعا" و"الرسل" بسكون السين لغة فى ضمها جمع رسول وقيل داعينا بدل من الفاعل ولطاعته متعلق بدعا وكذا قوله باكرم الرسل لكونه واسطة بيننا وبين الله وبمعنى قولهم كنا اكرم الامم اى عند الله لان شرف الامة بشرف نبيها صلى الله عليه وسلم وفى التنزيل كنتم خير امة اخرجت اى انتم والناظم رح اشار اشارة خفية الى المفهوم من كون الامة موصوفا بنعت الخيرية ان يكون رسولهم منعوتا بنعت الاكرمية ولكن عكس القضية الاستدلالية اجلالا لمرتبة الرسالة العلية المصطفوية المرتضوية فان كوننا خير امة من بقاجائزة وجدوى متابعته وان تكريم التبع من تكريم المتبوع على مقتضى المعقول المشروع ولما فرغ من قضية المعراج ومايتعلق به من حصول الوصول وبلوغ المنى والمراد شرع فى بيان غزواته وشجاعة سرايته فى مجاهدة الجهاد ومكابدة الكباد لدفع اهل الكفر والعناد والزيغ والفساد فقال

رَاعَتْ قُلُوبَ الْعِدٰى اَنْبَاءُ بِعْثَتِهٖ

كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

"الروع" بمعنى التخويف و"العدى" بكسر العين مقصورا اسم جمع للعدو و"الانباء" جمع النبأ وهو

---

[1] من خصائص هذه الامة انهم يدخلون قبورهم بذنوبهم ويخرجون منها بلا ذنوب لانها تغفر لهم باستغفار المؤمنين لهم" ١٢ من خريطتى

Marfat.com

خبر الذى فيه شان "والبعثة" الرسالة "ونبأة" صوت الاسد و"الاجفال" الارعاج عدوا واضرابا "والغفل" بضم المعجمة جمع غافل كنزنازل والمعنى خوفت اخبار نبوته واثار رسالته قلوب اعداء الدين من الكفار والمشركين مثل صيحة الاسد افزعت الاغنام الغافلة حيث تنزعج وتفر بمجرد صوته بدون سطوته وقيد الغفلة لزيادة تاثير الهيبة وفيه اشارة الى حديث الصحيحين نصرت بالرعب مسيرة شهر وروى الطبرانى نصرت بالرعب شهرين والمراد فى شرح العمدة لابن الملقن ورويناه نصرت بالرعب شهرا امامى وشهر خلفى ويقاس بذلك اليمين والشمال فيكون المراد بالاول شهرا من كل جهة

مَازَالَ يَلْقَاهُمْ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ

حَتَّى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلَى وَضَمِ

"يلقاهم" يقرء باشباع الميم و"المعترك" على صيغة المفعول بمعنى المعركة و"حكاه" شابهه "والقنا" الرمح و"الوضم" بفتح المعجمة خشبا يقطع القصاب اللحم فيضعه عليه ليرغب المشترى يعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم جاهدا اعداء الاسلام فى كل معركة وملحمة ومقام حتى تركهم القتل على رؤس القنا مشابهين اللحم الموضوع على الخشب المعلق من السماء عبرة للناظرين ونزهة للمتفرجين وفى تشبيه الاصحاب بالقصاب وتشبيه الكفار بالغنم مبالغة فى كمال شجاعة احبائه ودلالة على جبن قلوب اعدائه

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوا يَغْبِطُونَ بِهِ

أَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

"الغبطة" ارادة نعمة مع عدم ارادة زوالها عن صاحبها و"اشلاء" كاشياء "جمع شِلو بكسر الشين وهو العضو و شالت بمعنى ارتفعت "والعقبان" بكسر العين جمع العقاب بالضم وهو والرخمة نوعان من الطير يقعان على الميت ياكلان منها ويحملان لفراخهما يعنى الكفار تمنى الفرار عن سيد الابرار وسند الاخيار الذى يتمنى خدمة الاحرار فقاربوا من كمال تقزعهم وضعف جوفهم ان يتمنوا ان يحصل لهم ما حصل للاعضاء حيث ارتفعت بها الطيور الى الهوى ليخلصوا من جهاد سيد الانبياء واصحابه سادات الاولياء

Marfat.com

تمضى الليالى ولا يدرون عدتها

مالم تكن من ليالى الاشهر الحرم

اى تمرّ الليالى بايامها وتنقضى الاوقات باعلا مها ولا يعلم الكفار عددها من شدة هموم اجتهادهم بمجاهدة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وحسبا عددها مالم تكن الليالى من ليالى الاشهر الحرم وهى رجب وذو القعدة وذو الحجة والمحرم فانهم يدرونها بامساك النبى صلى الله عليه وسلم القتالى فى الشهر الحرام وفى العدول عن الاوقات والايام الى الليالى ايماء الى سوء حال اوقاتهم فان ظلمة الزمان وسواده كناية عن ذلك واشارة الى ان قتالهم فى الليالى التى مكان راحتهم وزمان استراحتهم كانت كذلك فكيف زمان ايامهم المشوشة عليهم بانواع الكدورات واضداد الضرورات

كانما الدين ضيف حل ساحتهم

بكل قرم الى لحم العدا قرم

"القرم" بفتح القاف وسكون الراء السيد وبكسر الراء شديد الاشتهاء الى اللحم اى انما الكفار وقعوا فيما وقعوا من وهنهم لان دين الاسلام مثل فى اعينهم بتمثال سلطان نزل ضيفا فى ساحة دراهم مستوليا على خط بلادهم وديارهم ومعه من جنودهم كل سيد مطاع حريص لاكل الاعداء وسند شجاع مهيب فى عيون الاشقياء فلم يعلموا ماهو فقلقوا وتاهوا وفيه ايماء الى ان الدين يجب القيام بخدمته لوصوله والاختتام بحضرته وحصوله والا فله الانتقال الى قلوب ارباب الكمال وفيه اشعار بان الضجيج من الضيف واهل الارتحال ملة الكفار والجهال .

يجر بحر خميس فوق سابحة

ترمى بموج من الابطال ملتطم

"الجر" الجذب والقود و"الخميس" جيش كثير له خمسة اركان مقدمة وساقة وقلب ومينة وميسرة

Marfat.com

والجيش يشبه فى المهابة والجريان والاهلاك واللمعان وتموج بعضه ببعض فى الميدان والهيجان وجراء العسكر من يرون فى الهيجان بحكمه ويصدرون عنها بامرة و"فوق سابحة" "صفة "بحر" اى طائفة جارية من الفرس والابل وكذا ترمى بموج والباء للتعدية كما فى قوله تعالى ترمى بشرر والضمير فى "ترمى" "الى البحر و"الخميس" لا الى السابحة كما توهم والموج ما يحصل من التلاطم والاضطراب و"من" بيانية و"ملتطم" صفة "موج" اى ضارب بعضه على بعض من شدة الهيجاء وقوته و"الالتطام" هنا مضافة الابطال عند المسابقة واصطكاك اسلحتهم و"الابطال" جمع بطل وهو الشجاع والمعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم يجر جند الخمسا مشبها بحر يموج ويجرى على خيول رائقة ونوق خائضة فى ميدان المعارك ومضمار المهالك تقبل وتدبر فى اوانه ومكانه وتوصل وتحمل فى زمانه وذلك البحر ترمى موجا متلاطما بتلاحق وهو الابطال الذى تصادم وتسابق وتصاكك اسلحتهم وتتلاصق

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ

يَسْطُو بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمٍ

يقال "ندبه" دعاه "وانتدب" اجاب واما ما قال جلال الدين المحلى من انه بفتح اللام بمعنى مدعو فهو فى غير محله واغترب الشيخ زكريا حيث تبعه ولم يتعقبه فى القاموس ندبه الى الامر كنصره دعاه وحثه ووجهه "وانتدب لله" لمن خرج فى سبيله اى اجابه الى غفرانه و"الاحتساب" طلب الثواب والاجتهاد فى تحصيل النية وتحصيل الاخلاص و"الحسبة" الاجر قيل "لله" متعلق بمحتسب والاظهر تعلقه "بمنتدب" لان الاختصاص مفهوم بنية الاحتساب بخلاف الانتداب ويحتمل التنازع "يسطوا" اى يصول "واستاصله" قلعه من اصله و"اصطلمه" اهلكه "ومن كل" بدل من قوله من الابطال او بيان لها وهو الاوجه فان هذا البيت مسوق لوصف تلك الابطال بالهمم العالية والمقاصد الغالية كما ان البيت الاول سوق لوصف الجيش بكسر العدو وغاية السدود ونهايه المدد اولئك الابطال المهرة فى ابطال اهل ضلالهم كل مجيب لدعوة الحق بالرغبة الكاملة والمجتهد فى اخلاص النية بالحسبة الشاملة يصول ويحول بقوته وبقدرته تعالى يحول ملتبسا بمستاصل للكفر واهله ومصطلم للباطل من اصله ونسله من ايات القتال من سيف ورمح ونصل

حَتَّى غَدَتْ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ وَهِيَ بِهِمُ مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ

"حتى" غاية "ليجر" وهى "بهم" حالية "موصولة الرحم" صفت موصوف محذوف اى ذات رحم موصولة الرحم وهى

Marfat.com

خبر لغدت "الرحم" القرابة وصلة الرحم رعاية الاقارب بصلة اوزيارة وزيادة اونعهد اوتفقد ونحوها مما يلتمسون منه ورد صلوا ارحامكم ولو بالسلام و"من بعد" متعلق "بخدت" والمعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم يجر الجيوش والرايا وبخيف الخيول والمطايا حتى صارت ملة الاسلام والحال انها ملتبسة بهم لايفارقهم فى شدة الفزع ولاكثرة الدفاع وبقيت ذات شوكت واعوان بعد كونها غريبة ذات عجز وهوان فالمراد من الغربة والوصلة لازمهما فى المقام اعنى الاهانة والاكرام وفيه ايماء الى قوله صلى الله عليه وسلم بدء الاسلام غريبًا و سيعود كما بدا فطوبى للغرباء رواه مسلم وبدا بالهمزة اى جاء وظهر بين قوم لايقومون به فهو مقطوع الرحم ثم قام به الصحابة رضى الله تعالى عنهم فوصلوا رحمه وشكروا نعمه

مَكْفُولَةً اَبَدًا مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ

وَّخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتَمْ وَلَمْ تَئِمْ

"مكفولة" خبر ثان او خبر مبتدا محذوف فهو هى ومعناها محفوظة فضمير "منهم" راجع الى الكفار او متكلفة فالضمير الى النبى صلى الله عليه وسلم المختار ويريد بالاب والبعل سيد المرسلين وبعده الخلفاء الراشدين وبعدهم العلماء المجتهدين والامراء المجاهدين يقال يتم الولد بكسر الفوقانية يتيم بفتحها اذا مات ابوه وهو نظير امة المرأة تيئم كباعت بتيع اذا خلت من زوجها ومنه قوله تعالى وانكحوا الايامى منكم وقوله "ابدا" ايماء الى انها مصونة عن النسخ والتبديل والمعنى صارت ملة الاسلام محفوظة بكفالة الله تعالى من جهة النبى صلى الله عليه وسلم بان يجعلها دائما فى حضانة مربى مشفق وحماية قيم موفق بل هى ابدا منصورة باولى العلم اصحاب العدل والكرم والحلم مصونة بحماية الملك الجليل فنعم الكفيل والوكيل

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مَّصَادِمَهُمْ

مَاذَا رَاَى مِنْهُمْ فِىْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

"هم الجبال" تشبيه البليغ كما فى زيد الاسد ووجه التشبيه الثبات والتمكن والقرار من غير قرار والصلابة والعظمة والهيبة والمعدلة "والمصادمة" "المقارعة و"المصطدم" مصدر او اسم مكان او زمان و "ماذا راى" بدل من ضمير "عنهم" و"منهم" فى البيت يقرا بالاشباع "والفا" فى "سل" جواب شرط محذوف اى

Marfat.com

ان لم تصدقنی فسل عنهم مصادمهم فان مصادمهم الجبال ینکرو یهلك اویتاخرو ینهزم فی الحال فسل عنهم ماذا واوامن الرجال کالجبال من الثبات فی شدة والصبر فی المحنة والشکر فی النعمة فی کل معرکة وزمان حرکت وفی نسخة "مصادمهم" بفتح المیم ای مواضع حربهم و"ماذارای" بصیغة الافراد ای کل واحدة من الامکنة وهوانسب بالبیت الاتی علی طریق العطف التفسیری اومن عطف الخاص علی العام

فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

"حنین" واد بین مکة والطائف و"بدرا" موضع بین مکة والمدینة و"احد" جبل بقرب المدینة و"فصول" بدل اوخبر محذوف ای اسئل اهل هٰذه الامکنة من الذی اطلعوا علی وقائع تلك الازمنة حیث وجد فیها انواع هلاك للاعداء واصناف بلاء اشد اصابة من الوباء وتفصیل هٰذ الغزوات فی کتب السیر مسطور وفی بعض التفاسیر مذکور قیل وذکر الاحد غیر مناسب لما وقع فیه من الهزیمة واجیب بان الشجاعة انما تعرف حال الکسر بالثبات والتحفظ وای شجاع اقوی من حالهم ان بعد الهزیمة ثبتوا حتی رجع الکفار خائبین الی بلدهم ولم یقدروا علی الاستیصال بعون الملك المتعال والاحسن ان یقال ان المؤمنین غلبوهم اولا ثم لما تفرقوا الی الغنیمة وترک رماة المسلمین المراکز ومحل القرار رجع الکفار بعد الفرار ودخلوا من ورائهم فوقع ماوقع من قتالهم ومع هٰذا اثبتهم الله تعالی بالتحفظ من اعدائهم والتخلص من استیصالهم اولا واخرا وظاهرا وباطنا والحمد لله علی ذلك

اَلْمُصْدِرِی الْبِیْضِ حُمْرًا بَعْدَ مَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعِدٰی کُلَّ مَسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

"اصدره" عن المنهل اخرجه و"اورد" فیه ادخله و"ورد" فیه دخل و"ما" مصدریة و"المصدری" مضاف الی "البیض" ولهذا سقط نونه وهو منصوب بتقدیر "اعنی" اوامدح و"البیض" السیوف المصقولة ویجوز نصبه کماقرء والمقیمی الصلوة وحذف النون تخفیف و"حمرا" حال من البیض ای ملطخة بالدماء و"من العدی" حال من "کل" و"من" للتبعیض وهو مفعول "وردت" و"من اللمم" بیان مسود و"اللمم" جمع لمة وهی الشعر

Marfat.com

المرسلة الى المنكب والمراد منتهاها وفيه ايماء الى ان الكفار المقتولين غالبتهم شبابا

وَالْكَاتِبِينَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
أَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

"الكاتبين" عطف على "المصدرى" اى الطاعنين بسمر الخط "وهى الرماح جمع اسمر والخط شجرها وقيل موضع باليمامة يجلب اليه من الهند ماتركت اقلامهم اسلة رمامهم حرف جسم من الكفار اى طرفه غير منعجم اى بلا اثر و"غير" بالنصب صفة "لحرف" وبالجر صفة "لجسم" والجملة المنفية حال من سمر على رواية اقلامها اى غير تاركة اقلامهم ويحتمل ان يكون استينافية و "ما" موصولة مفعول "للكاتبين" والعائد الى "ما" محذوف ولا يخفى ما فى طى البيتين من لطائف العبارة وظرائف الاشارة ومحمل معناهما ان الاصحاب الذين هم اولوا الالباب بتوفيق رب الارباب يوردون السيوف فى اعناق الاعداء مبيضة ويصدرونها بتلطخ دمائهم محمرة ويكتبون على اصفحات رقاع وجوههم منشور الخسارة باقلامهم الرماح الخطية الماونة عن الانكسار وما تركت هذه الاقلام طرف جسم منهم محملة بلا نقطة ولا منبت شعر منهم مجملة بلا طعن

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يُمْتَازُ بِالسِّيمَا مِنَ السَّلَمِ

"شاكى السلاح" صفة "المصدرى البيض" او بدل منه او حال عنه اى تامة وقيل حادية وهو اسم فاعل من "الشوكة" بعد القلب والسيما هى العلامة "والسلم" شجر يشبه شجر الورد يمتاز الورد عنه بحسن الخلقة وبهاء المنظر وطيب الرائحة وقيل شجر ذو شوكة يكون فى البادية وقيل مطلق الشجر والمعنى هؤلاء الشجعان اصحاب الابرار باعداد الاسلحة وامداد القوة اشداء على الكفار رحماء بينهم بالتواضع و الانكسار والكرم والايثار يمتازون فى عين الاحباء من الاعداء بحسن السيماء كما يمتاز الشجر من الشجر والشجر من الثمر فهم ازهار حدائق الوجوه سيماهم فى وجوههم من اثر السجود

تُهْدِي إِلَيْكَ رِيَاحَ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ
فَتَحْسِبُ الْوَرْدَ فِي الْأَكْمَامِ كُلُومَكُمُ

Marfat.com

يقرء البيت باشباع ضمة ميم "نشرهم" و"تحسب" بكسر السين وفتحها "والاهداء" ارسال الهدى والمراد برياح النشر بكاته وثمراته وقد يراد بالرياح الدولات قال الشاعر

اذا هبت رياحك فاغتنمها ∴ فعقبى كل عاصفة سكون

والمراد بنشرهم اخبارهم الطيبة و"الاكمام" جمع كم بكسر الكاف وهو الغلاف و"الكمى" الشجاع وهو بتشديد الياء قيل خفف للضرورة قوله "فتحسب الزهر" من قبيل تشبيه المقلوب اى فتحسب كل كمى فى الدروع زهرا فى الاحكام وفيه ادعاء ان نشرهم اخذ المشام بحيث كلما وصل اليها رائحة طيبة تظنها نشرهم وقيل كل كمى مفعول اول لتحسب وما قبله الثانى والزهر فى اكمامه احسن منظرا واطيب رائحة منه فى الخارج

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا
مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

"الربى" جمع ربوة بتثليث الراء وهى ما ارتفع من الارض و"نبتها" اثبت فى الارض نبت غيرها لطول عروقه حتى يصل الى الماء بخلاف نبت غيرها فى ظهورا ثبت من غيرهم لكن من شدة الحزم بكسر الشين وفتح الحاء اى من قوة الثبات ومراعاة الاحتياط لا من "شدة الحزم" بفتح الشين وضم الحاء والزاء جمع حزام وهو ما يشتد به السرج وغيره على ظهر الدابة بالربط التام والاستحكام التمام

طَارَتْ قُلُوبُ الْعِدَى مِنْ بَأْسِهِمْ فِرَقًا
فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

"فرقا" بفتحتين اى خوفا وفزعا وهو تميز من نسبة الطيران الى القلوب والبهم بفتح الباء وسكون الهاء جمع بهمة وهى السخلة ولد الغنم والبهم بضم ففتح جمع بهمة بضم فسكون بمعنى الشجاع والمعنى ان قلوب الاعداء اضطربت من اجل شدتهم فى الحرب فنزعت الى ان صارت لا تميز بين المذكورين ولا تفرق بين المسطورين لان نظرهم محصور على الظاهر ولا يفرقون بين القذر والطاهر واما المؤمنون فبنظرهم الدقيق المقرون بالمعنى الحقيق يميزون بين المحق والمبطل ويفرقون بين الحق والباطل قال الله تعالى وما يستوى البحران وان كان فى نظر الحيوان انهما مستويان هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج ومن لم يذق لم يعرف ومن يغترف يعترف

Marfat.com

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ

اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمٖ

"النصرة" مصدر بمعنى المفعول و"الاسد" بضم الهمزة وسكون السين جمع اسد "الاجام" بالمد جمع اجمة وهى ارض كثير القصب و"يجم" بفتح الياء وكسر الجيم من وجم اى يسكن من حزن او يسكت منها والشرط الثانى وجوابه جواب الاول وليس هذا من توالى الشرطين المشهورتين ثانيهما حال من الاولى وان الجواب له نحو ان جئتنى ان تاديبى اكرمتك اى ان جئتنى متاديبا اكرمتك ولا بد من تقديم التاديب على المجئ ليتحقق مقارنته له ونحوه ولا ينفعكم نصحى ان اردت ان نصح لكم ان كان الله يريد ان يغويكم والمعنى

من يكن نصرته واعانة وقوته واغاثته على محاربة الاعداء بواسطة سيد الاحباء ان تلقه جميع افراد الاسد المشهور بالشجاعة والمهابة فى مجالسها المسماة بالغابة وهى فيها اجرع منها فى غيرها فى ايصال الكابة يسكن على حاله ولا يتحرك خوفا منه فى ماله وفى هذا البيت اشعار

بما روى محى السنة فى شرح السنة عن ابن المنكدر ان سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطأ الجيش بارض الروم واسر به فانطلق هاربا يلتمس الجيش فاذا هو بالاسد فقال يا ابا الحارث انا مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من امرى كيت وكيت فاقبل الاسد له بصبصة حتى قام الى جنبه كلما اسمع صوتا اهوى اليه ثم اقبل يمشى الى جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الاسد ذكره صاحب المشكوة فى باب الكرامات

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرُ مُنْتَصِرٍ

بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ

"من" فى الموضعين زائد وضمير "به" للرسول و"الانقصام" بالقاف هو الرواية وهو الانكسار فوق الانفصام بالفاء اعنى الانكسار مع البينونة و"غير" فى المحلين جار جره على الوصفية ونصبه على انه مفعول ثان "لترى" على ان يكون من رؤية القلب ورفعه على انه خبر مبتدا محذوف هو هو يعنى ولن تعلم وليا له صلى الله عليه وسلم غير منصور به ولا تبصر عدوا حال كونه غير مكسور ومقهور به

Marfat.com

بل كل ولى منتصر وكل عدو منكسر [1]

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِىْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ
كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِىْ اَجَمِ

"الاحلال" انزال و"الاشبال" جمع بكسر الشين وهو ولد الاسد و"الاجم" بفتحتين جنس مغابة الاسد والواحد اجمة اى احل امته المرحومة فى حصن الملة المعصومة كما ان الاسد ينزل مع اولاده فى اجمة للماجونة وفيه ايماء الى ان الملة كالحصن للامة فمن التجى اليه سلم من الآفات ومن خرج عنها تعرض للبليات لما ورد فى الحديث القدسى لا الٰہ الا اللہ حصنى فمن دخل حصنى اَمِن مِنْ عذابى وفى المصراع الثانى اشارة الى انه صلى اللہ عليه وسلم من كمال شفقته ورحمته وتاديبه وتعظيمه لامته كالاب لهم قال اللہ تعالى النبى اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهتهم وفى قراءة شاذة وهو اب لهم

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ
فِيْهِ وَكَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

"كم" خبرية و"جدلت" بالتشديد اوقعت على الجدالة وهى الوضع على وجه الارض و"فيه" يقرأ بالالف شاذ

---

[1] وفى الخريوتى "ان الاصحاب منتصرون به صلى اللہ عليه وسلم فى كل الاوقات والاعداء مقهورا - ومعلوم ان جميع الاولياء منتصرون به صلى اللہ عليه وسلم - ولذا قال الولى الشيخ احمد المدلم لم تكن الاقطاب اقطابا ولا الاوتاد اوتادا الا برسوله اللہ وتعظيمهم له واجلالهم شريعته ..... وكل من يتكلم بما يتاذى به عليه الصلوة والسلام فهو عدو ولذا قال الحقى فى روح البيان حكى عن بعض الكبار انه قال كنت فى مجلس بعض الغافلين فتكلم الى ان قال لا مخلص لاحد عن الهوى ولو كان فلانا اراد به النبى عليه السلام حيث قال حُبِّبَ اليَّ من دنياكم ثلاث - فقلت له اما تستحى من الله فانه عليه السلام ما قال احببت بل قال "حبب" فكيف يلام العبد على ما كان من الله كرامة ثم حصل لى هم وغم من استماع هذا الكلام فرئيت النبى صلى اللہ عليه وسلم فى المنام فقال لا تغتم فقد كفينا امره ثم سمعت انه خرج الى ضيعة له فقتل فى الطريق - نعوذ باللہ عن التطاول على الانبياء وورثتهم من العلماء والاولياء انتهى - ١٢

Marfat.com

الضمير اليه صلى الله عليه وسلم "وخصم" اى غلب فى الخصومة من خاصمت زيدا فخصمته "والجدل والخصم" بكسر فيهما صفتا مبالغة وهما مفعولان "ومن" زائدة فيهما والمعنى كثير من المرات قطعت وغلبت كلمات الله من الايات البينات المبالغة فى المجادلة والمجاهدة فى المعارضة لاظهار نبوته واشعار رسالته صلى الله عليه وسلم ومن الكرامات الزمن الحجج الواضحة والمعجزات الظاهرة المخاصمة غاية الخصومة والمعالجة

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً
فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيبِ فِي الْيُتْمِ

"الباء" زائدة كما فى قوله تعالى وكفى بالله شهيدا "واللام" للجنس والمراد به الفرد الكامل الاصى منسوب الى الام وهو من لم يدركه تربية الاب او على وصف خرج من بطن امه بدون اكتساب قراءة وكتابة او منسوب الى امة العرب وهم قوم غالبهم عدم معرفة الكتابة والحساب "والتاديب" مصدر المجهول وهو معطوف على العلم "واليتم" بضمتين مصدر جعل حينا فى المعنى وهو بمعنى "اليتيم" كالعدل بمعنى العادل وترك قوله "معجزة" بعد قوله "اليتم" للعلم بهما مما قبل واراد بالمعجزة الخارق للعادة وان اعتبروا فيها مع ذلك اقترانه بالتحدى وهو دعوى الرسالة مع عدم المعارضة من الرسل اليهم والمعنى ان معجزاته كثيرة لا تحصى وخوارق عاداته شهيرة لا يخفى واذا نظرت بعين البصيرة والاهتداء وكحلت بصرك بنور التوفيق والاقتفاء رئيت ذاته الشريفة مع صفاته محل خوارق العادات الربانية ومظهر المعجزات السبحانية

حينئذ كفاك ايها الطالب بمعجزاته وحسبك ايها الراغب بخرق عاداته الدالة على كمال كرامات العلم والمشتمل على الاصول والفروع المختلط بالمعقول والمسموع ممن لم يتعلم من العلماء ولم يكتب مع الاباء فى زمان كثرة الجهل والسفهاء حيث صرف فيه شرع السابق وصرف الوحى اللاحق وكذا كفاك كونه مؤدبا بمكارم الخصال ومتادبا على وجه الكمال فى اوان يتمه وزمان حداثته واول خلقته وفطرته بلا وجود اكتساب رياضى بل بجود الهى فيا ضى بغض اليه الاوثان وكره اليه العصيان وحبب اليه الايمان وزين اليه العرفان ووصل الى مقام الاحسان وهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم ادبنى ربى فاحسن تاديبى وقال بعضهم حسبى ربى من كل .

خَدَمْتُهُ بِمَدِيحٍ اسْتَقِيلُ بِهِ ذُنُوبَ عُمْرٍ مَضَى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

Marfat.com

"المديح" مايمدح به وقيل انه مصدر و"الاستقالة" طلب العفو واراد بالشعر ههنا معناه المصدرى اى الاتيان بالكلام الموزون المقفى وكثيرا مايطلق على نفس ذلك الكلام فيمكن ان يقدر مضاف اى ما فى استعماله اوتاليفه و"الخدم" بكسر الخاء جمع خادمة والمراد بها خدمة المخلوقين كما ان المراد بالشعر الشعر المذموم وجملة "استقيل" صفة "لمديح" وقيل حال من فاعل خدمته والمعنى انتشرف بخدمته صلى الله عليه وسلم باستعانة مديح اطلب العفو من الله تعالى سببه ذنوب مدة حيوة مضت بالاشتغال بالشعر فى مدح الناس ومذمتهم وضاعت فى خدمات ارباب الدنيا لاغراض فاسدة فى صحبتهم

إِذْ قَلَّدَانِيْ مَا تُخْشَىٰ عَوَاقِبُهُ

كَأَنَّنِيْ بِهِمَا أُهْدِيْ مِنَ النَّعَمِ

"اذ" تعليلية لاستقيل والتقليد ربط العنق ويجئ بمعنى الالزام ويقرء البيت بفتح الياء من "قلدانى" والضمير فى "بهما" راجع الى الشعر والخدمة المذمومين و"الهدى" مايهدى من النعم وهو الابل والبقر والغنم للذبح فى الحرم ومن شانه ان يقلد اى يتعلق شئ فى عنقه ليعلم انه هدى فلا يعترض له شئ ثم يخر "من" بيانية والمعنى لان فضول الشعر وحصول خدمته الخلق الزمانى علقا رقبتى الاثام والاوزار التى تخشى عواقبها من انواع العقاب فى عاقبة الدار وكاننى عينت للهلاك بسببهما فانما اوقعانى فى معرض التبار

أَطَعْتُ غَيَّ الصِّبَا فِي الْحَالَتَيْنِ وَمَا

حَصَلْتُ إِلَّا عَلَى الْآثَامِ وَالنَّدَمِ

اى اطعت ضلالة الصبا وجهالة الشباب الناشية عنهما فى حالتى استعمال الشعر واشتغال الخدمة وتضييع العمر بهما والحال انا ما حصلت شيئا من جهتهما الا الوقوع على المعاصى والندامة والتحسر والتحزن على ما وقع من المناهى والمراد بالندم مايترتب عليه الندامة والا فالندم نفسه توبة وهى موجبة للنجاة وللدرجات وسيلة فلا يدخل تحت الشكاية ويروى "حصلت" بالتخفيف فالمعنى ما وقعت على كل شئ من الاغراض الباطلة والمقاصد الفاسدة الا على المعاصى والندامة ويمكن لفا ونشرا فالاثام مترتبة على مدح الفسقة والندامة على خدمة الجهلة.

Marfat.com

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِي فِي تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّينَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

فى بعض النسخ "فياخسارة النفس" على التنكير والمنادى هنا محذوف اى ياقوم اعتبروا خسارة نفسى او المنادى وهو خسارة نفسى اى تعال ليعجبوا منك فى امرك ونداء غير العقلاء شائع فى كلامهم قال المحلى فيه معنى التعجب اى ما اخسرها والمراد بالاشتراء الاستبدال والدنيا بمنزلة الثمن فلهذا دخله الباء "والسوم" طلب الشراء من باب نصر والمعنى انظروا يا اصحابى واعتبروا يا احبابى من خسارة نفسى الفاسدة فى معاملتها الكاسدة من ايثار الدنيا الفانية مع معارضتها للعقبى الباقية على الدين القويم الموصل للنعم المقيم حيث لم تشتر الملك الباقى بالثمن الفانى ولم تقصد تحصيل الدين بترك الدنيا بحسن النية وصفاء الطوية وفيه مبالغة لا تخفى وايماء الى عدم امكان الجمع بعينهما وقال بعض اهل الاشارة اى لم تبدل الدنيا بالدين مع انه يحصل بادنى تبديل وهو حذف الالف الدالة على حسنة الانوثة وتقديم ياء اليمين "فطوبى" لتقديم المسيرة وتقديم الهمة على تاخيرة تنورة النفس المائلة الى الزهر

وَمَنْ يَبِعْ آجِلًا مِنْهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِنْ لَهُ الْغَبْنُ فِي بَيْعٍ وَفِي سَلَمِ

"الآجل" بالمد هو الاتى بعد اجل والمراد به الدنيا ومنه يقرء بالاشباع وضميره راجع الى "من" وكذا ضمير "عاجله" وروى بعاجلة بالتانيث وقيل ضمير منه يعود الى الذين ومدخولة الباء هو الثمن المحذوف دون الثمن المتروك على عكس المشترى حذف عنه المضاف اليه اى بيعه وسلمه و"يبن" مضارع مجزوم من باب بان يبين كباع يبيع بمعنى ظهر والبيع انواع بيع العين بالعين وهو المقايضة وبيع الدين بالعين وهو السلم بفتحتين وبيع العين بالدين وهو المداينة وبيع الثمن بالثمن وهو الصرف وما نحن فيه من قبيل السلم ولهذا تعرض له مع اندراجه تحت البيع وفيه اشارة الى الرد من يقول من الملاحدة الدنيا نقد والاخرة نسيئة واعطاء النقد لها غير معقول فان السلم انما يكون باعطاء النقد للنسيئة وحذاق التجار يلقونه بالقبول ولذا ذم الله تعالى الكفار بقوله كلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة وقال من يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء اى ميشاء

لمن يريد اى لا لكل من يريد ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموما مدحورا اى مطرودا ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم مشكورا كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا اى ممنوعا وحاصل المعنى ان من اخذ العاجلة وترك الاجل يظهر له الخسارة الكاملة فى تجارته والغبن الفاحش فى معاملته قال الغزالى لو كانت الدنيا ذهبا فانيا والاخرة خزفا باقيا لاختيار العاقل الخزف الباقى على الذهب الفانى فكيف والامر بالعكس وقال تعالى من كان يريد حرث الاخرة نزد له فى حرثه اى باعطاء الدنيا له ايضا ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها اى بعضها وماله فى الآخرة من نصيب

وَإِنْ أَتَتْ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِي بِمُنْتَقِضٍ

مِّنَ النَّبِيِّ وَلَا حَبْلِي بِمُنْصَرِمٍ

روى "عقدى" موضع عهدى والمعنى ان افعل ذنبا او اسئ كسبا وعدل من قوله الظاهرة ان اذنبت اما للاستخفاف او لارادة الاصح فليس عهدى وهو الايمان بالنبى او الامان منه منتقضا لان نقض التوبة بارتكاب المعصية لا ينقض عهد الايمان ولا عقد الامان ولا حبلى اى ولا تعلقى بزيل لمحبته ولا رجاء شفاعته صلى الله عليه بمنقطع لا من جانبى ولا من جهته صلى الله عليه وسلم وقيل المراد من العهد ما يفهم من قوله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله دخل الجنة وبالحبل ما يعلم من قوله تعالى ومن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها [1]

فَإِنَّ لِي ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِي

مُحَمَّدًا وَهُوَ أَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

يقرأ "منه" باشباع الضمير الراجع اليه صلى الله عليه وسلم وتسمينى مصدر مجهول مضاف الى مفعوله الاول و"محمدا" عليه الصلوة والسلام مفعوله الثانى و"الذمم" بكسر اوله جمع الذمة وهى العهد

---

[1] الاصوب ان يكون المراد من العهد والحبل هو الوعد الذى جاء فى التسمية بمحمد (صلى الله تعالى عليه وسلم) حرره لطفى - ١٢

والامان والسلام وقيل المراد بالذمة هنا وعد الشفاعة لمن يسمى بمحمد واحمد على ماروى وحاصل هذا البيت تعليل للحكم فى البيت السابق والمعنى لان اسمى محمد وهو دال على محبته احمد والاسم لا يتغير بمخالفة المسمى وهو صلى الله عليه وسلم بمراعاة الذمم اوفى فيقوم بحقها بالشفاعة لاهلها فى دار العقبى [1]

اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِىْ مَعَادِىْ اَخْذًا بِيَدِىْ

فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

"المعاد" مصدر او مكان او زمان والمراد منه رجوع الارواح الى الابدان والاخذ باليد كناية عن المعاونة وفضلا تمييز والا بكسر الهمزة وتشديد اللام ورى بالتنوين وهو بمعنى الذمة والعهد قال الله تعالى لا يرقبون فى مؤمن الا ولا ذمة وهو الصحيح اى وان لم يكن معينا فضلا اى احسانا ان الله على الوعد او عدلا وهو الوفاء بالعهد والذمة قالوا او بمعنى او وروى بغير تنوين فهو مركب من ان الشرطية ولا النافية بمعنى وان لم يكن كذلك وظاهره مفسدة للمعنى كما لا يخفى فهو بمعنى الشرط الاول وتاكيد له والجواب فقل خطاب مجرد من — اى فقل يا زله القدم احضرى فهذا اوانك وهى عبارة عن الوقوع فى المهالك ويمكن حملها مزلة القدم عن الصراط فى النار ويمكن ان يقال الخطاب عام اى فقل لى ايها الخاطب يا فلان احذر زلة القدم واما ما قيل من تقديره وان لم يكن عهدا فى الاولى وفضلا فى الاخرى ففيه ان الشرط الاول يبقى بلا جزاء اللهم الا ان يقال يدل عليه الجزاء الثانى واما ما قيل من ان المعنى وان لم يكن فضلا بان يكون عدلا ففيه ما تقدم انه غير صحيح المعنى لانه ريب فى العدل فى ذلك اليوم لان الحكم لا يكون الا الى الله وايضا يرجع الكلام الى انه ان اخذ بيدى عدلا وهو غير ملائم كما لا يخفى

حَاشَاهُ اَنْ يُّحْرِمَ الرَّاجِىْ مَكَارِمَهٗ

اَوْ يَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

حاشاه تنزيه له ومعناه جانبه ويحرمه من حرمه يحرمه كضربه يضربه ومن احرمه بمعنى منعه يتعدى الى مفعولين وهو مبنى على المفعول وقيل على الفاعل وسكون الراجى من لضرورة الشعر والجار

---

[1] هو صلى الله عليه وسلم مامول ومرجو فى كل حال وزمان - حزبونى -

Marfat.com

مرفوع فيرجع لانه بمعنى يصير ويعود اومنصوب متعدى بمعنى يرد ويعيد والجار بمعنى المستجير الداخل فى الجواء والعهد والامان وضمير منه بالاشباع الى النبى صلى الله عليه وسلم منزه ان يحرم راجيه عن الاكرام اويرد المستجير منه بغير احترام انه معدن الكرامات ومنبع الاحترامات

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَائِحَهٗ

وَجَدْتُهٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمٍ

منذ بمعنى اول المدة مفعول فيه لوجدت والخلاص مفعول الملتزم بكسر الزاء واللام لتقوية العمل يقال الزمت الشئ ذا لتزمه اى جعلته كفيلا للشئ فيكفل به وواجبه على نفسه والاظهر ان اللام للعلة متعلقة بوجدته وللمعنى ان من مكارمه المحسنة واخلاقه المستحسنة اى من حين توجهت اليه بصوت افكارى لديه فى انشاء مدائحه باخلاص النية وسداد الطوية تكفل لى وقام بتخليصى من كل شدة وبلية

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ

اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَكَمِ

الغنى بكسر مع القصر بمعنى اليسار ومع المد وبالفتح مع القصر الاقامة ومع المد الكفاية وقد جمع الاربعة من قال من يكن له غنى يمل فى غنائى وفى دور غنى لاهل الغناء ومنه باشباع الضمير صفة للغنى من جهته ويدا اى ايمن وتربت اى افتقرت واريد باليد ايدى المحتاجين والمنكرة فى سياق النفى يفيد العموم والحيا بالقصر المطر والازهار جمع زهر والاكم جمع اكمة بمعنى الربوة وهى التل والمقصور تشبيه جوده فى عموم النفع وبلوغ النصر عن ارض هو يستاهل العطا ويستحق المنع وفيه اشارة الى انه صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين وسبب للغنى الظاهر والباطن للعلماء العاملين والبيت الذى كان قبله مقيد الدفع الضر عن الملتجى اليه وهذا مشير الى حصول النفع من الطامع اليه ثم لما كان موهما انه اراد بالنفع النفع الدنيوية دون الحظ الاخروية فدفع الوهم من الخيال فقال

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْیَا الَّتِیْ اقْتَطَفَتْ یَدَا زُهَیْرٍ بِمَا اَثْنٰی عَلٰی هَرِمٍ

فى اكثر النسخ اقتطفت يقال قطفت الثمرة اقتطفها جناها وفيه اشعار بان المذموم انما هو تكلف الحصول وطلب

Marfat.com

الوصول الى الامر الفانى واما اذا وقع تبعا للمقصود الباقى من غير قصد للفانى فلا يضر كما فى موافقة الهوى للهدى والمراد بزهرة الدنيا مستلذاتها المشبهة بالزهر فى زينة جمالها وسرعة زوالها وزهير بالتصغير هو ابن سلمى بضم السين احد الشعراء السبعة التى كانت قصائدهم معلقة على الباب الكعبة المشرفة لما سقطت عند نزول قوله تعالى وقيل يا ارض ابلعى ماءك و الايه والباقى خاله وابوه واخته وبنته وابنته وسبطة وهرم بفتح الهاء وكسر الراء ابن سنان رئيس قبيلة غطفان وهو من اجود ملوك العرب ولزهير فيه مدائح واشعار وصل بها منه اليه كثير من عطايا المطايا فوق العادات قيل الشعراء اربعة امرؤ القيس اذا ركب والنابغة اذا رهب وزهير اذا رغب والاعشى اذا طرب والباء فى بما للبسة وما مصدرية او موصولة والعائد محذوف

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِى مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

الخلق بمعنى المخلوق واللام للجنس او الاستغراق وفى نسخة الرسل بسكون السين جمع رسول ويلزم منه ان يكون افضل الخلق بالاولى ويكون ايضا للرد على المعتزلة القائلين بتفضيل الملائكة وما نافية او استفهامية انكارية واللوذ بمعنى التجاء والعوذ والحول الوقوع والنزول والحادث مفرد الحادثات بمعنى الآفات والبليات والعمم بفتح العين المهملة والميم وبكسر الميم الاولى وكلاهما مسموع من عم ضد خص والمراد بالحادثات الشاملة الموت وهى القيمة الصغرى او القيمة والمراد الشفاعة العظمى واعلم انه لما ذكر الناظم مع نعوت ذاته وكمالات صفاته صلى الله عليه وسلم انتقل من حال الغيبة الى مقام الحضور فناداه به بالخطاب باحسن الادب كما قيل فى اياك نعبد فى صدر الكتب

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِىْ

اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

ع چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے — ز قصد رفیعت بدرگاہ حق

کہ باشند مشتے گدایان خیل — بمہماں دار السلام از طفیل

Marfat.com

رسول الله منادى حذف نداءه والجاه من وجاهه وهى رفعة المنزلة وسعة المرتبة وفى متعلق بيضيق اى بسبب شفاعتى واذ كاذ انى نسخة للظرفية وتحلى بالحاء انصف وبالجيم انكشف والاول اصح رواية والثانى اوضح دراية فان انصاف ازلى وانكشاف زمانى والكريم هو الله تعالى وحضر بذكر مع انه من صفات الجمال فى مقام الانتقام مع انه من صفات الجلال ليحصل الاعتدال ولا ينقطع قلوب الرجال وهذا مدح لطيف ومعجون شريف كما فى قوله تعالى ما غرك بربك الكريم ١٥ تعليم لان يقول ما غرنى الا كرمك وفى الجمع بينهما ايما الى ما قيل نعوذ بالله تعالى من غضب الحليم ثم يحتمل ان يكون البيت الاول مشيرا الى الشفاعة الكبرى عند عموم البلوى حين يقول الخلق نفسى نفسى حتى الانبياء عليهم السلام والبيت الثانى مشعر الى الشفاعة الخاصة لهذه الامة فى مواطن القيمة وهذه من جاه صلى الله عليه وسلم عند الله تعالى لان الجاه هو القدر والمنزلة ولا منزلة فوق هذه المرتبة

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ[1]

من تبعيضية وضرتها بالنصب عطف الدنيا بالاسمية وهى الآخرة شبهت بالضرة لتعذر الجمع بينها وبين صاحبتها كتعسر الجمع بين المرءتين كما قال صلى الله عليه وسلم من احب اخرته اضر بدنياه ومن احب دنياه اضر باخرته فاثروا ما يبقى على ما يفنى ومن لطائف ما قيل عتبت على الدنيا لتاخير عالم وتقديم ذى جهل فقالت خذ العذر بنو الجهل ابنائى بذلك رفتهم واهل الغنى اولاد ضرتى الاخرة وعلم اللوح منصوب وقيل مرفوع ووجههما ظاهر والجود صفة هى مبداء افادة ما ينبغى لا لعوض ولا لغرض والمعنى ان يضيق جاهك بجودك لاحد من امتك لان من جملة جودك واحسانك الى الخلق جميعا خير الدنيا بالهداية وخير العقبى بالشفاعة وقيل معنى كون الكونين من جود صلى الله عليه وسلم انه واسطة فى فيضان الوجود على الماهيات وسيل ان الجود على الموجودات وفيه تلميح الى حديث لولاك لما خلقت الافلاك واضطرب الشراح فى مقراع الثانى فقيل العلم

---

[1] لعل الله اطلعه على جميع ما فى اللوح وزاده ايضا لان اللوح والقلم متناهيان فما فيهما متناه ويجوز احاطة المتناهى بالمتناهى هذا على قدر فهمك اما من اكتحلت بصيرته بالنور الالهى فيشاهد بالذوق ان علوم اللوح والقلم جزء من علومه فانها جزء من الله سبحانه لانه عليه السلام عند الانسلاخ عند البشرية كما لا يسمع ولا يبصر ولا يبطش ولا ينطق الا به جلت قدرته كذلك لا يعلم الا بعلمه الذى لا يحيطون بشئ منه الا بما شاء كما اشار اليه بقوله وعلمك ما لم تكن تعلم الخ من شيخ زاده

Marfat.com

مضاف الى فاعله اى علم اللوح والقلم الاشياء فاحتاج الى القول بان لها ادراكاً وشعوراً بما نسب اليها وقيل انه مضاف الى المفعول اى علم الناس باللوح والقلم فاحتاج الى القول بان فيه اقوالا وقيل ان الله تعالى اطلعه ما كتبه القلم فى اللوح المحفوظ وهو علم الاولين والآخرين وهو الاظهر وتوضيحه بان المراد بعلم اللوح ما اثبت فيه من النقوش القدسية الصورالغيبية وبعلم القلم به كما شاء والاضافة لادنى ملابسة وكون علمهما من علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف يتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطر من سطور علمه ونهر من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده على ما نقل انه ورد اول ما خلق الله نورى اى فنظر اليه تعالى نظر هيبته فانشق نصفين فخلق من نصفه الكونين وهو المراد بالقلم ولذا ورد اول ما خلق الله القلم فلا تعارض والحاصل ان الدنيا والآخرة من آثار وجودك وما ظهر من القلم على اللوح من اسرار معارفك على اللوح من اسرار صفاتك وعلمك وفى البيت ايماء الى ان الجاه انما هو بالعلم بالله تعالى والجود على الخليقة كما ورد ان كمال الايمان التعظيم لامر الله تعالى والشفقة على خلق الله

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِى مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ

اِنَّ الْكَبَائِرَ فِى الْغُفْرَانِ كَاللَّمَمِ

روى نفس بضم السين على انه منادى مفرد معرفة وبكسرها على انه منادى مضاف الى ياء المتكلم فى تحقيق النفس بالخطاب وما يترتب عليه من العقاب اشعار بان القنوط ايما ينشأ من النفس والا فالعقل مجبول والنقل صحيح قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء فيه رد على المعتزلة والخوارج الخارجين عن ورطة مغفرة واحاطة النقل الداخلين فى مستنقع النفس القائلتين من رحمة الله تعالى الآيسين من فضل الله تعالى قال الله عز وجل لا تيأسوا من روح الله الا القوم الكافرون وفيه اشارة لطيفة الى ان الكفر هو محل اليأس لا غير ومن الكبائر لا تقنطى بفتح النون وكسرها واذ الكبائر استيناف فيه معنى التعليل والمعنى ايها النفس او نفسى لا تيأسى من غفران زلة او من اجل اتيان معصية كبرت فى الكيفية واكثرت فى الكمية فان الكبائر من الذنوب فى جنب غفران غفار الذنوب كاللمم من العيوب فانهما يستويان فى كونهما تحت القدرة وضمن المشية كما يشير اليه الآية وقد ورد انه لما نزل قوله تعالى فى حق خلص عباده او كل عباده الذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش الا اللمم اشتد صلى الله عليه وسلم ان تغفر اللهم اغفر جما فاى عبد لك لالماً وقال القشيرى فى قوله تعالى يا عبادى الذين اسرفوا الآية التسمية بيا عبادى مدح والوصف بانهم اسرفوا ذم فلما قال يا عبادى طمع المطيعون ان يكونوا هم المقصودين بالخطاب والمطلوبين بالعتاب فرفعوا رؤسهم ونكس العصاة اعناقهم وقالوا من نحن حتى يقولوا لنا هذا ولما قال الله تعالى والذين اسرفوا القلب الحال وتقلب المال فالذين نكسوا رؤسهم

Marfat.com

اشعشوا زلت زلتهم والذين رفعوا رؤسهم اطرقوا وارتفعت صولتهم ثم سلاهم بقوله على انفسهم ثم قفاهم بقوله لاتقنطوا من رحمة الله ثم اكد الذنوب المستغرق بالالف واللام بقوله جميع فكانه قال اغفر لا اترك فان كان لكم جنابة هميمة فلى عناية قديمة قال ورحمتى وسعت كل شىء

لَعَلَّ رَحْمَا رَبِّي حِيْنَ يَقْسِمُهَا

تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

القسم بكسر القاف جمع القسمة اى ارجوا من حسن ظنى ظن قلبى ان رحمة ربى حين يقسمها ويظهر يوم القيمة على ارباب النفوس اللوامة ياتى على مقدار عصيانهم لا على حسب جرمانهم والا فرحمته واسعة من ذنوبنا وفضله اشتمل من عيوبنا او تظهر على مراتب العصيان الصادر من نوع الانسان بان يكون الرحمة الصغيرة على طبق السيئة الصغيرة والكبيرة على وفق الكبيرة وكذا القلية والكثيرة ولذا قال بعض الظرفاء من كمال ظهور رحمته فى العقبى يندم المذنبون على تقليل معصيتهم فى الدنيا ويدل عليه ماورد فى المعنى ان الله تعالى يظهر صغار ذنوب عبد ويعفو عنها ويعطيها فى مقابلها اجورا كثيرة فيقول العبد كان لى ذنوب كثيرة فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه فهذا يدل على سعة الرجاء فيجب التزام الدعاء والرجاء

يَارَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِي غَيْرَ مُنْعَكِسٍ

لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِي غَيْرَ مُنْخَرِمٍ

رب محذوف الياء واكتفاء بالكسرة وفاجعل بالفاء والانخرام بالخاء المعجمة بمعنى الانقطاع والمعنى يارب ارحمنى بمحو عيوبى وغفران ذنوبى واجعل رجائى غير منعكس عندك بان يكون الخذلان موضع

لطف وكرمش عاشق حسن گنه است — من عادت آں بہانہ جو میدانم
زاہد نکند گنہ کہ قہاری تو — ما عرق گناہیم کہ غفاری تو
وقہاریت خواند ایکہ ما غفارت — یارب بکدام نام خوشداری تو

Marfat.com

الغفران العقوبة مكان الرحمة واجعل حسابى وظنى بك غير منقطع عن فضلك كقولك فى الحديث القدسى انا عند ظن عبدى بى

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِى الدَّارَيْنِ اِنَّ لَهُ
صَبْرًا مَّتَى تَدْعُهُ الْاَهْوَالُ يَنْهَزِمْ

واللطف هو الاحسان الخفى الذى ليس له سبب جلى قيل من لطفه تعالى بالعبد ابهام عاقبة عليه لولا علم سعادته لقل عمله واستند اليه ولولا علم شقاوته اليس وترك التذلل لديه وقيل من لطفه تعالى عليه اخفاء اجله عليه لئلا يستوحش ان كان قد نا اجله ولا استقصر اذا طال امله اوليتأخر عمله وفى نسخة ارفق موضع اللطف وفى نسخة تدعه ولقى موضع تلقه واللقى اظهر والمعنى الطف يا لطيف بعبدك الضعيف فى الدنيا بتوفيق الطاعة وفى عقبى بالرحمة ونيل شفاعته ان له صبرا قليلا ينقلب فى الاحوال متى تلقه الافزاع والاهوال ينهزم ولا يثبت كالجبال من الرجال ثم لالجاء اقوى من متابعته وملازمته صلى الله عليه وسلم شرف وكرم ولذا قال

وَائْذَنْ لِسُحْبٍ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَآئِمَةٍ
عَلَى النَّبِىِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمْ

اذن بمعنى امر من باب علم السحب بضمتين جمع سحاب سكن خاؤه تخفيفا والمراد من الصلوة مزيد الشرف والكرامة ومنك صفة صلوة اى واقفة ودائمة صفة بعد صفة وعلى النبى متعلق بالصلوة اودائمة وبمنهل متعلق بائذن ومنسجم بكسر الجيم على الصحيح عطف عليه والتقدير ايذن بافاضة مطر منصب شامل قيل اتى الناظم بالصلوة على سيد الكرام بابلغ الوجوه واحسن النظام حيث جمع فى بيته ذكر الصلوة ودوامها ونزولها ومبداء النزول ومنتهاه وكثرتها فى ضمن الانصباب وعمومها فى طى السيلان ومحلها وتشبيهها بالامطار واثبات السحب لها فهذه عشرة اشياء يستفاد من كلامه بعضها بالدلالة وبعضها بالاشارة فى لفظ ايذن ايذان بان سحب الصلوة حاضرة واقفة موقوفة على اذنه تعالى والاذن متحقق فانه سبحانه وتعالى مع الملاء الاعلى يصلون عليه صلى الله عليه وسلم وقد

Marfat.com

امر عبيده المنقادين لديه بقوله صلصوا عليه وسلموا تسليما تشريفا له وتعظيما ومهابة وتكريما .

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبَا
وَأَطْرَبَ الْعِيسَ حَادِي الْعِيسِ بِالنَّغَمِ

رنحت بتشديد النون المفتوحة والحاء المهملة اى اميلت وما مصدرية ظرفية لايذن قيل وتسمى دوامية على عرفهم لارادة الدوام بها وما مدة لدلالتها على مدة مديدة فان هبوب الصبا وترنيحها الاغصان البان ان لم يوجد على الدوام لكن يمتد الاوان وامتداد الزمان انتهى وحاصل كلامه ان المراد ما دامت وعبر بما لايخلو عنها لكن قال بعض الشراح هذا كناية عن التابيد وعذبات بالحركات اى اغصان البان وهو شجر له اغصان لطيفة واصل عن بة الشئ طرفه اللطيف والصبا هى الريح التى تهب من مطلع الشمس اذا استوى الليل والنهار يقابل باب الكعبة الشريفة فكانها تصبوا اليها وتميل وقد يقال القبول ويقابل الدبور التى تهب دبر الكعبة وفى الحديث نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور قيل ويكون الصبا حارة رطبة تؤثر فى الاشجار والاغصان تليينها تهيج القوى النامة فى الارض وتزينها بانواع الانوار واصناف الازهار تبرك الشعرا بذكرها فى الاشعار كما قال الاشعار الا يا صبا نجد متى هجت من نجد فقد زاد فى سواك وجدا على وجد واضافة الريح الى الصبا من اضافة العام الى الخاص وهى فاعل وعذبات مفعول كذا قال غالب الشراح لكن ذكر العلامة مولانا عصام الدين ان فيه اشكال وهو ان رنح فى اللغة مبنى للمجهول كما يدل عليه التاج والصحاح فينبغى ان يقراء مجهولا ويجعل ريح صبا فاعل فعل محذوف اى اماله ريح صبا ليكون الترتيب من قبيل يسبح له فيها بالغدو والاصال رجال والصواب يسبح له فيها بالغدو والاصال رجال ثم رأيت القاموس وافق الصحاح فقال ترنح تمايل وغيره رنح عليه ترنيحا بالضم غشى عليه او اعتراه وهن فى عظامه فتمايل وهو مرنح محمد لكن ظهر لى ان بناء المجهول مختص بما اذا تعدى بعلى ويدل عليه خصوص المعنى ولان ترنح مطاوع فلا بد له من فعل متعد وهو لا يكون الا معلوما كما هو معلوما فارتفعت الجهالت وصح ما ورد لا يجتمع امتى على الضلالة ثم رأيت قال ابن الغازى يقال رنحت الريح الغصون اى اماتته ثم ذكر ما فى الصحاح هذا والطرب الهيئة الحاصلة من المسرة المقتضيه للهمزة و الحركة من طرب يطرب كحفظ يحفظ ويعدى بالهمزة والعيس منصوب على المفعولية جمع اعيس وهى الابل التى يخالط بياضها شعرة او ابيض يقرب الى الهمزة وهى كرائم الابل ولذا اورد فى بعض الاحاديث افضل من حمر النعم والحد سوق الابل وقيل الغناء بها قال فقها وهى تلك النداء ان تلك النداء ان اغناء الابل الحداء والنغم الصوت الحسن وفى القاموس النغم محركة وبسكون الكلام الخفى الواحدة بهاء ونغم فى الغنا كضرب ونصر وسمع تنغم انتهى فما تنقل ابن الغازى من ابن المرزوق ان النغم بيت القصيدة بكسر النون يحتاج

Marfat.com

الی نقل الصریح او دلیل والجامع بین ترنیح الاعضان وتفریح الهیجان ایصال طائفة من النبات وجماعة من الحیوان
الی ظهور جمالها وحصول کمالها وفیه تنبیه نبیه علی ان الصلوة علیه صلی الله علیه وسلم موجبة لجمال المصلی
وکماله ومقتضیة الطهر حاله وحسن ماله وصلی الله تعالی علیه وسلم وشرف کرم وعلی اله الی یوم
الدین والحمد لله رب العالمین والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات قد تم شرح القصیدة البردة
للملا علی قاری بید الفقیر الی الله الغنی خالد غفر له ولوالدیه ولاحبائه ولجمیع المؤمنین
والمؤمنات بمحض فضله العمیم وکرمه الخفی والجلی واللطف الوسیع

۱۴ ذوالقعده ۱۳۲۴

واخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمین،
وصلی اللهُ تعالیٰ علیٰ خیر سَیّدنا خلقه و نور عَرشه
سَیّدنا محمّد واله واصحابه اجمعین، آمین!
طالب دعاء فقیر محمّد رحیم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com